بفضل خالق کون و مکان و بطفیل رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب فقیر کر تو ترے در کے فقیر کا
محتاج کر مجھے نہ امیر و وزیر کا

خواہان نہ تاج کا ہے نہ طالب سریر کا
ہے دیدنی دماغ بھی تیرے فقیر کا

ایذا رسان مزاج جو ہے چرخ پیر کا
سیکھا ہے طور کیا کسی طفل شریر کا

ہرگز نہیں ہے بات یہہ شایان خدا دوست
بڑھ جائے بادشاہ سے رتبہ فقیر کا

آرائش جہان کو سمجھا ہوں خاک میں
قالین کو اپنے آگے ہے رتبہ حصیر کا

مطلب نہیں ہے اطلس و کمخواب سے مجھے
عریانی ہی خود اپنی ہے جامہ حریر کا

وہ روی خط سے ظاہر ہوا ایمان ہمارا
تفسیر کے ہمراہ ہے قرآن ہمارا

کیا بول اٹھا ظاہر ہے یہ بیان ہمارا
زندہ دل مردہ ہوا [illegible]
واعظ نہ سنا وصف ہیں حور جنان کا
دل چھینتی ہے صورت انسان ہمارا
[illegible]
[illegible] قیامت ہی بیابان ہمارا
[illegible]

[illegible]

ظاہر مین گرچہ فرق ہے اہل جہان کے پاس
یکسان ہے رتبہ اصل مین شاہ و فقیر کا

حسرت ہے یاس ہے الم و درد و رنج ہے
مجھ ناتوان پہ حملہ ہے جم غفیر کا

پرتو خدا کے شکر مین گویا زبان ہو گیا
بخشا ہے مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا

لکھا دو گر مضمون مجھے وصف روی تابان کا
کہ خود چرخ چہارم ہو ورق اپنے دیوان کا

بہار باغ کی سیر اور مجھے اوس رشک بستان کا
مجھے ہو تا ہی ہو کا ہر گلستان بیابان کا

لکھون گر شعر مین مضمون پیچ زلف جانان کا
گمان ہر اک الف پر ہو مقرر مار پیچان کا

دل مجروح ہے مطلع ماہتاب روی جانان کا
نمود بخت ناقص جلوہ میرے داغ پنہان کا

ہمیشہ ہی مری پیش نظر پر ہو سکا جلوہ ہے
کیا اپنے تصور نے عیان عالم پرستان کا

سنا ہی متفق ہو مجھے نہین مین رات دن اکبا
رخ تابان سے پہر کیونکر بچے لگا زلف پیچان کا

خدا اوسکو سمجھتے مین عجب الٹی سمجھ ہے
جو تا ہو نہین ہے رنگ اوس شوخ خون بے گنہ انکا

ہمیشہ روی جانان ہی رہا پیش نظر اپنے
اور تا یا میری آنکھون نے بہی کیا خاکا گستان کا

سمائی ہے ازل سے سر مین دہن صحرا نوردی کی
گمان اغوش مادر پر رہا مجھکو بیابان کا

دہان زخم مین خندان لب سوفار کی صورت
تصور جب سے اے قاتل ہے تیر روی خندان کا

نہین شکوہ شب تاریک کا مطلق مجھے اے دل
خیال روی جانان چاندنی ہے شبہای ہجران کا

لالہ کیطرح کہان ٹینگے پہر داغ دلپہ ہم
فرقت مین پہر خیال ہوا سیر باغ کا

پیدا ہی اس سے صبح شب ہجر پہر بکیون
خورشید نام رکہینگے ہم اپنے داغ کا

اوس گل کے ہجر مین تہا چمن پرگان دشت
بلبل یہ واقعی ہوا دہوکا کلاغ کا

غل ہیر پیونکا شور جنا دل سے کم نہین
دہوکا ہی مجھکو خانہ زندان پہ باغ کا

مدراس مین ہون گو یہ وہ معجز بیان ہوین
پہاہی شعر تر مرا دلی کے داغ کا

وہ ہیجگر ہو نہین کہ مرے دل سے دمبدم
دم بند تنگ قافیہ ہوتا ہی جس داغ کا

کیا حضرت شرف کے سینے سے اوسکو ربط
پرتو منہہ آئے واہ کہان منہہ پہر داغ کا

دیدنی اولٹا اثر ہے انتظار یار کا
چشم بینا پرگان ہی روزن دیوار کا

وصف لکہتا ہون کسیکی کاکل خمدار کا
ہی سگاف کلک پر دہوکا زبان مار کا

اسقدر لاغر کیا موی کمر کے دہیان نے
ہو گیا ہی بار سایہ مجھے دیوار کا

پوچہیگا کسکو کہتے ہین بیمار شک جنان
بس یہی قاصد بتا ہی کوچہ دلدار کا

بات ہو کر رہگئی ہر ایک بانی کی لکیر
مرحبا کیا پوچہنا عالم ترے اقرار کا

جو دم گریہ تصور شعلہ رو کا ہی مجھے
صاف پانی مین نظر آتا ہی جلوہ نار کا

دور ہی کیا اگر کہو نین منہہ کو تیر رشک کا
چاندنی سے کم نہین سایہ تری دیوار کا

وہ جو ٹہوکر انکے لگے یون کیا مر سر کو نہین
رشک سنگ آستان خانۂ خمار کا

تم جو رشک گل ہو تو ہین سایہ کا نشا ہی سہی
کیا نہین بنتی نظر کچھ ربط گل سے خار کا

دیکھنا ایں وصل کی کیونکر بنیگی اوس سے ہاے
بخت خفتہ ہی مخالف دیدۂ بیدار کا

دمبدم آتی ہے کوی یار کی مجبکو خبر
کیا تصور کر رہا ہی کام برقی تار کا

دیکھیے وہ سخت جان قابل ہو نہین ہنگام قتل
دم مین کہل ہی جائیگا جوہر تری تلوار کا

نرم ہین ظاہر مین جو ایذا دہی مین ہین طاق
صاف دیتا ہی نشان ہر عضو ماہی خار کا

کر دیا ہے بے نشان اس ہجر کے آزار نے
نام کو ہے جسم تیرے طالب دیدار کا

عشق زلف یار مین **بیدل** ہوے بیہوش اور ہے
پیچوان کے پیچ پر دہوکا ہے پیچ مار کا

وصف گر لکھو نین اوسکے ابروی خمدار کا
طایر مضمون ہو اک جوہر نئے تلوار کا

ہی تصور رات دن اوس ابروی خمدار کا
سامنا رہتا ہی ہر دم مجھے تلوار کا

صورت غنچہ نظر آتا ہی رنگین ہر حباب
پڑ گیا دریا مین کیا سایہ ترے رخسار کا

دیکھتا ہو نین گل رخسار رنگین کی بہار
روز در بہی ہے دیدہ طالب دیدار کا

جوش وحشت ہی جو مجھکو ایک بت کے ہجر مین
اپنا ہر تار گریبان رشتہ ہی زنار کا

ٹکڑے ٹکڑے سخت نعرون سے ہوا ہی دل مرا
کام کرتی ہے زبان یار بہی تلوار کا

غنچہ غنچہ کا گمان ہو نقطہ نقطہ پر ضرور
وصف دیوان مین جو ہو اوسکے گل رخسار کا

دیکھتا ہی اوسکا ترچھی ہی نظر سے ہو ادہر
کیا ہی تیز تاہی مزاج اپنے بت عیار کا

تیر کا دہوکا ہو خاصے بر مر ہر ایک کو
وصف گر لکہون مین مژگان بت عیار کا

کفر الفت عین دینداری ہے دیکہو اہد و
رشتہ پوشیدہ ہی ہر تسبیح مین زنار کا

سخت جانی سے الس ہے نازک طبیعت کو ضرور
ربط یہ کرتا ہی روشن شاخ گل سے خار کا

کیا تعجب ہے اگر انسان بہاگے مارے سے
کہتے ہین ہوتا ہی ڈر شیطان کو بہی مار کا

خون ہکواتا ہی تجکو ای گل گلزار حسن
خون رولانا عندلیب عاشق بیمار کا

رابطہ جنون کو ہوتا ہی بروں سے دہر مین
گر نہین باور تو دیکہین ربط گل سے خار کا

بجلیان گرتی ہین جب ہنستا ہی وہ ظالم کبہی
ہے رخ تابان مین عالم برق اتشبار کا

لوگ کو ہوتی ہی نفرت موذیوں سے اسقدر
نام بہی لیتا نہین ہے کوئی مار کا

ہی رقم تعریف اسمین گلرخوں کی ای نسیم
غیرت گلزار ہی دفتر مرے اشعار کا

چشم بینا ہو گیا ہر لفظ ہر اک جزو بدن
شوق کس درجہ ہے تجکو یار کے دیدار کا

یار سے یون کہدے قاصد حال اس دلگیر کا
تیری باتین اسکو ہو جاتین عمل تسخیر کا

تہا جو شوق یہ مضمون شوخی تحریر کا
نقطہ نقطہ پر ہی ہوگا دیدہ تصویر کا

سخت جانی نے مری پر تو کیا محشر بپا
حلق پر رکہتے ہی دم رکنے لگا شمشیر کا

سر میں پہر سودا ہوا زلف بت بے پیر کا
ہو گیا پہر شوق اپنے پاؤں کو زنجیر کا

ہمنے دیکہا ہی جو چہرہ اوس بت بے پیر کا
آنکہہ میں رتبہ نہیں خورشید کی تنویر کا

کوئی خط آیا نہ پیغام اوس بت بے پیر کا
تہا مگر مضمون یہی سے سر خط تقدیر کا

ہو گئی نقش قدم کی خاک بہی ہم رنگ زر
کام کرتا ہی ترا رنگ حنا اکسیر کا

جب کہنچا مانی سے خاکا اوس کماں ابرو کا ای فلک
لطف جلوہ دیدنی تہا کاغذ تصویر کا

اشک کا دریا ہی ہر دم اس سے جاری ہجر میں
بنگیا ہی چشم تر حلقہ مری زنجیر کا

جاگ اوٹہے اس سے ہی فتنے ہوا محشر بپا
شیر سے گہنگرو کی صدا ہی غل مری زنجیر کا

جب نزاکت سے نظر کی آئینہ پر یار نے
صاف نکلا رشک سے دم عاشق دلگیر کا

سب ملک تسبیح میں اپنی پریشان ہو گئے
آسمان پر غل جو پہنچا نالہ شبگیر کا

چہد گیا دل رشک سے دیکہی جو دم عدو
کام کرتی ہی نیزے قلیاں نظر کے تیر کا

جب سلام اوسنے کیا انداز سے ہم کٹ گئے
کیا قدر خم میں عالم تہا خم شمشیر کا

وصف اوس شیریں دہن کا ہی رقم اسمیں تمام
شبہ بحر شعر پر ہوتا ہی جوی شیر کا

اک نظر دیکہا جسے وہ نیم بسمل ہو گیا
کام لیتا ہی اب آنکہوں سے ستمگر تیر کا

ہر دہان زخم اپنا کیون نہ ہو ہنستا رہے
فکر نے ایسا سراپا زرد جنبکو کر دیا

ہوئین زخمی خندہ رویون کی نظر کے تیر کا
صاف سونا بنگیا لوہا مری زنجیر کا

انگلیون پر گن رہا ہون اجل پرتو مین دن
وعدہ اپنے نوجوان نے جو کیا ہے پیر کا

ہو گا جو سامنا مری چشم پر آب کا
دہوکا ہو بحر پر بہی معز حباب کا

سوزش ہے سوز ہجر اگ گلعذار کے
تپ ہجر کو ضروری شربت گلاب کا

صورت جو اک پری کی صفائی سے آئینہ مین
عالم ہی صاف اپنی نظر مین نقاب کا

کاکل مین اوسکے عارض رخشان کو دیکھیے
ہوتا ہے رات مین بہی طلوع آفتاب کا

مستی لگائی لب پہ جو اوس رشک ماہ نے
منہہ رشک سے سیاہ ہوا آفتاب کا

اوس مست ناز کا جو تصور ہے روبرو
چشم پر آب اپنی ہی ساغر شراب کا

پرنور برق حسن نے کر ڈالا اسقدر
ہی رشک ماہ نو کو بہی تیری رکاب کا

اپنی نگاہ مین در و دیوار ہین سیاہ
تاریکی فراق ہی نسخہ خضاب کا

روتا ہون اوسکی کاکل شبگون کی یاد مین
بنتا ہی آب اشک بہی روغن خضاب کا

اوس گلرخ کی یاد مین جو آنسو بہرے ہوے
پرتو یہ چشم تر ہے کہ شیشہ گلاب کا

ہیں اس نقد کو بوسہ جاتا تھا [illegible]
از بوسہ وہ روز دیتا تھا مجھکو
تری بیوفائی و وفا جاتا تھا
ضد جانے کی خطا مجھکو ہوا تھا
[illegible] ہی کھینچا جاتا تھا
دل مضطرب کو تصور تھا خط کا
سے ریختہ بیہ کیا جاتا تھا
ہیں پرتو تمھیں یاد رہا جاتا تھا

آتا ہے یاد اپنا دل گم شدہ مجھے
ساقی جو کہا تو دے کوئی شیشہ شراب کا

وہ چاند آگیا ہی تو ظالم گیا نہیں
گردونیہ ہے دماغ مرے اضطراب کا

میری نگہ سے نظر آئیگی کسطرح
پردہ ہے درمیان میں پردہ نقاب کا

پرتو یہ فرد آمد و خرچ فراق سے
داغوں سے سینہ بنگیا دفتر حساب کا

گرویوں میں رواج ہے اگر حجاب کا
بنتا ہی ملک حسن میں کپڑا نقاب کا

رکھتے ہیں گر شراب کو نام آفتاب کا
پھر یہ آفتاب ہے ساغر شراب کا

پانی میں دیکھکر رخ رخشان وہ کہتے ہیں
دریا سے ہے طلوع یہاں آفتاب کا

اسی ماہ آفتاب سے روشن ہی اک جہان
رونق فزای بزم ہی ساغر شراب کا

اوسکی کمر کو کہتے ہیں سب درمیان جسم
مدت میں اب سراغ ملا ہے سراب کا

جیتے ہیں کہئے بوڑھے ہون سے خواہش ہو گر تمھیں
زلف بتان سے سیکھ لو نسخہ خضاب کا

یوسف کے ساتھ تیری طرف انگلیاں اٹھیں
آئے جو مصریوں کو خیال انتخاب کا

لکھے ہیں وصف مصحف رخسار یار کے
تفسیر نام ہوگیا اپنی کتاب کا

دیکھے جو مجھکو خلوت شب کے قمر میں آج
گھر بھول بھول جائیں منجم حساب کا

اللہ کی قسم نہ لگی آنکھ رات بھر
یہ اضطراب ہے دل خانہ خراب کا

[illegible]

سیماب و برق و ماہی بے آب مین تمام
ہوتا ہی انتخاب ترے اضطراب کا

پرتو کہان بڑہاپے مین یہ تیزیان یہ جوش
نعمت کوی ضرور ہے موسم شباب کا

لگتی ہی تیرے مونہہ سے ساغر شراب کا
ای غنچہ لب بنا ہے کٹورا گلاب کا

اوس گلبدن کی بزم مین ساغر شراب کا
خوشبو سے بنگیا ہی کٹورا گلاب کا

اک بحر حسن کے غم ہجران کا ہون قتیل
زیبا ہی میری قبر پہ گنبد حباب کا

اسمین ہے وصف مہر رخ یار کا رقم
جو تھا فلک ورق ہے ہماری کتاب کا

مرغ نگاہ عاشق جانباز کے لئے
ہی آشیانہ حلقہ تمہاری رکاب کا

رنگین ہے ماجرای ضعیفی کتاب مین
نسخہ ملا سیاہی سے ہمکو خضاب کا

کیونکر بچین طلاطم دریای عشق سے
قلعہ بنی تو بنتا نہین ہمسے حباب کا

کس شکبار کے لب گلگون کا فیض ہے
حقہ کی جو کلی ہوی شیشہ گلاب کا

کب ہوا اثر گون نصیب بہ فیض کریم ہو
دریا سے بہر نہین کوئی کاسہ حباب کا

پابوس شہسوار کا باقی رہے نہ شوق
حلقہ ہوا بنا جبیں خمیدہ رکاب کا

روشن بیاض موت سے مری ہر گئی ضیا
ہر صفحہ آفتاب ہے اپنی کتاب کا

عطار کی دکان ہے گلی اوسکی ہمنفس
ہر نقش پای یار ہے شیشہ گلاب کا

الجھا رہا ہے کاکل پر پیچ یار مین
خانہ خراب ہو دل خانہ خراب کا

یہہ انقلاب دیکھیے ہم پیر ہو چلے
ہی اوس ستم شعار پہ موسم شباب کا

دنیا مین بے ثباتون کی ممکن نہین بہار
دیکھا ہی کسنے پہولنے غنچہ حباب کا

اوس مست کی جو یاد مین ہون بیخبر تو کیا
ای میکشو یہی نشہ ہی جوہر شراب کا

برباد ہے سفینۂ صبر و قرار دل
دریا چڑہا ہوا ہی جو چشم پر آب کا

عاشق ہون جب سے اک صنم گلعذار پر
بہتا رہا ہے لیتے کان مین عطر گلاب کا

وہ بحر حسن اور انہین تاب اوسکی دید کی
پرتو ہے مہر و ماہ مین نقشہ حباب کا

عشق ہے دلکو مرے ظالم کے خط و خال کا
مرغ یہہ مفتون ہے اس دانے کا شیدا جال کا

دام و دانے کی نہین حاجت مرے صیاد کو
چمکیا دانے مین دلم اوسکا دوپٹہ جال کا

جسنے فاقہ کہینچا اوسکو عشق کی ہوتی ہے قدر
عید روزہ دار کو کی غرہ ہوا شوال کا

ایک لمحہ بہی نہین ہے چین یہہ ہی اضطرار
یہہ دل مضطر مگر رقاص ہے گہڑیال کا

حسن پہلے سے غضب ہے اور بلا وہ قہر ہے
اوڑہنا ای چاند سر پر آسمانی شال کا

صاف کر دیتا ہی یہہ زخمی جگر کو الامان
ڈالنا سینہ پر اوس کے ریشمی رومال کا

ہر قدم نقش کف پا کی طرح پامال ہون
ہو گیا ہون جب سے تماشی مین کسیکی چال کا

17

یون جو ہی بر شام اوسکے دیکھنے کی جستجو
جیون بنا ہوگی گہتا کر لاغری مجکو ضرور

ابروی دلدار ہی کیا چاندی شوال کا
دہیان ہو یون ہی اگر تیری کمر کے بال کا

سیکڑون ناسور ای پرتو نظر آنے لگے
صاف عالم ہے دل مجروح مین غربال کا

جاگ اوٹھے سب غل جو اوٹھا آہ دردآمیز کا
ہے دل نالان مین عالم ساعت شب خیز کا

یہہ جو لکھی شعر مین تعریف روی ماہ گون
ہی ہر اک مصرع مین عالم ساغر لبریز کا

دیکھیے تاثیر وصف روی آتشناک کی
ہی گمان اپنی زبان پر آتشین گلریز کا

شہر سے نفرت ہی مجکو اور صحرا سے گریز
ہی عجب فتنہ فراق شوخ آفت خیز کا

نقطہ نقطہ مین ہے پرتو صاف اختر کی چمک
وصف دیوان مین جو ہی اوسکے رخ پرریز کا

دلمین اپنے جو خیال زلف جانان بہ گیا
سینے پر لہرا کے ہر دم مار پیچان رہگیا

جلوہ فرما آج جو ہی بام پر وہ رشک ماہ
خال سا منہ لیکے خورشید درخشان رہگیا

باعث گریہ ہے کیا ہی مجھ کو کسیکا انتظار
اشک ہی جو آتے آتے چشم گریان رہگیا

جان لی آخر کو قاتل تیری بانکی ادا نے ہاے
قتل ہو جانیکا ان ہاتھون سے ارمان رہگیا

آرزو دل مین ہے اک آئینہ رو کے دید کی

عمر بھر پرتو اسی حسرت مین حیران رہگیا

کسطرح ہو طور یکسان عالم اسباب کا
کب بھلا قایم ہی جلوہ کرمک شب تاب کا

اسطرح جوش طپش ہے سیہبر تیرے بغیر
ہی دل مضطر مین عالم واقعی سیماب کا

کس مصیبت مین گذرتی ہی شب فرقت مدام
صورت دلبر ہوا دشوار آنا خواب کا

جوش سوزش ہے کہ لعل لب کے ہجر مین
چاہئے تبرید کو شربت مجھے عناب کا

دل مرا روشن نہو کیونکر ضیای حسن سے
ہی تصور راتدن اک غیرت مہتاب کا

یکقلم ہو حرف ستارہ صورت کاغذ سپید
حال مین لکھون گر اپنے دیدۂ بیخواب کا

اوسکو دکھلاؤن بہار اپنے دل پر داغ کی
کوی جامہ بہی بدن پر چاہیے کمخواب کا

رو رہی ہے کسکے غم مین کچھہ نہین کھلتا ہی حال
صاف عالم ہی لگن مین شمع کی تالاب کا

آتے آتے رک گئی ہین ہچکیان کیا ہجر مین
رنگ اوڑایا ہی انہون نے بھی ہمارے خواب کا

جو ہین افتادہ انہین دشمن سے کیا پہنچے گزند
سایۂ دیوار کو کچھہ ڈر نہین سیلاب کا

ربط پرتو غیر جنسون مین کبھی ممکن نہین
آگ کو کافور کر دیتا ہے چھینٹا آب کا

دیدنی ہی حوصلہ اپنے دل ناشاد کا
شکل بلبل مبتلا ہی اک ستم ایجاد کا

پھر رہا جو اپنی نظرون مین قد وش شمشاد کا
شور نالو نکا مرے ہی غل مبارکباد کا

کیون نہ بہر کے دلمین سوز ہجر آہون سے گرمی
تیز کیا کرتا نہین آتش کو جہونکا باد کا

مرغ جان پر طایر وحشی کا دہوکا کیون نہو
خانۂ تن مین ہی نقشہ خانۂ صیاد کا

نالی آہون سے تن خاکی بچے کیونکر مرا
خاک کو برباد کر دیتا ہی جہونکا باد کا

دیکھیے ممکن نہین ہی دوستون سے ترک ربط
ہی جہان آتش وہان لازم ہی ہونا باد کا

ہی دم فریاد اوس گل کا تصور ای صبا
آہ مین اپنی ہے عالم نکہت برباد کا

تیری پرتو سے ہوا ہی بلبلا ہر اک چراغ
بحر پر ہوتا ہی دہوکا خانۂ آباد کا

غنچے اک شیرین دہن کے مجکو یاد آ کر گیا
سر پر اپنے بال ہر اک تیشہ ہی فرہاد کا

گاہ آئین ہچکیان اور گاہ بیخود ہو گیا
ظلم کیا کیا مجہپہ ہے اوس فتنہ گر کی یاد کا

واقعی اہل زبان کو رشک ہے پرتو مرا
یہہ فصاحت اور بلاغت فیض ہے استاد کا

کبک دری رہا نہین کوئی کے کام کا
ابکے چل رہا ہی تمہارے خرام کا

آجائیگا کبہی جو عیادت کو وہ مسیح
چوتہا فلک ہے نام نہ کیون میرے بام کا

آزاد مشربون کو غرض سے غرض نہین
دشمن سے بہی نہ قصد کرون انتقام کا

رخسار و زلف جلوے مین ہوتے ہین متفق
یان امتیاز ہی نہین کچہہ صبح و شام کا

آیا وہ روبرو مرے کہنے کو یون مگر
واقف کسیطرح ہو جیسے نام کا

باعث گریہ ہوا ہی جو خیال چشم یار
ہی گمان آنسو پر اپنے روغن بادام کا

کل جو اپنا وہ سہی قامت جبکا بہر سلام
یکقلم پایا الف مین ہمنے مطلب لام کا

اسقدر لاغر کیا ہی عشق زلف یار نے
ہر رگ وپی پر مجھے ابی گمان ہی دام کا

ہمسری اوس بت کی آنکھون سے جو پرلی تو اوسکی
سر زا مین سنگ سے کچلا گیا بادام کا

نہین منہہ پر دوپٹہ ململ کا
کوئی ٹکڑا ہے مہ پہ بادل کا

میری تقدیر نے ہی کیا ہیہات
طور سیکہا ہے زلف کے بل کا

مانع رفتن صنم ہے مینہہ
مجھپر احسان ہے یہہ بادل کا

سمجھون کسطرح سچ مین تیری بات
روز کرتا ہی وعدہ توکل کا

کیا ہی اوسکا مزاج نازک ہے
بار سر سے دوپٹہ ململ کا

لو بن آئی سیاہ بختون کی
شوق اوسکو ہوا ہے کاجل کا

کیون نہ کوسون حجاب کو شب وصل
منہہ پہ پردا پڑا ہے آنچل کا

جب سے پہلو مین گلعذار نہین
ہے مکان مین بہی طور جنگل کا

پہیرتا ہی رقیب دن کبہی
یار پتلا بنا ہے اب کل کا

کبہی روتا نہین مین بے چہیرے
مری آنکھون مین طور ہے نل کا

۲۳

رہتا انکھوں ہی مین ریلو جو بصارت ہوتا

رکھن تشبیہ مین ادمی بت سکے برابر ہوتا
آدمی ہونے سے بہتر تھا کہ پتھر ہوتا

زلف ہوتا تو سیہ بختوں کا سرور ہوتا
مانگ ہوتا تو مین حسن سر دلبر ہوتا

لعل ہوتا تو شبیہ لب دلبر ہوتا
ہوتا دانتوں سے مشابہ جو مین گوہر ہوتا

دل مین ہوتا بت کافر کے شرر گر ہوتا
رہتا انکھوں مین نظر بنکے جو لاغر ہوتا

خار ہوتا تو مین پلکوں کے برابر ہوتا
پھول ہوتا تو شبیہ رخ دلبر ہوتا

مسی ہوتا تو ترے ہونٹھ کے بوسے لیتا
مہندی ہوتا تو بہار کف انور ہوتا

ہالہ ہوتا تو مین آغوش مین رکھتا اوسکو
پاس اوس چاند کے ہوتا اگر اختر ہوتا

چنگا ہوتا تو گلے سے لگا رہتا مین
ٹیکا ہوتا تو ترے ماتھے کا زیور ہوتا

قمری ہوتا تو مین شمشاد پہ ہوتا قربان
ہوتا بلبل تو گرفتار گل تر ہوتا

ہاتھ سینے کو لگاتا جو مین ہوتا محرم
بوسے لیتا جو نقاب رخ دلبر ہوتا

شانہ ہوتا تو کبھی زلف کو چھوتا دن رات
ہوتا آئینہ تو منظور سکندر ہوتا

جگنی ہوتا تو تری چوڑی کی ہوتا رونق
پہنچی ہوتا تو ترے ہاتھ کا زیور ہوتا

زینت چشم صنم ہوتا جو ہوتا ابرو
حسن رخ ہوتا اگر مین خط اخضر ہوتا

دیدہ ہوتا تو کسی سیمتن کا منہ تکتے
خاک ہوتا تو سر دامن دلبر ہوتا

رونق افروز اگر وہ بت اظلم ہوتا — تو ہر اک مرغ چمن باغ میں بیدم ہوتا
گر نگین ہوتا ترے نام کو رکہتا دل میں — رہتا انگلی میں شب و روز جو خاتم ہوتا
صورت تیغ گلے ملتا جو وہ عید کے دن — ماہ شوال مجھے ماہ محرم ہوتا
ہو تا کا ر آمد میخانہ جو ہوتا ساغر — دیکہتا جام میں اوس مست کو گر جم ہوتا

سر براہی غم فرقت کی جو دیتا دل زار
یہہ بہی پرتوؔ مگر اسوقت کا حاتم ہوتا

پہول ہوتا تو کسیکا رخ گلگون ہوتا — سرو ہوتا تو شبیہ قد موزون ہوتا
سیر کرتا جو مرے سینہ پر داغ کی وہ — اس گلستان کا ہر اک پہول ہمایون ہوتا
غیرت لیلی و شیرین جو آتا لب بام — صاف فرہاد کوئی اور کوئی مجنون ہوتا
روتا اوس حسن کے گر زینت آغوش کو مین — شور نالونکا مرے طفل کا آغون ہوتا

دوست کو دوست سے ملتے ہوے گر دیکہتا یہہ
صاف پرتوؔ وہین دشمن فلک دون ہوتا

لگا رہتا ترے ہاتہون سے جو کنگن ہوتا — ہوتا لچہ تو مین وابستہ گردن ہوتا
کہتے ہین باغ کے آنے میں مناہی ہے وہان — ہوتا گر باد صبا داخل گلشن ہوتا
خار دشت جنون کی اسے ہوتی چہتی — پرزے وحشت میں اگر پیرہن تن ہوتا

دامن دشت مین پلتا جو مین ہوتا کانٹا
پہول ہوتا تو کوئی شاہد گلشن ہوتا

ننگ پر تو ہوئین عریانی وحشت سے مدام
دشت ہوتا جو یہان صاحب دامن ہوتا

بخشتا دست جنون کو جو گریبان ہوتا
دیتا کانٹون کو اگر گوشۂ دامان ہوتا

صبح ہوتا تو مرے حصے گریبان ہوتا
دشت ہوتا تو میسر کوئی دامان ہوتا

رنگ ہوتا لب نگین پہ اگر پان ہوتا
بوسے لیتا کسی گلرو کے جو قلیان ہوتا

برق ہوتا تو کسیکا لب خندان ہوتا
ابر ہوتا تو کوئی دیدۂ گریان ہوتا

زینت پشت صنم ہوتا جو ہوتا چوٹی
حسن رخ ہوتا اگر زلف پریشان ہوتا

قیس ہوتا تو کسی لیلی کا ہوتا مجنون
ہوتا فرہاد تو شیرین پہ مین قربان ہوتا

کلک ہوتا تو ترے وصف مین ہوتا مصروف
گر زبان ہوتا تو تیرا ہی ثنا خوان ہوتا

نغمہ ہوتا تو تہا پرتو شب عشرت کا انیس
نالہ ہوتا تو رفیق شب ہجران ہوتا

ہوتا حسن سر جانان اگر الو ہوتا
زیب ہوتا مین عدو پشہ کی جو بلو ہوتا

ہوتا ہر عضو زبان وصل مین یہ ہوتی ہوس
لطف ہوتا ہمہ تن کا مین پہلو ہوتا

طاق کعبہ کا گمان ہوتا قد پر خم پر
باعث ضعف جو عشق خم ابرو ہوتا

آبرو کرمک شب تاب کی لیتا ہر اشک
کاش اوس مہ کا کوئی گوہر گیسو ہوتا

تلتا عشاق کی نظروں میں برابر قاتل
گر ترا تیر نظر دل میں ترازو ہوتا

ہوتا دم بھر نہ جدا لطف نظارا ملتا
اوس سکندر کا جو آئینہ زانو ہوتا

ہوتے گر جوش میں یہہ دیدۂ گریاں تو دیار
دم نظارہ مجھے سرو لب جو ہوتا

ہوتا خوش چشموں کی نسبت کے برابر پرتو
جوش وحشت میں جو میں دیدۂ آہو ہوتا

کیا ہوا گر اوس پری کا بند دروازا ہوا
چشم ظاہر بند کی تو دیدۂ دل وا ہوا

طوق قمری کو پہنایا اسلئے ای سرو قد
ہمسری کا اوسکو عاشق تیرے سودا ہوا

خاکساروں کو نتیجہ سرکشی سے ہیچ ہے
سرو سے باغ جہاں میں کب ثمر پیدا ہوا

دیدنی تاثیر ہے اوسکی کمر کی یاد کی
نالہ بس منہہ سے نکلتے ہی سر عنقا ہوا

تازہ غم دیتا ہے ابرو کا تمہارے دیکھنا
ماہ نو کے دیکھنے سے ماہ نو پیدا ہوا

اسکے دیکھے سے نظر آتا ہے پیچ زلف یار
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ بینا ہوا

دلکو پہلو سے نکالا میں نے اوسنے خنجر کو
وہ وہاں تنہا ہوا اور میں یہاں تنہا ہوا

وصل کی شب خفتۂ خوابیدہ پرتو جاگ اوٹھے
کیا موذن کی صدا بر صور کا دھوکا ہوا

بحر ساتی میں منو شی ہے دل اپنا نہیں کھلتا
پری بھی اب اسی ہمدم مرا شیشہ نہیں کھلتا

جو وہ کہتا ہے تجھکو دیکھکر یوں ناتوان ہو تو
غضب انگشت حیرت کا کوئی نقشا نہیں کھلتا

یہہ کسکی زلف کی کالی بلا سر پر پڑی آخر
پریشان ہوں نہیں خود کچھ باعث وا نہیں کھلتا

عجب بند قبا ہے کیا صنم کی بند ہوتے ہیں
خداوندا کسی صورت یہہ عقدا نہیں کھلتا

صبا ہے یوں تو گل کھلتے ہیں لاکھوں باغ عالم میں
ہمارے دلکا اک یہہ غنچہ لبنا نہیں کھلتا

در میخانہ اک جھیر ہی کیا عجب بندیا قسمت
کسیدن دیدہ مست صنم دیکھا نہیں کھلتا

لکھے ہیں صف وجواو نکے دہان اپنے دیوان میں
ہمارے شعر کا معنی نہیں کھلتا نہیں کھلتا

حجاب شرم دامنگیر ہے ایسی ستمگر کو
شب وصلت میں بھی ہی بے زبان اپنا نہیں کھلتا

ہرا دہانی گلابی آسمانی پستی گیندی
بدن پر رنگ اعضا کے کہو اچھا نہیں کھلتا

جواب خط کا قاصد منتظر ہے ہر دن بیٹھا ہے
غضب ہے اک مرے حق میں منہ انکا نہیں کھلتا

صفائی نقص آئینہ کا دکھلا دیتی ہے برقو
عجب ہے یہ دہن یہہ کہ عیب انکا نہیں کھلتا

آنکھوں میں تماشا ہے تری جلوہ گری کا
ہنگامہ ہے اب گرم پرستان میں پری کا

آجائیگی پس جان تن بیجان میں پر تو
سونگھے جو کوئی ہار ترا مولسری کا

ہر بار الجھتی ہے یہہ ہی تار نظر سے
کیا کہیے تماشا تری نازک کمری کا

تابت ہی ہر حباب سے اے چشم تر مجھے
دریا ہی شگفتہ ہی کسی کجکلاہ کا

پرتو سے یہ خال پہ کاجل کے یار کی
پڑتا ہے صبر اس مرے حال تباہ کا

رہتا ہے رات دن مرا دیدہ پھٹا ہوا
جوش جنون کا زور ہے یہ کچھ بڑہا ہوا
ہی غنچہ حباب سے نشو و نمای گل
سودا کا داغ اپنی جبین پر چمک گیا
غنچہ مین جسطرح سے ہی پوشیدہ رنگ و بو
دست جنون پہ راز ہی مرنیکے بعد بہی
ہستی کے قید سے ہو رہائی محال کیون
رکہتا ہی میر شعر کو حاسد نگاہ مین
دونا ہوا ہی شوق مرا بعد وصل کے
یہہ بیزار ہر سرا پا چہنال ہے
وہ بت گیا تو جان بہی ہمراہ چل بسی
قاصد ہمارا مرغ تصور ہی آجکل

گرداب اشک حلقہ زلف دوتا ہوا
ہی طوق ہی برنگ گریبان پہٹا ہوا
لخت جگر ہی آنکہہ مین کب تیرتا ہوا
یاد آیا میر کسیکا جو تیکا بندہا ہوا
اسطرح راز عشق ہے دل مین چھپا ہوا
ہی سنگ گور صورت داماں پہٹا ہوا
یہہ بہی کسیکا حلقہ زلف دوتا ہوا
مانند سنگ طور مگر تو تپا ہوا
جب ربط بڑہگیا تو تصور سوا ہوا
اس بیحیا کا کون نہین مبتلا ہوا
حیران ہون میں خود کہ یہہ کیا یا خدا ہوا
دروازہ اوسکا بند ہوا ہی تو کیا ہوا

رنگین حنتیلیوں کو جو دیکھا کسی کے آج
میرا بہی ہوش جا پر رنگ حنا ہوا

سانپ کی طرح لہر کے آئیگا ایک دن
رہتا ہی یوں مزاج جو انکا چڑہا ہوا

بدلے میں خط کے پرزہ ہوا شاید آپ ہی
آیا نہیں جو نامہ بر اتبک گیا ہوا

لکہا جو اوسکی کاکل مشکین کا ماجرا
ہر ایک شعر نافۂ مشک ختا ہوا

اوسکا خیال فصل بہاری سے کم نہیں
گلزار آرزو دیکہ ہمارا ہرا ہوا

رہتا ہی تیرے ہجر میں اے قلزم جمال
دیدہ ہمارا ابر کی صورت بہرا ہوا

دہن ہی کسیکی کاکل مشکین کی ان رند
میرا دماغ نافۂ مشک ختا ہوا

جانے لگا ہے نالۂ پرتو خدا کی شان
دو چار ہاتہ عرش بریں سے بڑہا ہوا

وہ گل جو صرف خندۂ دندان نما ہوا
آیا نظر بعینہ غنچہ کہلا ہوا

اہل جہان سے دور ہی رہنے میں امن ہے
دیکہا ہی کسنے دامن صحرا پہٹا ہوا

اک آفتاب حسن کے وعدونکا فیض ہے
آنکہونکا نور ہی صفت خواب اوڑ رہا ہوا

جب شوق وصل دست درازی پہ آگیا
وا ادس حیا کے پتلے کا بند قبا ہوا

جہنجہلانے سے بگڑنے سے غصہ سے فایدہ
والسی ہی ایلین کا شر وہ بو دیا ہوا

کیوں انکہیں نیلی پیلی کیا کرتے ہو مدام
شیطان ہی کوئی سر پہ تمہارے چڑہا ہوا

دہ رو نیوالا ہون کہ تو لد کے روز ہی
ایسی حجابی دہوم کہ محشر بپا ہوا

موی کمر کی یاد نے لاغر کیا یہہ کچہہ
میرے عدم کو بہی نہ یقین ہونیکا ہوا

آئی یہہ بے ستون سے صدا کوہ کن کے بعد
شاباش خوب حق محبت ادا ہوا

پرتو ہے بات بات مین تسخیر آپ کی
نا آشنا ہی سکے سخن آشنا ہوا

تا زیست جہان مین یہی کام کسیکا
ہے ورد زبان اٹھہ پہر نام کسیکا

پہلو مین جو تڑپا دل ناکام کسیکا
رسوا سر بازار ہوا نام کسیکا

بڑہتی ہے صفائی تو کدورت ہی زیادہ
قاتل ہے مری جان کا حجام کسیکا

کیا وصل کی لالچ نے کیا رہن ستایش
سو جان سے ہون بندہ بیدام کسیکا

برنالون سے آتی ہے شمیم عرق گل
عطار کی دوکان ہے حمام کسیکا

تہا پرتو بدمست شب وصل یہہ سرشار
لبریز مئی سرخ ہوا جام کسیکا

دن رات اپنی آنکہہ مین پانی بہرا رہا
مدنظر جو جاہ فوق یار کا رہا

جہگڑے فقط ہین عشق مین امید و یاس کے
عاشق اسیر حلقہ خوف و رجا رہا

محو خیال یار ہون اسدرجہ رات دن
مین خود ہی بار ہا تڑپا بار ہا رہا

چھٹات جو سبز خطان سے پا کیا	پامال اس چمن مین برنگ حنا رہا

بی فیض آب اور ہوا فیض غیر کو
پرتو مین اس چمن مین برنگ صبا رہا

میرا مرنا ہوا شکوہ بیداد ہوا	دہن گور ہی گویا لب فریاد ہوا
تھا جو لفظی سے ترے روی کتابی کا جنون	عمر گذری نہ گلستان کا سبق یاد ہوا
بینی و چشم پریرو کی جو لکھی تعریف	حرف [illegible] دیوان مین الف کوئی کوئی صاد ہوا
تری تصویر ہی ہے حیرت و بیان منظر	ای پریزاد تصور ترا بہزاد ہوا
ہمسری قامت جانان سے جو کی ای قمری	سرو گلشن مین اسی جرم پہ آزاد ہوا
کٹ گیا تیری ادا مین مجھے حیرت ہے یہی	دست نازک ہی ترا خنجر فولاد ہوا

خانہ ویران نہ کہون درد کو کیونکر پرتو
کبھی شہر دل ویران نہین آباد ہوا

مارا ہوا ہون تیغ بت خانہ جنگ کا	پانی برای غسل ہو دریای گنگ کا
اک سنگدل کے ہجر کا بیمار ہون طبیب	نسخے مین ایک جزو ہی عناب تنگ کا
مین تیرے ہاتھون کمسن مین برباد ہی رہا	ای طفل رشتہ دار ہون شاید پتنگ کا
امید صلح کسکو ہی اللہ کی پناہ	شر پر ہی ابمزاج بت خانہ جنگ کا

٣٩

پر تو سوای درد سر انہیگا ہاتہہ کیا
وعدے مین اوسکے طور ہے امید لنگ کا

کچھ غم نہین مجھے شب تار فراق کا
کیا بات واہ وا رے یکتائی حسن کی
گذری مجھے وہ آئے وہ اوٹھے مین ری رات
یہہ گرم جوش غمزے کیا مجھکو ہوا

دیکھو نہین جلوہ کسی مہ کے بطاق کا
سوجھا جو کہین بہی تو فقط جفت طاق کا
دم بند ہو گیا تہا یہان اشتیاق کا
اڑ ہتا ہی آر رشک کے رنگ احتراق کا

پر تو اور آفتاب کے دستار خوان پر
ہے چار چند ماہ سے جلوہ طباق کا

سر مایہ ہوش کا مرے برباد ہو گیا
شاگرد ہو کے عشق مین اوستاد ہو گیا
کمبخت حسن خنجر فولاد ہو گیا
پروردگار کچھہ تو سمجھہ ان بتونکو دے
پہلے فقط جنون ہی تہا اب جانکنی ہے
ای شیخ کیا کہین کہ زبان لال ہے یہان
ماہ صفر کی تیرہوین کو ای ریاض حسن

آسیب دیو عشق پریزاد ہو گیا
ای قیس خوب تجھکو سبق یاد ہو گیا
جو لطف خم بروہو اجلاد ہو گیا
میرا گلہ یہہ شکوہ بیداد ہو گیا
ہمسنگ قیس ہو کے مین فرہاد ہو گیا
قائل تو انکا حسن خداداد ہو گیا
شمشاد قد کے صدقے مین آزاد ہو گیا

پابند ہے ہوای حوادث مین رات دن
دل عندلیب گلشن ایجاد ہوگیا

کمبخت دخت رز کی بدولت خدا گواہ
ہر بادہ خوار ساقی کا داماد ہوگیا

صد شکر یاد شکوۂ بیداد کچھ نہین
کیا رہن بیخودی لب فریاد ہوگیا

رشک پری ہی کون یہان پوچھتا ہی
قاصد بہ پوسکے گھر کا پتا یاد ہوگیا

دخت دو چند ہوگئی اسکے جواب سے
مژگان یار نشتر فصاد ہوگیا

سودای من کو دام مین جوا گیا یہان
وہ عندلیب گلشن شداد ہوگیا

اوسنے کنوین مین دیکھکے منہہ اپنا پھر کیا
پانی بھی اب تو چاہ کا بہزاد ہوگیا

اوستاد اور طبع خداداد کا ہی نسیف
پرتو جو فن شعر مین اوستاد ہوگیا

پرتو نے تیرے حسن کے ششدر بنا دیا
خورشید ہی کو جام کو خاور بنا دیا

آنکھون کو تیرے غمزنے سمندر بنا دیا
اور تیلیون کو حد سکندر بنا دیا

طینت نے اپنی برابر بنا دیا
مظلوم مجھکو تجھکو ستمگر بنا دیا

اللہ رے حسن جلوہ کہ آئینہ کو آج
ای مہر تیرے عکس نے خاور بنا دیا

اللہ آبرو رکھے دندان یار کی
ہر قطرہ سرشک کو گوہر بنا دیا

پرتو نے وصف ابروی قاتل کی تعلیم
خامہ کو میرے غیرت خنجر بنا دیا

اور رشک آفتاب تری جلوہ گاہ نے	ہر ایک ماہ حسن کو اختر بنادیا

کیا رفتہ رفتہ سخت ہوا پر لقو اوسکا دل
خوی ستم نے ہاے ستمگر بنادیا

گریہ نے میرے گھر کو سمندر بنادیا	در کو شبیہ سد سکندر بنادیا
آنسو کو سوز ہجر نے اخگر بنادیا	ہر ایک آنکھ کو مری مجمر بنادیا
ملتا ہے اوس گلی کا نشان مجھ ضعیف سے	ہجر صنم نے میل کا پتھر بنادیا
ای گل ہے بے ترے مجھے ویرانہ صحن باغ	باد صبا کو ہجر نے صرصر بنادیا
چادر بھی گلفروش مری خاک گور پر ہو ایک	اوسکو جو آج پھولونکا زیور بنادیا
مین جسطرف چلا غم و اندوہ ساتھ تھے	فرقت نے تیری صاحب لشکر بنادیا
جلوے نے تیرے ہر صنم رشک ماہ کو	ای مہر حسن بزم مین پتھر بنادیا

پر لقو کہون مین کیا لب و دندان یار کی
صانع نے اوسکو لعل اسے گوہر بنادیا

دل کو خیال یار نے روشن بنادیا	تاریک گھر کو وادی ایمن بنادیا
مسجد یہ ہے دو کو مبارک ہو صبح و شام	عشق بتان نے مجھکو برہمن بنادیا
آنے لگا لہو عوض آنسو کے آنکھ سے	دریا کو ہجر نے لعل کا معدن بنادیا

ہی بیہودہ ہو گیا گلہ ہجر سے خفا
کمبخت دل نے دوست کو دشمن بنادیا

رخسار گل میں چاہ زنخداں ہے نرگس
صانع نے روی یار کو گلشن بنادیا

ہر اک صبح پڑ بکے فرنگن ہے یہاں
مدرسہ کو بہی حسن نے جرمن بنادیا

روتا ہوں سرد مہری کو پر تو کسیکی آہ
صحرا کو میرے گریہ نے ساون بنادیا

بس جاؤں ہو کے شیفتہ گر چشم یار کا
سرمہ بنا منگے تو مشت غبار کا

نالہ بلای جان ہی دل بیقرار کا
دم بند ہو گیا ہے رشتہ انتظار کا

فرقت میں پیش چشم ہی سینہ جو یار کا
ہر اشک خونی بنگیا دانہ انار کا

بلبل جو اوسکے ہاتھ سے بو گلستار کا
دہوکا ہر ایک پردہ پہ ہو شاخسار کا

پہر کیوں نہ اوس سے ایک جہاں کو فروغ ہو
خورشید چرخ عکس ہے رخسار یار کا

تجنیر نے کیا مرا دم بند بے طرح
اللہ رے ضبط سوز غم ہجر یار کا

پہر کیوں ہے خط سبز میں زلف سیاہ یار
اے دل اگر گذر نہیں رکھاں میں یار کا

کیا وصل کی بہی شب کوئی چالے کی رسم ہے
جمعہ کے روز ہمنسے جو وعدہ ہے یار کا

مجھکو امید ہے دیدہ پر آب کی قسم
پانی کی ہے لکیر اقرار یار کا

پر تو ہے آسمان بہی جلاد ہجر میں

تارِ شعاعِ مہر ہے ذرہ اکثار کا

منصف مزاج حسن ہے اوس گلعذار کا
طلتا ہے حکم عاشق کاکل کو دار کا

ای مشکبو ہے باغ میں موسم بہار کا
دونا مزا ہے زندگی مستعار کا

مرغ نگاہ ہون ہمہ تن شوق دید مین
جاک قفس ہے روزن دیوار یار کا

ارا ہے عشق لب نے کسی کے مگر مجھے
ہر اشک لعل ہو گیا شمع مزار کا

سمجھے ہوین اپنی تغافل ضرور ہے
ارمان ادا کیا ہے ترے بیقرار کا

کیونکر نہ میرا بلبل دل چہچہے کرے
ہے بوستان حسن مین موسم بہار کا

گل خار خار ہے گل رنگین ہزار حیف
ہے رنگ منقلب چمن روزگار کا

عاشق کو وجہ زیست ہے جوش نشاط وصل
مرقد کی شب لقب ہے شب ہجر یار کا

کیا خوب واہ واہ جیہ خوش اگر شد دو
پابند حلق زلف ہے عاشق عذار کا

تسکین دے رہی ہین مجھے بیقراریان
خوف و رجا مآل ہوا انتظار کا

ہے درد سر سرور خرابات دہر مین
نشہ سے می کے رشتہ ہے ساقی خمار کا

پر توؔ زمین شعر ابھی کان لعل ہو
مضمون باندھتا ہون لب سرخ یار کا

ہو احلقہ بگوش اوسی لقب جو شیشہ ... | بڑھا ہے جو فلک سے بھی داغ اوس کے کنگن کا

۴۶

ناز تها غمزه تها عشوه تها ادا تهی مین نه تها	وای قسمت اونکے کو جبین قضا تهی مین نه تها
نالے جب کرنے لگا عشق وہان یار مین	محکمۂ مین اپنے کہنے کو صدا تهی مین نه تها
یا رنگ ایدل تجھے جسنے نه پہنچا یا کبھی	وه فقط تقصیر بخت نارسا تهی مین نه تها
آج کہنچا یہان تلک تجهکو جوای بیدادگر	یه فقط گستاخی دست دعا تهی مین نه تها

پوچهی پرتو نے شب وصلت جو ناکامی کی وجه
ناز سے اوسنے کہا میری حیا تهی مین نه تها

مستحق بوسونکی کیا زلف دوتا تهی مین نه تها	سر چڑہا نیکے لیے کافی بلا تهی مین نه تها
سرو تها نرگس تهی گل تها اور صبا تهی مین نه تها	خانۂ باغ یار مین جاروب کی جا تهی مین نه تها
رووُن ہی بخت شومی بخت نگون پر کیون	تیغ ابرو اوسکی کل خلقت بہا تهی مین نه تها
ضعف ہجر یار نے یه گم کیا ہی مجھے	نیستی مین خود قبا ہستی نما تهی مین نه تها

کاہش غم نے گهٹا کر خار ای پرتو کیا
صحن گلشن مین مگر اوس گل سا تهی مین نه تها

زلف سے مین ہی سمجھتی ہین ابجان جیتا	معرکه خوب پریشان کا پریشان جیتا
آج کیا معرکۂ یوسف کنعان جیتا	ای فلک حسن مرے چاند کا میدان جیتا
گر مرا دست جنون دشت سے دامان جیتا	صبح سے چاک جگر کا بھی گریبان جیتا

حسن اوس یار کا لیلی سے جو میدان جیتا
قیس سے بن ہی کبہی تا بہ بیابان جیتا

ہجر میں ابر سے یہہ دیدۂ گریان جیتا
رعد سے شور و فغان میں دل نالان جیتا

آج اغیار سے میں کوچۂ جانان جیتا
خوب شیطانون سے یہہ روضۂ رضوان جیتا

کٹ گئے دیکہہ کے عشاق خم ابرو کو
تیرا خنجر بہی غضب تیغ کا میدان جیتا

مر گیا خلق میں زلفون کے تری خوب ہوا
جینا اگر اور بہی جیتا تو پریشان جیتا

نظر آتی نہ اگر زلف گرہ گیر تری
کسی صورت سے نہ دم بہر یہہ پریشان جیتا

کوس نصرت ہوی آواز گجر کی شب وصل
آج اک شرم کے پتلے سے جو میدان جیتا

سحر و شام ترا حسن جہانگیر ہی واہ
شمع سے انجمن اور گل سے گلستان جیتا

زلف کی وہ شب ہجران جو ہوتی اے رخ
کس طرح صبح تلک تیرا پریشان جیتا

اقون سے مر کے خاک ہو میں لب یار آئے
سرخرو کیون نہ ہون پہر کہ بدخشان جیتا

تری زلفون نے پہنسایا دل پر داغ اپنا
بازی طاؤس سے کیا افعی پیچان جیتا

یاد رخسار میں نالے جو کئے جا جا کر
تیرا عاشق ہی تہا دل سے گلستان جیتا

پاس اندا جو رہا جوش جنون میں مجہکو
پاؤن کے چہالون سے ہر خار مغیلان جیتا

وہ مسیحا جو لگاتا کوئی ٹہوکر دم میں
شیر قالین صفت شیر نیستان جیتا

دیکہنا زلف کے قبضہ میں ہی وہ عارض صاف
واہ کافر بہی مسلمانون سے قرآن جیتا

٤٧

حسن خبان رخ نے اک چاند سا چمکا یا ہے	تن ترا معرکہ اختر تابان جیتا
خال لب سے ہی ٹرا یاد دل مضطر نے قدم	خضر سے مرحلہ چشمہ حیوان جیتا

مجھ سے داغی نہ رہیں اہل زبان کیون پرتو
معرکہ جب مرا اک طفل دبستان جیتا

سہل ہے ضعف میں مشکل کا آسان ہونا	ورنہ ممکن نہیں دامان کا گریبان ہونا
بہت آسان ہے انسان کا حیوان ہونا	سخت مشکل ہے یہ حیوان کا انسان ہونا
ہجر میں گنبد نون کے دل پہ داغ اوجڑا	میرے گلشن کو بھی آتا ہے بیابان ہونا
نالے بین کیطرح شام و سحر کرتا ہون	اوسکے کوچیں بھی مضمر ہے گلستان ہونا
یون جو ہنستا ہو ہنسے لاکھ چمنمیں لیکن	گل کہان اور کہان وہ رخ خندان ہونا
کبھی نسبت نہیں ادنی کو یہان اعلی سے	دیدہ غول یہ اور اختر تابان ہونا
یہ خط گرد لب یار نہیں ہے بیوجہ	چاہیئے خضر سر چشمہ حیوان ہونا
رخ رخشان ترا کیون زلف میں جب چھپایا ہے	تا ہی یون ابر میں اس ماہ کا پنہان ہونا
لایق دید تقاضا ہی نہ اونکے حسن کا	ظلم کر بیٹھنا اور آپہی پشیمان ہونا

کبھی ممکن نہیں جمعیت خاطر پرتو
ہمنے اوس زلف سے سیکھا ہے پریشان ہونا

اوس ہجر کو دہوکیا دل کے درد کا	گرمی قہقہہ ہی جواب آہ سرد کا
گلزار دیون کی ہوا نہ گئی بعد مرگ بہی	ہے رنگ میری خاک مین گلشن کی گرد کا
سینہ ہمارا دفتر ماتم ہے ہجر مین	ہے لخت لخت دل مین نشان فرد فرد کا
اوس بیہول کے جنون مین خلش کی بہار ہے	ہے ربط خار سے کف صحرا نورد کا

خشکی تری کہ سیر ہے پرتو فراق مین
کیا ماجرا ہے چشم تر و رنگ زرد کا

زمزمہ نالے کو وہ ظالم رہزن سمجھا	نالۂ عاشق کو کوئی مرغ نوازن سمجھا
خلش ہجر ہوئی خار رہ عشرت وصل	دامن باغ کو دل وحشت کا دشمن سمجھا
شکر صد شکر ہے سیر تو آئیگا کبہی	وہ جو ہیرے دل پر داغ کو گلشن سمجھا
کان گوہر مین سمجہتا ہون سخن کو ہر اک	لب رنگین کو ترے لعل کی معدن سمجھا
جبل طور کا دہوکا ہی دل سوختہ پر	اپنے سینے کو بہی مین وادی ایمن سمجھا
رات بہر بزم تصور مین عجب جلوہ تہا	دل صد چاک کو مین یار کی چلمن سمجھا

جسم کے مانند قلم سر کو کٹا نے پرتو
دل مرا یار کی دہلیز کو قطر زن سمجھا

پہیلا ہوا ہے حال فلک پر سحاب کا	دیدہ ہی دیدنی مری چشم پر آب کا

مستوالی نظروں سے مجھے دیکھا کرو نہ تم
چڑھ جائیگا نشہ مرے سر پہ شباب کا

آئے وہ مہ جو بام پہ پرتو علی الصباح
ہوجائیگا طلوع غروب آفتاب کا

تھے جدا اوس سے جو ہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا
ہوگئے محو دلبر ہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

تھا گماں ہمکو کہ دل اوسکی گرہ میں ہے اٹکا
دیکھ لی جب زلف وہ برہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

اضطراب دل نکلنے کا بہانہ ہوگیا
تھے جو محفل کے برابر ہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

تھا تعلق شادی و غم کا فقط اس دم کے ساتھ
بنگئے جب خاک مرکر ہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

تھا ہمارا سینہ مجروح نگاہ سرمگیں
رکھدیا بھی اوسنے گر مرہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

کیف راز عشق کب کیفیت عالم میں ہے
تھے اگر جمشید بنکر ہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

حسرت دیدار قاتل تھا ہمارا کالبد
بچگئے جب زیر خنجر ہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

زیست کی محفل ہی پرتو اک خیالی بزم ہے
ہوگئی دو دن میں جب برہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

دانہ اگر لقب ہے ترے خال خال کا
پھندا ہی نام زلف کے ہر ایک بال کا

پروردگار پر یہ ہو مرا دامن مراد
خالی کی پانچوں کو بھی وعدہ وصال کا

مانگا جو بوسہ اوس سے تو چٹخائی انگلیاں
کیا خوب یہ جواب ہے میرے سوال کا

۵۱

نقش سر کا دعوا ہی کہ آئینہ ہی ہوں میں
خرمن ضبط کے کر دینے کو برباد آیا

ہجر میں چاک کیا دلنے گریبان اپنا
چاک جیب سحر وصل اگر یاد آیا

ہو گیا شیفتہ زمزمہ بلبل زار
صید کے دام میں بیساختہ صیاد آیا

آگیا دلمیں خیال قد موزون تجہے
اپنی قمری کی خبر لینے کو شمشاد آیا

ہو گیا میرے ستمگر سے جو دو چار فلک
بھاگا مریخ یہہ کہکر مرا جلاد آیا

زلف میں ہی کوئی خال رخسار ہی پر
آج کیوں بے سر و سامان مرا صیاد آیا

باغمیں پہول کا جو بن نظر آیا جسدم
یار کا سینہ گلرنگ مجہے یاد آیا

جا کے ٹکرانے لگا سر جو ترا دیوانہ
کوہ تہرانے کہ تازہ کوئی فرہاد آیا

دام میں لوٹ کے مر جاینگے مرغان چمن
قید ہستی سے رہا کرنیکو صیاد آیا

ترش رو ہو کے کہا تیشہ کو اوس نے سر
کہنی میں غیرت شیرین کو جو میں یاد آیا

سر اوٹہانے نہ دیا جوش جنون کو اپنے
ہای پامال مجہے کرنیکو حداد آیا

ای گل تر یہہ کیا غمنے ترے خشک لہو
خون رویا جو مرے فصد کو فصاد آیا

ہر قدم ہو گیا پابند محبت عالم
دام تو دام عجب جال سے صیاد آیا

سخت جانی ہمیں عشق بتان سے حاصل
ہاتہ آیا ہی تو اک بیضۂ فولاد آیا

مر نجائیگی غم دوری گل میں بلبل
ہی یہ بخشیش تیری بربادی کو صیاد آیا

مشق بیداد اوسکی ارمان مین بہت شاد ہوئے
ہاتھ جب اوسکے ہمارا دل ناشاد آیا

کاروان دل جانباز کمر کی رہ مین
پہر تے پہرتے سوی شہر عدم آباد آیا

لیگئی جسکو اوڑا کر یہہ ہوای دیدار
اوس گلی سے نہ وہ پہر عاشق برباد آیا

تیرے دیوانے کے حصے مین نگار رعنا
پای آوارہ قیس و سر فرہاد آیا

رشک نے یار کے شانے کے نکالی ریحان
بنکے یان دست اجل پنجۂ شمشاد آیا

چار دیوار عناصر کے قفس سے بڑکر
طایر جان بہی اس باغ مین آزاد آیا

اگیا جوش جنون مین غمزہ یار کا دہیان
بنکے نشتر ہمہ تن دیکہیے فصاد آیا

جب لکہا وصف سراپا کہنچی تصویر تری
ہاتہ یکدست مرے خامۂ بہزاد آیا

رشک سے گہٹ کے ہوا جسکا مارا مہتاب
شب جو کوٹہے پہ وہ پہر پریزاد آیا

دیکہا جب عاشق مضطر کو سرای خورشید
کہا بجلی نے سنبہلکر مرا اوستاد آیا

بے ستون شب غم آئینہ دار جرات
تیرے جانباز کے حصے دل فرہاد آیا

شعلۂ آتش گلزار نے پہونکا مجہکو
جسطرح ای گل تر منہہ جو ترا یاد آیا

مدت طول اقامت ہے کہ سرای عیش
دو دن ارمان جو آیا وہ بہت شاد آیا

گر تجہے حسن خداداد ملا ہے ای بت
تیرے حصے بہی مجہے عشق خداداد آیا

زینت حسن اگر گوش تغافل سے بڑہی
عشق کا بون ٹہرانے لب فریاد آیا

ہم جان مری تن سے نکل جاے تو اچہا [illegible]

[illegible] نکل جاے تو اچہا [illegible]

[illegible]

کردیا بہوت جدائی نے بھی جان پہ بھری
ڈالنے سایہ بھی بخت پریزاد آیا

عشق شیرین دہنان سخت بہت ہی پر تو
جان دینے مرا دل صورت فرہاد آیا

ہمقافیہ بر غزل جناب گویای لکھنوی

پھر جنون خیز سر زلف پریشان ہوگا
پھر اک پاؤن مرا سلسلہ جنبان ہوگا

پھر جنون جوش پہ اک مہر لقا کا آیا
پھر گریبان سحر میرا گریبان ہوگا

مائل سینہ خراشی ہے پھر اک گل کا جنون
خون سے تر پھر مرا ہر چاک گریبان ہوگا

پھر مجھے دیکھتے ہین ہو وہ چڑھا کر دامن
پھر مرے حلق پہ یہ خنجر بران ہوگا

گل کھلاتا ہے کسی پھول سے رنگا پھر دہیان
پھر یہ دل مائل گلگشت گلستان ہوگا

داغ بھر کے مرے پھر سرو قدون غم مین
پھر تن سوختہ یہ سر و چراغان ہوگا

رنگ لائیگی پھر اک گل کی جدائی کی بہار
پھر مرا سینہ پر داغ گلستان ہوگا

محو آئینہ رخ صاف ہوا پھر اوسکا
پھر مرا دل بخدا دوست یہ حیران ہوگا

پھر کسی تیغ تبسم سے ہوا دل مجروح
دہن زخم مرا اک پھر لب خندان ہوگا

پھر ہو دیدۂ تر سے مرے چشمے جاری
آبرو ریز پھر اک چاہ زنخدان ہوگا

پھر بنیگی وہی گت سرو کی تیرے قمری
رونق باغ وہ پھر سرو خرامان ہوگا

نکلا جو بہشت سے تو خود بخود آدم ہوا
[illegible]

پہر جنون کہینچ رہا ہے طرف زلف صنم	پہر مرے پاؤن سے آباد یہہ زندان ہوگا
خوش نگاہوں سے نظر بازی کا پہر شوق ہوا	پہر ہر بن مو کی جگہہ پہر مرے پیکان ہوگا
پہر رولاتا ہے الہی غم دندان صنم	پہر گہر بار مرا دیدۂ گریان ہوگا
پہر بہار آئی کریگا کوئی گلگشت چمن	پہر قبا رشک سے ہر گل کا گریبان ہوگا
پہر دکہاتا ہے کوئی خواب مین آکر جلوے	درد پہر ہجر کا پہلے سے دو چندان ہوگا
بیچلا پہر ترے مژگان کا جنون اٹہا ہے حسن	پہر ہر اک آبلہ سرتاج مغیلان ہوگا
پہر کسی آنکہہ کی دوری نے بنایا وحشی	پہر مجہے شوق تماشای غزالان ہوگا
پہر کسی مصحف عارض کا خیال آتا ہے	پہر تصور یہہ مرا باعث ایمان ہوگا
پہر چکہایگی مزے تیری ملاحت قاتل	پہر مرا زخم محتاج نمکدان ہوگا
پہر وہ روٹہا ہے منا کر او سے پہر لائینگے	پہر مرے سر پہ ہی احباب کا احسان ہوگا

آج پرتو لب خاموش وہ پہر ہلتے ہین
شور آباد پہر اب ملک خموشان ہوگا

ہمقافیہ بر غزل جناب شریف مدرسی مدظلہ استاد حضور مصنف دام اقبالہ

گشتہ ہے تیری تیغ کی ضو کا	نام روشن ہوا مہ نو کا
روز اول ہی روز آخر ہے	ہی ہند و لاجرس وارو کا

[illegible]

گندمی رنگ یار نے پھونکا	پانی تبرید کو ملے جو کا
وجہ سوزش ہے ہجر شعلہ رخان	دلبہ عالم ہے شمع کی لو کا
مژدہ ای شوق آمد سگ یار	آج تربت پہ غل ہے عو عو کا
نہیں ہو جہ گھٹنیوں چلنا	کام چہیٹین سے ہی دوادو کا
جو فروشوں کو آدمی نہ کہیں	مول گندم سے بڑہ گیا جو کا
ہو گیا دل ہی جب اسیر ہوا	قصۂ فصیل ہوا مشو نشو کا
وصف رخسار آتشین کے لئے	کوی خامہ ہو شمع کی لو کا
داغ دل ہے مرے مقابل ہو	یہہ جگر مہر و ماہ کی ضو کا
عشق بینی شعلہ رو یان ہے	دل سے لگا ہے شمع کی لو کا
ہوا زایل فلک کی آنکھ کا نور	کیا اندھیرا ہے ہجر کی شو کا

محصر رخسار دن سے رہے آباد
مرے اللہ مکان پرتو کا

ہمقافیہ بر غزل جناب جلال لکھنوی

مرے قابو میں جو آیا تو نکلنے نہ دیا	شوق نے یار کو کروٹ بھی بدلنے نہ دیا
ضبط نے قطرہ پسینے کا بھی ڈھلنے نہ دیا	جوش گریے نے مجھے گو کہ سنبھلنے نہ دیا

دامن راز محبت ہوا جیب سحر
پاؤں پڑ پڑ کے مجھے ضعف نے چلنے نہ دیا

جب سے آنکھ دہن میں سمائی ہے نزاکت اوسکی
پان جانان نے مجھے آنکھ کو ملنے نہ دیا

یار نے جلوۂ رخ سے مجھے محروم کیا
شمع پر بزم میں پروانے کو جلنے نہ دیا

آ گیا جب وہ مری گود میں کچھ دیکھ کر
آنکھ کو گرمیٔ صحبت نے اوبلنے نہ دیا

نازکی ہو گئی سد ہوس پامالی
دو قدم بھی اونہیں کوچہ میں ٹہلنے نہ دیا

داغ اور اشک ہمیں عشق سے حاصل ہوئے
نخل ماتم کو ابھی پھولنے پھلنے نہ دیا

اسقدر بیر فلک راہزن وصل رہا
ہجر کی شب بھی مرے دم کو نکلنے نہ دیا

خون رلایا تری مہندی کی تصور نے بہت
پاؤں کے آبلوں نے جب مجھے چلنے نہ دیا

ایک حالت پہ رہے داغ ہمارے دل کے
رنگ گلشن کو ترے غم نے بدلنے نہ دیا

اوس جوان نے نہ چھپا چرخ یا ہیں بیری بھی
رات بجلی وہ دکھائی کہ سنبھلنے نہ دیا

کوسنے کا نہ گمان ہو کہیں اوس بت طن کو
اسی ڈر نے کف افسوس بھی ملنے نہ دیا

پاس اعدا نے مری جان نکالی ظالم
مجھے ٹھنڈا کیا گر خنجر کو چلنے نہ دیا

تا نہ برہم ہو مزاج ستم آرا پرلو
ہمنے دل کو بھی شب وصل اچھلنے نہ دیا

غضب یہ رنگ لایا ہی جوبن کسیکا
بہاریں ہیں پھولا ہے گلشن کسیکا

٦٠

ذرا درد کو کام فرماؤ صاحب
کوئی ہنس کے سنتا ہی شیون کسیکا

کسیکو ہنسی سے لگاوٹ ہی ہر دم
یہہ بجلی جلائیگی خرمن کسیکا

کریگا قیامت بپا رفتہ رفتہ
ابہی سے ہی فتنہ لڑکپن کسیکا

ہی ڈر ڈر کے میری بغل سے کنارے
بُری چال چلتا ہے چہٹپن کسیکا

یہہ طرفہ بہارین ہین گلکاریون کی
کہ خاصہ گلستان ہی دامن کسیکا

گلون کا جیون رنگ لایا سراپا
چمن کا گریبان ہی دامن کسیکا

حصول گلستان نہ ہر اشک رنگین
بس آغوش گلچین ہی دامن کسیکا

بلا سے پڑے آسمان ٹوٹ سر پر
ولیکن نہو دوست دشمن کسیکا

مجہے دل نے پہر کون مصیبت مین ڈالا
جو ہوتا نہین دوست دشمن کسیکا

حجر کی زیارت ہی پتہر کی پوجا
ہی واللہ حاجی برہمن کسیکا

خط سبز ہے حسن رخسار گلگون
گلستان کی رونق ہی گلخن کسیکا

یہہ چہرہ کی گت خدا جانے کیا ہو
ضیا ریز ہی روی روشن کسیکا

مسرت کے جلوے دکہاتا ہی رنگین
ہی شادی محل جب سے مسکن کسیکا

کبہی مین نہ آم نہ لون ہو لکر جہپٹ کا
ترے سر پہ جو کینہ ہو تیری چوکہٹ کا

شب وصال بھی صورت نہ دیکھنے پائی
ہی دور حاجب دربان خانۂ ظالم
کمال ضعف سے آتی نہیں ہے ہونٹوں تک

خدا کرے کہ ہو خانہ خراب گھونگٹ کا
کہ پاسبان ہے خود اوسکے ظلم کا کھٹکا
ہے اپنی آہ مین بھی پردہ اوسکے گھونگٹ کا

گناہ گار ہے پرتو جو زلف کو چھو کر
تو مار کوڑون سے یا الٰہی اسکو دار پر لٹکا

منہ پہ جو آتا ہی نہیں شکوۂ بیداد ترا
ہم جو مایل ہوئے تیرے تجھے الٹی سوجھی
باعث دور فرح خیزی ساقی تری ذات
تو جو شیرین ہے تو مین فرہاد تو لیلی تو مین

کیا ستمگر ہی یہ ظالم لب فریاد ترا
ہائی ہونے لگا دل مایل بیداد ترا
تو سلامت رہے میخانہ ہو آباد ترا
ہو نہین ہر رنگ مین دیوانہ پریزاد ترا

ہم دعا گو ہین ترے حق مین بہت خوش کرنا
شاد ہو جائے جو پرتو دل ناشاد ترا

محبت مین مین مجنون سے برابر باوفا نکلا
ہوئی اوسکی ہو پرتو ری نہ میری آرزو کامل
بتا مین دوست کسکو اور دشمن کسکو ٹھہراؤن مین
خدا کا شکر مرا کہ دار پر قاتل کے مقتل مین

لگی وان چوٹ اوسکے پاؤن مین یان خون مرا نکلا
تمنای وفا نکلی نہ ارمان جفا نکلا
کہین نا آشنا نکلا کہین وہ آشنا نکلا
زبان اپنی سے سو بار ایک لفظ مرحبا نکلا

جراح نکر بند کہ ناسور مین اپنے
پابند ہے مرغ نگہ ناز کسیکا

ناساز ہے ٹپاٹپہ انجمن درد ہی خالی
اس بزم مین کوئی نہین دمساز کسیکا

دل کی طرح اوسکو بھی گرفتار تو کرلے
ہے طایر جان مایل پرواز کسیکا

اخلاص نہین اوسکی طبیعت ہی یہہ پرتو
غمخوار نہین ہے کوئی غماز کسیکا

آنکہہ پونچھی تو چلا گوشۂ رومال اپنا
سوز ہجران کی بدولت یہہ ہوا حال اپنا

ہوجو مین حاکم ملک طپش و سوز و گداز
شعلۂ شمع ہی گیا کوکب اقبال اپنا

ہو نہ تکلیف جدائی سے بجز وصل فراغ
کبھی دل خون نکرے غرۂ شوال اپنا

سرگذشت غم زلفای بت بیدرد نہ پوچھ
[illegible] دشمن کو بھی اللہ یہہ جنجال اپنا

کب تلک آسیب بلاے شب غم اور پرتو
اے پری اسپہ کبھی سایہ ذرا ڈال اپنا

بہت خراب کیا یہہ بہت خراب کیا
ترے شراب ندینے نے دل کباب کیا

طلب بوسہ کیا جب تو گیا وہ شرما کر
مرے سوال نے ظالم کو لاجواب کیا

بہار جلوۂ ساقی گلعذار نے آج
بہار جام کو گل بادہ کو گلاب کیا

فراق ساقی مین میخانہ ہوگیا خالی
عجیب محتسب غم نے احتساب کیا

اوسکو بھی نقصان یہہ گالی دینا
مری حالت پہ ہے جہان یہہ گالی دینا

اک آفتاب کی قربت سے دور ہی پرتو
عجب ستارون کی گردش نے انقلاب کیا

بی سود ہی غم عشق ہے بیکار کسیکا
واللہ کوئی ہو نہ گرفتار کسیکا

سودائی بنے کیون پہر آشفتہ پہر ہم
چارون طرف اب گرم ہی بازار کسیکا

مخلوق سے نومیدی امید معافی
خالق نکرے مجکو خطاوار کسیکا

ہم دیکھتے ہین آئینۂ دل مین تماشا
غم کیا نہین ہوتا ہی جو دیدار کسیکا

خورشید کی ممنون نہو پرتو کی شب ہجر
طالع جو دکھائے رخ ضوبار کسیکا

٦٥

سرمایۂ خزان خلل ہجر یار تہا
گرچہ ہرا بہرا چمن روزگار تہا

ہوتی شب فراق مین تسکین کسطرح
دل ایک تہا رفیق وہ ہی بیقرار تہا

شبنم ہی اک مآل سے واقف تہی باغ مین
اوسکے سوا بہار مین کون اشکبار تہا

وہ پیاری نیند ہجر کی شب اسکو خواب ہے
جسکے سرانے تکیۂ زانوی یار تہا

کیون اوسکو اپنی زلف کی پہانسی نہ دی ہلا
پرتو جو تیرے پاس سزاوار دار تہا

پہول موگرے گلشن مین تو خوشبو ہوگا
سبزہ لمس باغ مین ہم رنگ لجالو ہوگا

یون ہی چندے رہی اس شہر مین پرتوؔ جو بہار
نام مدراس کا گرمی سے بخارا ہوگا

تجہ سے عیسی کا غرض یون ہے مرے کام لیا
جی اٹہا ہین سر بالین جو ترا نام لیا

دم سنبہلنے نہین دیتا ہی جدائی کا خلل
تمیس اٹہی دلین کلیجہ کو اگر تہام لیا

صبح ہوتی ہی یہہ بہی نور نظر آتا ہے
نور کیا ماہ نے عارض سے ترے وام لیا

سحر و شام سے دل لطف اٹہاتے کیا خاک
کہ رخ و زلف سے کار سحر و شام لیا

کوئی پرتوؔ کے برابر کا جوانمرد نہین
مول سر دیکے ترے غم کا سرانجام لیا

یاس آزردگی شوخ پریزاد رہا
زیست بہر رہن خموشی لب فریاد رہا

خود فراموش ہوئی ہین یار فراموش نہین
مجہے بہولا ہی جو دل آہ وہ مجہے یاد رہا

اوسکی آنکہون سے جو دوی ہی اسے مردم شناس
خلق کے مدنظر دیدۂ ہر صاد رہا

عاشق چشم بتوں ہر شعر پہ کرتا ہوں صاد
مردم چشم ہوس دیدۂ ہر صاد رہا

لب جانان کے تصور کا تصدق ہی فقط
شاد کہنے کو بہی جو یہ دل ناشاد رہا

ہای کیا ملک گئی مستی مین وفا ناشدنی
ہوش پرتوؔ کا دغا بازون سے برباد رہا

٦٧

دلکو حریم عشق حسینان بنادیا
ہمنے خدا کے گہر کو پرستان بنادیا

جانے سے تیرے ہوگئے ہم بے چہری ہلال
محفل کو تونے گنج شہیدان بنادیا

دکہلاکے روی صاف کو زلف ادسنے کہولدی
حیران ادہر ہوا کہ پریشان بنادیا

خالق تو اپنے فضل سے اس مشت خاک کو
سیرت ہی دے جو صورت انسان بنادیا

پرتو نثار وسعت دست جنون ہوئین
دامن کو میرے دشت کا دامان بنادیا

مجہے دشمن جو تو سمجہا ہی برا کیا سمجہا
اچہی ہی اچہی سمجہ ہی تری اچہا سمجہا

تپ فرقت کو بتانے لگے تپ جگر
کیا طبیبون نے طبابت کا سلیقہ سمجہا

رنگ لائی ہی صبا ائی ہی بنا سیر چمن
بہول کو مین رخ گلفام تمہارا سمجہا

نہین آسان دل عاشق کا پہرانا سیح
عشق کا حال تو کیا نبض کا اندا سمجہا

فی الحقیقت وہ حقیقت سے خبردار نہین
جسنے انسان کو اک خاک کا پتلا سمجہا

اولٹی سید ہی تجہے معلوم نہین ای واعظ
سمجہا سمجہا مین تری بات کا معنی سمجہا

جانتا ہی مجہے دشمن سے بہی کم وہ **پرتو**
ہی عجب اولٹی سمجہ سیدہے کو اولٹا سمجہا

مہربان ہوکے وہ مہ رخ جو ستمگر نکلا
حاصل مطلب تحریر مقدر نکلا

٦٩

مہر چھپنے لگا دامان شفق مین ای چاند — اوڑہ کر لال دوپٹہ تو جو باہر نکلا
چودہوین رات سے رشک اسکو گہٹاتا ہی ترا — چاند جب نکلا افق سے ذرا گہٹ کر نکلا
جسنے دیکہا اسے وہ صبحکا تارا سمجہا — جب ترے سامنے یہ رونق خاور نکلا

نکیا اپنے برابر مین کچہ اوس مہر نے فرق
غیر اوس برج سے پرتو کے برابر نکلا

لطف تیرا جو مرے حال پہ اب کم ہوگا — دفتر غم جو پریشان ہی فراہم ہوگا
ترے دم پر مرے دم کا ہی قرار ای سفاک — دم نہ دیگا جو تو میرا بہی ہوا دم ہوگا
عین صحت ہے مجہے جو بڑہ جائے ترے ہجر مین ضعف — کہ یہ زخم دہان خوب یہہ مرہم ہوگا
اپنے آغوش سے کہتا ہون شب وصل یہی — صبح کے ہوتی ہی تو حلقۂ ماتم ہوگا

دلمین جاگیر نہو جاے یہ حسرت پرتو
حاصل آرزدی عیش جہان غم ہوگا

باور نہین کہ آئیگا مقصود بر مرا — بیطرح ہنجیر ہے دل ہنجیر مرا
روتا ہون داغ دلکا دکہا کر فراق مین — کیا جانے نال درد فزا کور و کر مرا
ہین یہہ کرشمے برش مژگان یار کے — کیونکر رفو پذیر ہو چاک جگر مرا
قدر اوسکو آبرو کی جسے آبرو نہو — جوہر سمجہہ سکیگا کوئی بدگہر مرا

پرتو مین گرم شور ہون طنبور کی طرح
آزردہ ہوگیا جو وہ مطرب پسر دیا

خدا نے روز ازل خوب انتخاب دیا
مجھے شکیب دیا انکو عتاب دیا

فراق یار نے سامان عیش لٹوایا
شراب شیشہ کو اور سیخ کو کباب دیا

دہن کے باب مین سیر کیا جو مین نے سوال
نہ ایک اُن زبان نے مرا جواب دیا

خدا ہی اسفل و اعلا مین فرق کرتا ہے
ثواب روح کو اور جسم کو عذاب دیا

فلک نہ مست رہے اپنے دور مین کیونکر
خدا نے اسکے بیاض مین آفتاب دیا

عجب گردش افلاک سعد پرور ہے
ثواب جسنے کیا آپ کو عذاب دیا

خیال رخ مین ہے رونے سے نخل غم سرسبز
بحوض مین آنکھ کے اس نخل کو گلاب دیا

پڑھ ہے جو مدحت عارض مین ہمنے رنگین شعر
چمن مین بلبل رنگین نوا کو داب دیا

لبون نے قتل کا میرے اٹھا لیا بیڑا
ستم شعار نے جب بیڑیون کو جاب دیا

تو اس زمانے کی نیکی سے درگذر پرتو
اگر ثواب کیا جان کو عذاب دیا

ہی میسر مجھے ذرات تماشا اوسکا
ہمین فرقت مین ہی حاصل ہی نظارا اوسکا

کیا تصور نے اٹھایا ہی یہ پردا اوسکا
آگے آنکھون کے رہا کرتا ہی جلوا اوسکا

دل ہوا مبتلا فرنگن کا

[illegible]

نظر آجاتی ہے ہر آنکھ اگر بینا ہو	ہی مدد وہر میں وزارت اقبال اوسکا
یہ بری ہو کہ بھلی جو ہے جنیے جائے خدا	قصہ فتنہ ہے تا حشر ہمارا اوسکا
مال دنیا کا کوئی ساتھ نہ لیجاتا ہے	جو تھے جھگڑے ہین میرا ترا اسکا اوسکا
کون سا گھر ہے میرا جسکا مکین یار نہین	دیدہ و دل مین ہے میرا اسرار اوسکا

محو کیفیت یگانگی دوست ہوی
آج پرتو کا سراپا ہی میرا اوسکا

گل کو تری بہار نے خوشبو بنا دیا	سبزہ کو حسن خط نے لجالو بنا دیا
بیتاب ہوں نے شیفتہ دیو خو کو تا	بیہوش سنگل سایہ پریرو بنا دیا
ایکھی نظر مین حسن کم و بیش تل گیا	آنکھوں کو بھی خدا نے ترازو بنا دیا
خلقت تباہ رہی تھی جیسے زلف پر شکن	دل کے قیام نے اوسے پہلو بنا دیا
بیرد آشیانہ نالا نہین ہے نور	جلوہ نے تیرے ماہ کو جگنو بنا دیا
اشراف اسیر منتا جلاف ہو گئے	کیا انقلاب چرخ نے قابو بنا دیا

پرتو کسیکی قامت موزون کے رشک نے
ہر سرو قد کو سرو لب جو بنا دیا

دکھاتا ہی تصور چشم و زلف رشک لیلا کا	نظارا زگستانکا تماشا سنبلستانکا

[illegible]

یہہ فیض مدحت تقریر ہے عیب بری رو ہے
ہر اک عیب سخن سے پاک ہے پرتو سخن اپنا

غم دنداں میں ہی بیکار نہ رونا میرا
دیکھئے موتیوں کا ہار پرونا میرا

بیشتر بارش بے فصل میں آتی ہی جھلک
اوسکا ہنسنا ہی شب وصل میں رونا میرا

خواب میں سیم تنوں سے ہی ملاقات نصیب
جاگنے سے تو کہا ہی کہیں سونا میرا

صدمۂ ہجر سے ہوگا دل شیدا اگر ٹے
غم میں اوس طفل کے ٹوٹیگا کہلونا میرا

دلکو زلفوں میں بہا کر لئے بوسے رخ کے
دیرفی ہی کہیں پایا کہیں کہونا میرا

اوس فسونگر کو مرے جذبۂ دل نے کہینچا
لاکہہ جادو پہ بہی چل جاتا ہی ٹونا میرا

پردۂ راز مروت ہنو قاتل کیجیں چاک
داغ خون گوشۂ دامن سے نہ دہونا میرا

گرچہ پرتو ہوا یہہ ہوں مہر جہانتاب سخن
اس زمانے میں تہا اندہیر نہونا میرا

لازم نہیں ہی دم پہ بہروسا قیام کا
ہر کام میں خیال کرنا مدام کا

ہی تہنہ عاشقوں کی تسلی کی پردہ پوش
حیلہ ہی دل کی روک کلیجے کی تہام کا

ہی جو شتے آسمان کی سیر اسکے دور میں
نام آفتاب ہے مرساقی کے جام کا

بے نور اجکل ہی یہہ کچھ چشم امتیاز
منہ ایک سے کیسے میں حلال وحرام کا

آج اللہ نے بندے کو سبکدوش کیا	شد الحمد کہ سر اوسنے اوتارا تن سے

پر لگا یا جو پریزاد کے غم نے **پرتو**
رنگ رخ کو بھی مرے ہمسفر ہوش کیا

دل پریشان کرنیکے اپنا پریشان آشنا	آجکل کہتی ہین محکو زلف پیچان آشنا
پھر جوانی مین ہون کیون اس سے مسلمان آشنا	دھمکی طفلی سے کہ دیکھو خیر خوبی آنکی
صورت سگ باوفا پایا نہ انسان آشنا	کیون نہ دو حیوان کو فوق اس دور کے انسان مین
جسقدر نقصان کردیتا ہی نادان آشنا	دشمن دانا سے اتنا کچھہ ضرر ہوتا نہین

آخر اکدن مثل بلبل خار کہا ئیگا ضرور
پرتو نادان نہ ہو تو یون گلستان آشنا

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکہنوی

بیخبہ آہ نے خورشید کا تارا توڑا	دل جو بار سحر غمنے ہمارا توڑا
جو نزاکت نے ترا آج اوتارا توڑا	اپنے دیوانے کی زنجیر بھی تڑوائیگا
ان سیہ مستون نے شیشہ جو ہمارا توڑا	ہم بھی بیہوشی مین افلاک کے خم توڑینگے
یہ نظر آجو گیا روزہ ہمارا توڑا	ای پریزاد مہ عید ہے ابرو تیرا
ہاتھ آئے جو ترے ہاتھ کا پیارا توڑا	جانون قسمت کی رسائی کا یہ قبت آپہونچا

تاریخ نہوا

دل تو ترے ستم و جور و جفا سے

باز آ تو خطا سے

جان کسکی ہوی پامال رہ ناکامی
کنج مرقد مین میسر ہوا خواب شیرین
مول لینگے مجھے جان بیچکے عاشق زلف
بچکے کا تھون سے مرے دلکا سبو پھوٹا
مجھے ابر کیطرح آنکھون نے رکھنے لو
ہمکنار ہی او سے بسکہ گریزاسی ہے
بزم مین خانۂ دل کی ہین مگر رزم کے طور
للہ الحمد کہ یہ کام ادہورا رہا

کسنے سر توڑ کے دروازہ تمہارا توڑا
سخت جانی سے جو فرہاد نے خارا توڑا
چار سو مین ہے ترا عنبر سارا توڑا
کثرت چوب نے آخر کو نقارا توڑا
پیار ہاتھون سے یہ کرتا ہی اشارا توڑا
سامنے آتے ہی روحی کا کنارا توڑا
آہ جانسوز کا اک ہے شرارا توڑا
چرخ سے چرخے کو اک آہ نے سارا توڑا

یاد آیا جو وہ مینای گلوی بت شوخ
پرتو مست نے مسجد کا منارا توڑا

مجھ سے کسیکا ناز اٹھایا نہ جائیگا
دلمین ہجوم رنج حوادث ہی جب تلک
کیون پوچھتے ہو میری خوشی کی ناصحو
یہ جیتے نا غضب دل ناداں خدا کی خیر
بن بن کے مجھ سے یون جو بگڑ بیٹھیگا وہ

نازک مزاج دلکو دکھایا نہ جائیگا
اس کو تہری مین یار سے آیا نہ جائیگا
یہ ماجرا وہ ہی کہ سنایا نہ جائیگا
وہ بت بگڑ گیا تو بنایا نہ جائیگا
شعر ایک دخیر بنایا نہ جائیگا

دکہہ جائیگا کسیکا کسی درد سے جو دل
پہر دل کسیکا اوس سے دکہایا نہ جائیگا

پرتو جولات ماریگا دست سوال پر
وہ دل کسیکے ہاتہہ ستایا نہ جائیگا

آغوش سے مرے جو صنم دور ہو گیا
شاید نیا ستم کوی منظور ہو گیا

چونک اوٹہی خواب سے مردے مزار مین
نالہ کا شور غلغلۂ صور ہو گیا

آتا نہین نظر جو یہ عاشق کو جیتے جی
کیا عارض نگار رخ حور ہو گیا

جب اوس پری کے وصل سے مایوس جان ہوی
سنگ ستم سے شیشۂ دل چور ہو گیا

خالی کیا جو خانۂ دل رشک مہر نے
پرتو ہجوم درد سے معمور ہو گیا

شیخ کے بغل کو خنجر کے برابر سمجہا
بے چلم حقہ کو مین لاشۂ بے سر سمجہا

ترے ابرو کو مین خنجر کے برابر سمجہا
اور منہ کو کوئی لاشۂ بے سر سمجہا

منہ کو ناصح کے مگر اور کوئی شئی جانا
بند کو کوزۂ شتر کے مین برابر سمجہا

عشق کہتے ہین کسے اور یہ کیا کا حال
ناصح اتنا تو سمجہ پہر مجہے اگر سمجہا

دل نادان ترا نادان ہی رہا ای پرتو
عشق بت کہیل سمجہتا ہی تو بہتر سمجہا

جلکر فراق وصال کا سب خاک ہوگیا — اک شمعرو سے ملتی ہی سوزاک ہوگیا

ساقی ترے فراق مین امساک ہوگیا — جام شراب ساغر تریاک ہوگیا

یان شدیب آگیا وہان عین شباب ہے — مین مست ہوگیا تو وہ چالاک ہوگیا

مشتاق تکتے تکتے تری راہ آخرش — ای شوخ بیوفا ہمہ تن تاک ہوگیا

اوس گہر کا اب رقیب کو دروازہ منع ہے — ناپاک ہر طرف ہوا گہر پاک ہوگیا

اوس سے کیا سوال مکرر جواب کا — قاصد بہی رفتہ رفتہ یہہ بیباک ہوگیا

وہ گل جو آیا باغ کتتے سارے گل کے کان — چمپے کا منہ بہار مین بے ناک ہوگیا

ہے پایمال خرام تغافل جو مہربان — دل پایمال گردش افلاک ہوگیا

کس مست کی ہے تاک مین انگور چشم شوق — مشہور عام نام جو یون تاک ہوگیا

غم حاصل سرور گلستان دہر ہے — ہسنے لگا جو پہول تو دل چاک ہوگیا

ساقی ترے فراق مین جب جوش مے ہوا — گولا ہر ایک شیشہ کا بس کاک ہوگیا

دل کسطرح سے جان ہی قاتل پہ واردی — سر اپنا آج زینت فتراک ہوگیا

بہائی ہے سیر اسکو جو حمام کی تو یان — دل مین بہر کے کینہ دلاک ہوگیا

جب ہے وقف پنجۂ جوش جنون عشق — سو شکر ہے میرا جامہ ادراک ہوگیا

سودائیون کی خاک سے شاید خمیر ہے — دل چاک ای کلال جو یون چاک ہوگیا

اوس آتشین عذار پہ آنکھ اپنی سینک لی
اچھا علاج دیدۂ نمناک ہو گیا

پای نگہ کو خار رہ رشک عشق میں
ای بت ہر ایک ریشہ مسواک ہو گیا

آخر شب وصال قمر وش جو ہو گئی
دست جنون سے جیب سحر چاک ہو گیا

پہنچایا لاکے ایک فرنگن کا آج خط
احسان غیر سر پہ ترا ڈاک ہو گیا

پہنی ہے مہروش نے سنہری جو پیشواز
پرتو نثار جلوۂ پوشاک ہو گیا

ہمقافیہ برغزل امیر لکھنوی

ارتباط جسم و جان تنہا یہ جدا کیونکر ہوا
صورت دل آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

آنکھ سے پنہاں وہ نور کبریا کیونکر ہوا
خاک غفلت پر کنارے آشنا کیونکر ہوا

ایک شاہ حسن کا غم موجب آزار ہے
پھر ہمارا درد محتاج دوا کیونکر ہوا

کیون ندانستہ اوسے نا آشنا کہتے ہیں لوگ
ہے اگر نا آشنا ظلم آشنا کیونکر ہوا

ہجر میں سو سو ستم گذرے دل بیتاب پر
ایک معشوق نے نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

ای شہنشاہ جمال و بادشاہ دلبراں
تجھ پہ جو عاشق ہوا پھر وہ گدا کیونکر ہوا

آپ نے مجھ سے لئے صبر و شکیب و ہوش و دل
پھر تقاضا مجھ پہ الٹا آپکا کیونکر ہوا

دیکھ لے میری پریشانی کو اپنی زلف میں
میں پراگندہ کہوں کیا کیا ہوا کیونکر ہوا

ہی زبان مدعا خود لال ای آئینہ رو
کچہہ نہ حیرانی کی پوچہو کیا ہوا کیونکر ہوا

دلبری کے داو سے واقف نہین ہی یہ اگر
دل ہمارا پہر گرفتار ادا کیونکر ہوا

گر نہین ہی ناز اوس معشوق کا انصاف کُش
بیخطا عاشق سزاوار سزا کیونکر ہوا

لی مرے دل سے گری منزل جدائی کی ہوی
یہ نہایت نرم تہا اتنا کرا کیونکر ہوا

میری قسمت کی غلط برگشتگی ہی ہمدمو
کیا بتاؤن دشمن جان آشنا کیونکر ہوا

منہ چڑہا آئینہ شاید اوس صفائی حسن کے
ورنہ یہ پتہر کا ٹکڑا خود نما کیونکر ہوا

جب کہا مین نے کہ مجہ سے دل لئے کیون ہو تہی
ہنسکے وہ کہنے لگا یہ ماجرا کیونکر ہوا

پوچہتا ہو مین یہ دل سے روز فرقت بار بار
یاد ہی کچہہ وصل کی اک شب مزا کیونکر ہوا

ایکدم پوچہی زبان تیغ ہی سے سرگذشت
منہ سے قاتل نے نہ پوچہا کیا ہوا کیونکر ہوا

عاشق و معشوق مین تہا جسم و جان کا ارتباط
پہر خدا جانے کہ دم تن سے جدا کیونکر ہوا

کچہہ نہین کہلتا ہی راز رشتہ روح و بدن
ظرف روزن وار مین ضبط ہوا کیونکر ہوا

داستان ہجر اک طومار غم ہی الامان
کیا کہون **رتو** مین تم سے فیصلا کیونکر ہوا

نہ غیر یار کوئی اور آرزو رکہنا
قدم کو مستعد راہ جستجو رکہنا

طیور دغن باوام ہو پئے تدہین
رعایت غم خوش چشم جرب خو رکہنا

ہی محبت کے مکان کا یہی نشان اے آہ	ہیں شیشے سب سر دیوار یاد تو رکہنا
وہی ہے دوست جو غیبت میں اپنا پاس کرے	یہہ کچہہ خلوص نہیں پاس روبرو رکہنا
نہ توڑ دیدۂ مشتاق اوسسے تار نظر	عزیز اوسکو مثال رگ گلو رکہنا
نہ آؤ نام کو میرے ہوں رند توبہ شکن	جو محتسب تجہے درکار ہو وضو رکہنا
بہینگے چشمے مری آنکہہ سے ہی اے گل تر	نہ اسطرح ہوس سیر آب جو رکہنا
فراق یار میں تنہائی و خموشی سے	جو ہمکلام ہو کسسے گفتگو رکہنا
ہی ایک آنکہہ سو وہ بہی نہ کو رہو اسکی	نہ میرے زخم پہ سوزن سے رفو رکہنا
بتنگ ہے دل دانا بلاکشوں سے مگر	یہہ بہی سبب نہیں ساقی ترا کدو رکہنا
بغیر زر کے ہے دشوار سرخروئی دہر	یہہ لال خان جو ہیں خاک سرخرو رکہنا
خمار باعث لغزش ہے مسکیو ہشیار	ضرور تر ہی عصای ید سبو رکہنا
ہو فکر خوبی باطن کی بڑہ کے ظاہر سے	جو رنگ اوڑ ہی تو اوڑ ہی اس چمن میں بو رکہنا
ہی خلق صرف نماز و دعای استسقا	تو کافروں میں مسلمان کی آبرو رکہنا

ہوس جو دید کی پیری ہو ہی آنکہیں یکسو ہوں
نگاہ شوق پریشان نہ چارسو رکہنا

ہوگا علاج پہول کے گوش صمیم کا	جہونکا چلا ہی تیری گلی سے نسیم کا

ہی صاف آبروی جہان یوسیلگی
دعوی لب صدف سے ہی دریتیم کا

ہر روز اک نئی صورتین ہی ظہور
جلوہ نیا ہی یار کے حسن قدیم کا

وہ سلطنت ہی سلطنت ملک علم
سلطان کو جسکے خوف نہین ہی غنیم کا

گلشن مین چل رہی ہی ہوا کسکے رنگ کی
کیون زیر ران رنگ ہی گلگون نسیم کا

ان جرأتون سے جان یہ میری تو بنگئی
غایت ہی اور کیا دل بیباک و بیم کا

دونون سرای عالم فانی سے چل بسے
بیشک ہے رشتہ دار مسافر مقیم کا

رومال کو نسکر کے موتی عطا کئے
حق نے دیا ہی ہاتھ تجھے بھی کریم کا

فاقون کے مارے بھوکے مرینگے گناہگار
ہوگا اگر نہ فضل غفور الرحیم کا

یہہ تین حرف حاصل ام الکتاب ہین
مضمون ہے بسیط الف لام میم کا

کب ہے سبب زبان قلم مین شگاف ہے
واصف ہے اوس نگار کے لعل ونیم کا

تجنیس سے سحر گلبدنان سے ہی ناک بند
احسان نہین ہی قوت شم پہ شمیم کا

حسن مصاحبت نے یہہ پایا بڑھا دیا
عالم ہے دست بوس تمہارے ندیم کا

ہوتے ہین فدائی تصدق اگر یہ نہین
ہوگا لقب حرم ترے گھر کے حریم کا

پرتو ہے اس زمانے کی حکمت بہی دیدنی
لایق ہے ہر طبیب خطاب حکیم کا

مطلق نہین ہے تیز و بہرو سا مزاج کا
دیکھو رکھو نہ کل پہ کوئی کام آج کا

ہون وہ مریض عشق لب شکرین یار
طفلی سے ہی مزا مجھے مصری علاج کا

اونچا جنون اہل دول سر سے ہو گیا
حیوان ہما کا بہر ہوا سر تاج تاج کا

حاجت ہر ایک صاحب دولت کو ہی ہے یان
محتاج بادشاہ ہے نقد خراج کا

ہم مست فکر ساقی گلگون عذار ہین
کسکو ہی اشتیاق شراب زجاج کا

دل اک کا بات بات مین ٹوٹا خدا کی خیر
کیا یہہ بنا ہوا ہے خمیر زجاج کا

یہہ جسم خاکی خاک رہ عشق یار ہو
ہر دم یہان خیال ہے امتزاج کا

ہر دل مین گنج خصلت قارون سما گیا
باطل ہے نقش داد و دہش کے رواج کا

جس منہہ مین ورد ہی سخن حفظ آبرو
چھالا بنیگا زخم لب احتیاج کا

اس سال ابر دیدۂ **پرتو** کو کیا ہوا
مدراس مین جو قحط پڑا ہے اناج کا

کر دیگا عتاب خاک تیرا
جل جائیگا درد ناک تیرا

ہم تاڑ گئے ہین ای ستمگر
تاڑے تیرے تپاک تیرا

گر خاک شکستہ دل ہے بن جاے
ٹوٹیگا کلال چاک تیرا

چاک جیب سحر کا ای مہر
مشتاق ہے سینہ چاک تیرا

ساقی کی سلامی تو یہ چل جائے
او سے جتنے دئے ہین لے لے
ہتلائی اگر سحر شب وصل
ڈاکو کی طرح سے لوٹ ڈالون
بیداد رہے جوبن ہی تیری

ای شیشۂ اوڑا دون کاک تیرا
ہو جائے حباب پاک تیرا
سر توڑ ونگا ای کلاک تیرا
خط لائے کوئی جو ڈاک تیرا
عاشق ہوگا ہلاک تیرا

پرتو کو نہین پسند ہشیار
کہتا یہہ کسیکو تاک تیرا

ترے عکس سے یار ہر اک جہرہ کا
او سے روزن در سے جہانکا جو مین نے
تمہین چڑہ ہے گر پیار کے مانگنے سے
ہوا قطرے قطرے یہ یاقوت کا خون
ابہار اوسکے جوبن کا فریاد میری
گنہ کسقدر روز ہوتے ہین لیکن
نگاہ طلبگار کیونکر نہ جل جائے
شب وصل گردون سے تیرے پر زیر پر ہے

سراسر بنا روشنی مین بہبوکا
کیا بند ظالم نے اپنا جہرہ کا
کہو پیار کیون مانگتے ہو مٹھو کا
گل اندام نے پان کہا کر جو تہوکا
پکا آم تو غل ہے کویل کی کو کا
وہ رکہتا نہین اپنے بندے کو بہوکا
کہ ہے وہ پریرو سراپا بہبوکا
کسیکا کباوہ کسیکا شلوکا

تری انگیا کا کہو کر د یاد آیا — جو کا نسا جہہا پاؤن مین گہو کر و کا

کہا یار نے ہوش مین آ کے پرلو
کہ خوب آپ نے زہر اوتارا چہوکا

بڑا حق اگر ہے پسر پر پدر کا — تو چہوٹا ہی کچہہ ہے پدر پر پسر کا

نہین رنج قاتل مجہے اپنے سر کا — بڑا بوجہہ دوش سے ہارے سر کا

نہو تو کہین غرق بحر تفکر — نہ پوچہہ آشنا ماجرا چشم تر کا

پسر مولوی کا ہی جاہل تو کیا فخر — کہ ملتا نہین علم والدین تر کا

اگر دل ہے کعبہ تو پہر جان لینا — کہ اوسمین سویدا عوض ہے حجر کا

جو ہو دین دنیا کے ہمرہ تو کرتا — نظارہ ادہر کا تصور اودہر کا

جو تا تہہ آنے رومال میلا تمہارا — بناؤنگا پہاہا مین زخم جگر کا

یہہ انداز دست جنون کا ہے کسکے — گریبان پہٹا ہی قبای سحر کا

برای خدا تیرے قربان قاتل — کوی تیغ ابرو کا اور ایک تیر کا

گیا گو دسے جب تو پہر وہ نہ آیا — ستم ہی کیا تو کیا کسقدر کا

بحکم کماہیان صغیرا
بڑا حق ہے پرتو پسر پر پدر کا

٨٥

۸۶

بشر کا تو یہہ نمونہ باندہ شر سے خاک اعتبار ہوتا
مگر یہہ ممکن ہے بی تامل خراب و بدنام و خوار ہوتا

یقین ہے مانند بو کے ہوتا ہوا ہی رنگ بہار گلشن
گلون سے وقت خرام وہ گل صبا جو یکدم دو چار ہوتا

جو دہیان وس شمع رو کا ہوتا فراق مین وجہ جوش گریہ
نکل کے انکہون سے قطرہ قطرہ سرشک کا خود شرار ہوتا

خیال تیرے عذار گلرنگ کا اگر رہتا رفتہ رفتہ
مرا دل داغدار او گلبدن سراپا بہار ہوتا

سنورتی ہین جو اس پری پر [illegible] روں کی روز زلفین
جو کرتا شانہ کے چاک سے سیل زہر دندان مار ہوتا

قصور کیا ہے مری خطا کیا یہہ بی سبب کا عتاب کیا
کہورکاوٹ یہہ ہمسے کیسی یہہ غصہ ہمپر حجاب کیا

داغ جگر ہین کباب جلکر کنار و سینہ مین گرم مجمر
فراق ساقی مین بہہ گیا سر سرور جام شراب کیا

کیا ہی از خویش رفتہ بت نے دکہا دکہا کر جمال رعنا

خدا ہی جانے مجھے جبر کیا ثواب کیا عذاب کیا

تری گلی کی ہے خاک تن پر ہوا ہون مشہور خلق مجنون

یہی ہے عزت یہی ہے شوکت کہان کا خلعت خطاب کیا

وہ بد جو اوسکو نہین گوارا وہ نیک ہے جو پسند آیا

یہی ہے پرتو مرا طریقہ پہر اور اچھا خراب کیا

ہمقافیہ بر غزل جناب میر حیدر علی آتش لکھنوی

اکیلے گہر مین ہمنے سینہ چہونیکا محل پایا
کہ جیسے سرو قد گلشن عالم مین پہل پایا

گیا رنج دو عالم دل سے اسمین پاؤن کہتے ہی
ترے ایوان عالیشان کو عشرت محل پایا

شکار دل کیا پہلو مین رہکر چشم جانان نے
ہرن جسکو بتاتے ہین اوسے گرگ بغل پایا

رسائی خط کی زلفون کے بہی پیچھے ہو گئی آخر
حلب کی فوج نے اچھا ختن مین بہی عمل پایا

گنہ دب اگئے جسے کہ صادر ہوا بس رو دیا مین نے
ہوا میلا جو دامان نظر فی الفور کلپایا

کسی مظلوم پر بہی رحم کچہہ آتا نہین تجہکو
کہان سے اتنا پتہر کا کلیجا ای اجل پایا

چہڑا یا جب اجل کے تفرقے نے تجہہ سے عاشق کو
وصال حور جنت مین ہوا نعم البدل پایا

سراسر زخم کے انگور سے مجہکو ہوا ثابت
کہ صاحب کی حکایت ہمنے تلوارون نے پہل پایا

نظر کی جسنے ہنگام جمال آئینہ رویان
مرے ہر عضو کو تصویر کے مانند شل پایا

۸۷

گیا اک ماہرو بر سے تو اک خورشید رو آیا
بغل نے انقلاب چرخ سے نعم البدل پایا

چھپون کو دیکھہ کر اوس قد موزون کے کیا دل نے
نہال قامت سرو خرامان نے یہ پھل پایا

گریبان کو مرے رشتہ رہا صحرا کے دامان سے
برا ہو ضعف کا دست جنون کو اپنے شل پایا

ہوس دیدار کی بر ہون رہی جب وہ مقابل تہا
مجھے غش آگیا حسن مقدر کا خلل پایا

ہوا دم بند زنجیر و کمند و تیغ و خنجر کا
پریرو جب سے تیرے ابرو و گیسو نے بل پایا

ہمیشہ جلوہ لخت جگر ہے دیدہ تر مین
شگفتہ ہمنے اس چشمہ مین اک تازہ کنول پایا

یہان بعد خرابی مال موذی ہاتھہ آتا ہے
جو اوجڑا خانہ زنبور لوگون نے عسل پایا

ترے دیوانے کا اقبال عجب دیدنی ایجان
بیابان قیس سے فرہاد سے جبر اجبل پایا

بگاڑا آبرو کو اور بنائی جان مجنون پر
سراپا ہمنے اس کمبخت دل ہی کا خلل پایا

تری منزل کو ای خورشید اوج حسن پرتو نے
کبھی بیت الشرف پایا کبھی برج حمل پایا

ہی آچکے دن وعدہ دیدار کسیکا
ہون صبح سے بیطرح طلبگار کسیکا

رستہ لیا ہمت نے ہی شام شب فرقت
مشکل مین نہین کوئی مددگار کسیکا

کچھہ سوز الم بہی ہی مرے دیدہ تر مین
کچھہ گرم ہی کچھہ سرد ہی بازار کسیکا

کیا فکر جو اس سال کی ہی دہوپ بہت تیز
سر پر ہی مرے سایہ دیوار کسیکا

[illegible]

اکبار جھینے میں نظر آتا ہی پھر کیون
گر چاند نہیں ابروی خمدار کسیکا

ملکون سے ہی مری آنکھون نے دیکھی خلش خار
دیکھا نہیں جب سے گل رخسار کسیکا

گلگشت اوسے گل کی ہی لالہ کی مجھے سیر
گلزار کسیکا ہی تو کہسار کسیکا

سودا ہی طبیبون کو جو منظور ہی درمان
میرا دل دیوانہ ہی بیمار کسیکا

بیگانہ عالم ہی یگانہ ترا ای جان
عاشق جو ترا ای وہ نہیں یار کسیکا

کیفیت دنیا سے نہیں مجکو سروکار
ای ساغر جمشید ہون سرشار کسیکا

پھر ہنتی ہے کیون اوس بت طناز سے **پرتو**
ناز آپ اوٹھاتے نہیں زنہار کسیکا

٩٠

مردم چشم تصور ہی جو چہرا تیرا
سحر و شام میں کرتا ہون نظارا تیرا

عاشق زار ہون ای شاہد رعنا تیرا
جلوہ دکھلا کہ ہون مشتاق نظارا تیرا

جان دیوانہ کو مبہوت بنا رکھا ہے
ای پری ہو گیا جس روز سے سایا تیرا

حسن خوبونکا جو تل جائے حسن کے ساتھ
چشم انصاف میں بھاری رہے پلا تیرا

یون جو ہی گاڑی محبت تجھے بیدرد دل سے
ہو دل زار کہین حال نہ پتلا تیرا

رنج دیتا ہی تقابل مجھے اوس سینے سے
دیکھ نارنج نکالون ابھی کہتا تیرا

سن تو ای کان جواہر نہیں الماس سے کم
مری ان آنکھونمین ڈیمان کا اک اک تیرا

[illegible]

ای تجلی ایک اک طرح سے دیگا تجھے طرح — ہاؤن گس گس کے جو بجتا ہی بیسا تیرا

کا تری ہی کوئی فرقت کی نہین کالی رات — تجھسے کسی ہی کہا جاؤن کلیجا تیرا

کیا ہر لٹ نے پریشان پریشان ہوکر — تجھپہ ای زلف بلا خیز ہی لٹکا تیرا

تخلیہ غیر کی شرکت مین نہین ہاتا ہے — تجھپے بیہوش بنا دیتا ہی جلوا تیرا

جب کیا وعدہ تو بس کل کے حوالے کیا — کیا کوئی کل کا مشن ہی دن ای اوا تیرا

عین غفلت مین برائی ہے مراد پرتو
رات کو خواب مین دیکھا رخ زیبا تیرا

91

عہد مین اوس مست کے ہی جلوہ گر گھر گھر شراب — ہی بجا کہیے کہ ہی خورشید صد خاور شراب

مر گیا مین ہجر مین اوس مست کے پیکر شراب — ہو گئی ساقی مجھے آب دم خنجر شراب

خون دل پیتا ہون ہجر یار مین می کے عوض — کھینچتا ہون زخم کے انگور سے اکثر شراب

حرص ہی زہر ہلاہل دیکھیگا سکرون — جان دیتے ہین در خمار پر پیکر شراب

آتش حسرت سے لخت دل ہین ہم رنگ کباب — ہجر مین اوس مست کے روتی ہی چشم تر شراب

کیون نہ لطف زیست حاصل ہو جو ہون موجود سب — موسم باران و صحن گلشن و دلبر شراب

خانۂ خمار کو پرتو نہ بولون مشرق کیون
عکس ساقی سے ہی روشن مہر سے بڑھکر شراب

عاشق و معشوق میں ہی فرق پرتو کس قدر
بیوفائی گل کی دیکھی اور وفای عندلیب

سوجان سے ہر دل ہی خریدار محبت
کیا چار طرف گرم ہی بازار محبت

چھپتے ہیں چھپائے سے بہی اسرار محبت
پیدا ہیں ہر چہرہ سے آثار محبت

خود دال ہی تیشہ زنی کوہکن اسیر
اظہار محبت میں ہی انکار محبت

غم اوسکا فلاطون زمانہ ہی مقرر
ہوتا ہی علاج دل بیمار محبت

اس سے تو فرشتو نکو ہی دشوار ہی بچنا
کیونکر نہو انسان گرفتار محبت

کیا خون تمنا سے سرسبز ہی اسکی
پہولا ہوا دیکہا ہہیں گلزار محبت

گو کوہکن و قیس دی جان پر اے دل
پروانوں سے سیکھے کوئی اظہار محبت

لب شکر سے ہوتے ہی نہین بند کوئی دم
ہی ہر دہن زخم نمکوار محبت

گر زلف سے چہوٹے تو ہے پیچ غم کے
چہیتے ہیں نہین زنہار گرفتار محبت

دن کو طپش اور منتظری رات کو پرتو
مکشوف ہوئے مجھ سے یہ اسرار محبت

مجھ سے جو غیر ہو تو کرو جستجوی دوست
آتی ہی بیرہن سے مجھے اپنے بوی دوست

کہتے ہیں دلکو غنچہ گلزار کوی دوست
ہی بند اسمین لے کے سویدا بوی دوست

یان دل کے آئینے ہی مین ہر دم ہے روی دوست
مجنون نہین ہون مین جو کرون جستجوی دوست

یان ہمنشین و حسن لو وحیت یہی ہی ایک
لاشہ مرا لحد مین رہے رو بکوی دوست

تا زندگی نہ فرق ہوا اس اتحاد مین
ہے جسم دل مرا تو ہی جان آرزوی دوست

آواز اپنی دوست کی آواز ہے مجھے
کانون مین یہ بہری ہوی ہی گفتگوی دوست

ہر اشک آنکھ مین گہر آبدار ہے
ہر حال مین ہی مد نظر آبروی دوست

ہون سالکی رقابت جذب کمند عشق
کہینچا نہ اکیدم ہی مجھے اپنے سوی دوست

پہانسی ہی میرے حق مین گلو بند سر بسر
سردی کی فصل مین جو ہی زیب گلوی دوست

دشمن سے انتقام کا **پرتو** ہو خیال
منظور چشم عشق رہے حسن خوی دوست

94

بی روی یار سیر بہار چمن عبث
ہی زلف مشک ریز ہی مشک ختن عبث

شیرین کی آرزو مین ہوی تلخ زندگی
آخر کو اپنی جان سے گیا کوہکن عبث

جسکے دہن کے آگے نہ ہی مین جب کلام ہو
پھر ایسے بے دہن سے ہوا ہی سخن عبث

ہی اپنا جسم بے حرکت تیر دور بین
کہتا ہون ای پری مین تجہے جان من عبث

وہ بانکپن کہان ہی وہ اٹھکھیلیان کہان
جلتا ہی آسمان کسیکا جلن عبث

انکی قبا مین ہی مین گریبان ہے میرے چاک
ہستے ہین حال زار پہ گل پیرہن عبث

اک ماہرو کے ظلم میں ہر شب سنے نئے
دکھ دے رہا ہے پھر مجھے چرخ کہن عبث

ہے زیور و لباس کا بار گران پسند
ہم تجکو یار کہتے تھے نازک بدن عبث

خود دولت جمال سے قارون حال ہے
رکھتا ہے دل میں زر کی طمع سیمتن عبث

اک جان ناتوان پہ یہ دو بار تھے
پرتو فراق یار میں فکر سخن عبث

وہ خفا ہوگا نہ چھیڑ اے دل ناشاد عبث
تری فریاد عبث شکوہ بیداد عبث

تیغ افکار حوادث سے کٹا جاتا ہوں
ایفلک ہے تو مری جان کو جلاد عبث

اک پریزاد کا غمگین ہوں اور رہ جائیگا نقش
کھینچتا ہے مری تصویر تو بہزاد عبث

صید کی فکر میں ہو جائیگا خود صید اک دن
فکر نخچیر عبث ہے تجھے صیاد عبث

سخت جانوں کا نہ اک معرکہ مارا تو نے
سختیاں ہیں تری اے خنجر فولاد عبث

اگر آجائیگا وہ سرو تو گر جائینگے
اپنے عالم پہ بہت تنتے ہیں شمشاد عبث

یہ وہی دور کہ یک آنکھ نہ تر ہو ہرگز
خشک ہوتے ہیں ہزاروں لب فریاد عبث

کہیں خاکی سے پریزاد کا بنتا ہے نہاد
دل ہوا فکر پریزاد میں برباد عبث

بھول جاتا ہے اوسے اسکو جو بھولا ہو
کرتے ہیں دوست فراموش کی ہم یاد عبث

یہ بھی اسطرح کے چرخ ہیں انہیں کیا قدرت
آسمانوں سے کیا کرتے ہیں فریاد عبث

اپنی خدمت میں تو صاحب کوئی دن رکھنا تھا — بندگی سے کیا تمنے ہمیں آزاد عبث

لطف تھا ہوتا اگر وصل صنم پیش وصال — جان شیرین سے ہوا تلخ تو فرہاد عبث

راست یہ ہی کہ ہی پابند تکبر پرتو

شعرا کہتے ہین شمشاد کو آزاد عبث

ہمقافیہ بر غزل امانت لکھنوی

دلکو مقابلہ ہی نگاہ بتان سے آج — تاب نظارہ لاؤن الٰہی کہان سے آج

بیمار پرسیان ہین زبانی رقیب کی — حضرت کو رحم آیا ہی اتنا کہان سے آج

بی اختیار ذوق اسیری نے کر دیا — کہتا ہون مرغ دل کو ہی صیاد سے آج

ہر بات پر لگاڑ کی سوجھی ہی کسطرح — نخرہ یہ سیکھ آئے ہو صاحب کہان سے آج

اسکا ثواب پائیگا فردای حشر کو — ای آسمان ملا ہے مجھے دشمن مہربان سے آج

کل لا زن ہے تیغ کہ بیدای حق ہو نہین — دل تھام کر تڑپتے ہین ہجر بتان سے آج

ہر روز آج ہان جو ہی کل ہر نہین ہی — مانونگا مین نہین تری ہن جم بنی ان سے آج

ای جان جان وصال جو ممکن نہین ترا — در گذرے بس فراق مین ہم اپنی جان سے آج

گلگشت گلستان کی کرو صورت نسیم — مجھ ناتوان کو خوف نہین باغبان سے آج

ای زہرہ وش تیری دہن ہے بہت دون سے کان کو — اک آدھ چیز ہو تری میٹھی زبان سے آج

بی اختیار شوق ہون تیرے لباس پر
طوفانی کشتی صبر کی ہی بادبان سے آج

ہی اوسکی چال ناچتین چلتا ہوا ستم
شمشاد پایمال ہین سرو روان سے آج

کس فکر نے کیا ہی تمہاری زبان کو بند
کچھ بولتے نہین ہین جو صاحب زبان سے آج

برسات کے ہین طور پرکھا اندھیر شب کا ہے
تشریف لیکے جائین نہ میرے مکان سے آج

گردونیہ کون عاشق دندان یار ہے
موتی برس رہے ہین جو یون آسمان سے آج

کل اے چمن بہار ہے ہوگا تو سرخرو
گھبرا نہ زرد روئی جور خزان سے آج

یہ اور تیری مانگ ہے ارض و سما کا فرق
ہمنے ملاکے دیکھا اوسے کہکشان سے آج

ہمراہ ازدحام ہی لشکر کی طرح سے
آتے ہین تیرے کتنے بت غمزہ سان سے آج

دکھلانے تیغ کو تیغ زبان سرخ
خونخوار کا نہ خون ہو کہین مگسپان سے آج

پرتو سے اتفاق کے پردے مین ہی نفاق
یہ تازہ اتفاق نکالا کہان سے آج

ہمقافیہ بر غزل امیر

ہی رات وصل کی کہین نہ دکھائی صبح
جز صبح حشر صبح نہوای خدای صبح

عاشق کے دل دکھانیکی کیا خوب ہی سزا
جنت مین کوئی سیر نہوگا سوای صبح

ہنگامہ شباب ہے پیری مین سرد تر
ہوتی ہی سرد رات سے بڑھکر ہوای صبح

زلفوں کو یوں نہ ہٹا کے نہ رخ پر بکھیر دے
ہونے لگے نہ شام ہی پیدا ابھی سے صبح

کرتا ہوں سوتے وقت خدا سے یہی دعا
منحوس کوئی شکل نہ مجھکو دکھائی صبح

کیونکر نہ ٹھنڈی ہی ٹھنڈی ہو شب فراق
ہم شام ہی سے روتے ہیں ہر شب برائے صبح

چھپتے نہیں ہیں کام کوئی فصل شیب کے
ہر اک پہ آشکار ہے سب ماجرائے صبح

گر سینہ ریش ہے کسی بچھڑے کی نہیں
پھر کیوں شفق کے خون میں تر ہے ردائے صبح

ہوتی سیاہ یوں نہ ہو پھر شیب میں سفید
جب شب گذر گئی تو ہوئی لازم ہوائے صبح

ظالم جو سو گئے ہیں تو سو جائیں حشر تک
فتنہ کی طرح انکو نہ اگر جگائے صبح

پیری پہ آرزو کا بر آنا ہے منحصر
ہوتی ہے مستجاب ہمیشہ دعائے صبح

جو جوت لیتے ہیں سحرگاہ پھر نان
تنور آفتاب میں انکو جلائے صبح

آرائشیں جوانوں سے بوڑھوں کی ہیں زیادہ
سرخ و سفید رہتی ہے اکثر قبائے صبح

آتی ہے دوڑ دوڑ کے پرتو شب وصال
دست جنون سے توڑ دوں کیونکر نہ پائے صبح

خوں سے میرے ہوا ہے خنجر دلدار سرخ
چشم جوہر ہے برنگ دیدۂ خونبار سرخ

آئینہ اس گلرو کی غصہ سے ہوا ہے لال لال
آتش گل سے ہے چشم نرگس بیمار سرخ

عہد میں اس بت کے ہولی نے جمایا ہے یہ رنگ
ہوگیا ہے شیخ جی کا خرقہ و دستار سرخ

کیا کہئے بات وصف لب لعل یار کی
ہمرنگ لعل ہوگئی پرلو زبان سرخ

کشتۂ خون سے دم ہوئے لاکہون بازار بند
راندف رہتی ہین آنکہین یار کی تلوار بند

مکتفی ہے یہ تصور اوسکی چشم مست کا
غم نہین اسکا جو ہوجائے در خمار بند

مین بہی کرونگا نظارا دیدۂ دل سے ضرور
فکر کیا ہو جائین گر سب روزن دیوار بند

روز اک دستار ہے باندہی بندہائی رہن می
شیخ جی پیر مغان کے ہوگئے دستار بند

دیکہہ پائین گر کبہی ابرو تمہارا ادمیان
ڈالدین تلوار اپنے ہاتہ سے تلوار بند

کیون نہو پرلو تجہے دیوار کا اوسکے یقین
جب نہ تب رہنے لگا ہی اب در دلدار بند

اوسکا وہ آغوش سے جانا اگر آتا ہی یاد
ساتہ ہی مجکو بہی اپنے سے سفر آتا ہی یاد

ہجر کی شب مین اگر نور سحر آتا ہی یاد
خندہ اوس خورشید وش کا سر بسر آتا ہی یاد

گر تجہے زاہد کسی مسجد کا در آتا ہے یاد
مجکو بہی اپنے بت کافر کا گہر آتا ہی یاد

اوس پری رو کا خرام ناز گر آتا ہی یاد
ہر قدم پر ٹہوکرونمین میرا سر آتا ہی یاد

چاک کرتا ہون مین اپنا سینہ مانند کتان
ہجر کی شب جب رخ رشک قمر آتا ہی یاد

آمد و رفت نفس مین تیغ کے رگڑے ہین صاف
خنجر ابرو بت قاتل کا گر آتا ہی یاد

آسمان پر گر کبوتر کوئی آتا ہی نظر
تو وہ مجھکو اپنا مرغ نامہ بر آتا ہے یاد

اسلئے گلزار میں دیکھا نہیں گل کیطرف
مجھکو ای بلبل کسیکا روی تر آتا ہی یاد

روز بھی ہم رنگ شب تاریک آتا ہی نظر
ہای جسدم مجکو وہ نور نظر آتا ہی یاد

اضطراب دل گرا دیتا ہی مجھپر بجلیان
ہجر مین اوس شوخ کا خندہ اگر آتا ہی یاد

بے سبب روتا نہین مین بلبلون کو دیکھ کر
ایک بحر حسنکا جوبن مگر آتا ہی یاد

دیکھنا ہی ہو گیا چاک قبا کا وجہ غم
سینہ پھٹتا ہی کسیکا چاک در آتا ہی یاد

ہم بھی ہو جاتے ہین اپنی زندگی سے بس خفا
جب ترا وہ روٹھنا ای فتنہ گر آتا ہی یاد

وحشت مین ٹکرا رہا ہون سر زمین پر الحذر
کیا کسیکا ہای مجکو سنگ در آتا ہی یاد

طایر دلکو ہجوم رنج ہی ہوتا ہی دام
اوس پری کا گیسوی مشکین اگر آتا ہی یاد

تازے ہو جاتے ہین پھر زخم جگر ہی ہی مرے
جب کسی سفاک کا تیر نظر آتا ہی یاد

چلکے سنگ آستان یار سے ٹکرائینگے
اک یہی ہمکو علاج درد سر آتا ہی یاد

شام سے تا صبح روتا ہون منہ کو ڈھانپ کر
تیرا بردا جبکہ اور شک قمر آتا ہی یاد

ہم بھی بیخود آپ اپنے سے ہو جاتے ہین بس
یار کا اندازہ رفتن اگر آتا ہی یاد

جسمین آتا ہی کہ پرتو سر کے ٹکڑے کیجیے
وصل مین جھنجلا کے کہنا ہای گر آتا ہی یاد

ہی جو حرف صفت روی کتابی کاغذ	پر فضا ہی روش باد بہاری کاغذ
وصف منظور ہی اوس غیرت شیرین کا مجھے	مانگ لاؤن ابھی فرہاد سے سمری کاغذ
شعر ہین وصف مین اوس دست حنائی کے رقم	نظر آتا ہی لگائے ہوے مہندی کاغذ
گلعذارون کی صفت سے یہ بہار ہی سارا	مول لونگا ہے دیوان گلابی کاغذ
یہہ مقدر کا گلہ ہی کوی بات اور نہین	میرے نامیکو سمجھتا ہی وہ ردی کاغذ
خط و لب کی ترے تعریف مجھے لازم ہے	لال دو چار ہون دو چار ہون دہانی کاغذ
مسی آلودہ لبون کی ترے لکھی جو صفت	ہی سیاہی سے لگائی ہوے مسی کاغذ

اب بسنت آئی ہے مضمون جو لکھنا پر تو
کسی رنگریز سے رنگوا اسے گیندی کاغذ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ہاتھ مین لا کے جو دے قاصد دلبر کاغذ	ہو عصا آج پے طالب لاغر کاغذ
گل عارض کے ترے وصف جو لکھے ہمنے	ہوا خوشبو ورق گل کے برابر کاغذ
تا نہو جاے دل اوس پردہ نشین کا میلا	خط لفافے مین لفافے کے ہی اوپر کاغذ
حال بیماری غم اوسکو دکھایا لکھکر	عالم ضعف مین ہی چادر بستر کاغذ
پاؤن مین اوسکے ابھی سونے کے بیچن ڈالون	سیم اندام کا لاے جو کبوتر کاغذ

ماجرا اپنی بپ ہجر کا ہمنے جو لکھا
اوسکو اتنا عرق آیا کہ ہوا تر کاغذ

دست رس یار تک اسکو ہی میسر ایدل
تن لاغر سے مری کہین بہتر کاغذ

گرمی فرقت اصنام جو لکھون ہو جائے
شرر افشان صفت بال سمندر کاغذ

ناتوانی کا یہ ہی زور اٹھایا جو کبھی
ہو گیا ہی مجھے بہاری کوی پتھر کاغذ

پنکھا کاغذ کا مجھے دیکھہ کے کرتے ہین وہ آہ
فکر بیجا ہی کہ ہی سد سکندر کاغذ

نامہ شوق کے ہمرہ دل دیوانہ چلا
مرغ وحشی کو ہوا بہر ہوا شہپر کاغذ

نام ای یار دلارام ترا لکھنے کو
صفحہ دل سے نہین ہی کوئی بہتر کاغذ

نامہ یار کی تعظیم ادا ہوتی ہے
سر پہ رکھتا ہون کبھی گاہ جگر پر کاغذ

مفلسی صورت ناسخ نہین پرتو جو کہون
نہ قلم ہے نہ سیاہی نہ میسر کاغذ

چاند کا دہوکا ہی اوسکے روی پرانوار پر
اور گمان ہی چاندنی کا پرتو رخسار پر

یون ہے پیچان زلف مروارید زلف یار پر
جسطرح کیچلی لپٹی ہو کالے مار پر

اندہون شیر ہی عاشق مہر پرانوار پر
گر نہو باور تو دیکھین زلف روی یار پر

راندہ ہی ابروی خمدار کا اوسکے خیال
مرغ دل نے آشیان اپنا کیا تلوار پر

مہر صدقے ہی جبین پر خال پر تارے نثار
ماہ نو قربان ہی اوسکے ابروی خمدار پر

روز فرقت
سینہ عاشق سے تو شمع صورت
ہے نمایان کر
رولا رہا ہی
خدا نے دی ہے تیون کو شب ہی
نہایت چیتہ پر دم سینہ کے
سہی تو ہو جائے بات اولتی
ایدل سہارا گلا کر

نہ یوں دبکیا کرو سوی فلک یاں ناز سے بردم
چہری پہر جائیگی پیارے فرشتوں کی بہی گردن پر

گل رخسار جاناں کا جو روے میں تصور ہے
یقین ہے نغمہ بلبل کا ہیر شور و شیون پر

نزاکت کا ہی پتلا بار سر ہیں بال تک اسکو
برا لگتا ہی پڑنا جوتی کا ہر بار گردن پر

ہر اک محرم ہی ہمشکل حباب بحر خوبی کا
رہا کرتی ہی انگیا شبنمی ململ کی جوبن پر

لگادی ہے بدخشاں کو جلانے آگ ثابت ہے
لب رنگین کا پرتا ہی جو سایہ روی روشن پر

خیال چشم جاناں میں ہوا ہوں محو میں ایسا
گمان ہوتا ہی چشم حور کا ہر ایک روزن پر

نکالا پاؤں سے اوسنے جو کانٹا نوک سوزن سے
نکیوں پہر رشک آئے مجھکو بخت چشم سوزن پر

سمائی ہی ہلال ابروی جاناں کی جب سے دل میں
مجھے ہوتا ہی دہوکا ماہ نو کا بدر روشن پر

برباد ہینگے ہم اپنا زیب دامن ہوگئی خونی
نہیں پروا جو در دامن لگا ہی انکے دامن پر

یہ کچھ عکس کف پای صنم نے کر دیا پیدا
گمان ہے دیدۂ روشن کا نقش نعل توسن پر

زیادہ سب سے ہوتی ہی اذیت سخت طینت کو
ہوا کرتا ہی صدمہ سب سے زیادہ آہن پر

گرائے دہشت صیاد گلشن میں یقین یہہ ہے
گمان ہو دام کا بلبل کو شاخ نشیمن پر

رخ پرنور کس خورشید وش کا سایہ افگن ہے
تصدق ہے شعاع مہر بہی اب چق چلمن پر

گئے وہ دن نصیحت کے تماشا دنی ہی یہہ
نکلتا ہی دم ناصح کا انکی ترچھی چتون پر

مسی پر پان کہا کر لال کی اوسنے زبان اپنی
یقین برگ گل تر کا ہوا ہی برگ سوسن پر

عداوت چرخ کو ہوتی نہین اے دل کمینون سے
نہین پڑتی ہی آفت برق کی زنہار گلخن پر

رولاتا ہی مجھے اے دل کسی مطرب پسر کا غم
گمان ارگن کا ہوتا ہی مری فریاد و شیون پر

کسیکے زلف کا کشتہ ہون یہ اوسکی نشانی ہے
کہ یہ نہین کہولے ہوے رہتے ہین افعی سر مدفن پر

جلانا یہ دل عاشق کا لائیگا بلا ظالم
مقرر آتی ہی ہر صبح آفت شمع روشن پر

جلایا آتش ہجران نے مجھکو اک فرنگن کے
گرائیگی کسیدن آہ اپنی برق لندن پر

جلایا چاندنی کو اپنی آہ گرم سے پرتو
شب ہجران گرائی برق ہمنے مہ کی خرمن پر

ابرو کی فرد فرد ہی روی جناب پر
صدقے ہزار جان سے اس انتخاب پر

وصف ایسے خوش جمالون کے لکھے کہ واہ واہ
خورشید چرخ غش ہی ہماری کتاب پر

ہوتا ہی گل ہی سبزہ یہ ثابت ہوا مجھے
دیکھا جو خط سبز عذار جناب پر

بوس ہر چرخ حسن کے ہاتھو نہین دیکھ کر
آتا ہی رشک ماہ کو جام شراب پر

رکھتا ہی چرخ عاشق و معشوق کو جدا
آتا ہی حیف اس ستم انقلاب پر

ہوتا ہی شبہ یار کی تصویر کا مجھے
مانی لعبتہ ورق آفتاب پر

اوس بحر حسن کا ہی جو بن ابھار مین
یا او لئے دو پیالے دہرے ہین آب پر

اب بجلیان ہی گرتے این بجلی پہ دیکھنا
ہنستا ہی تند خو وہ مرے اضطراب پر

١٠٦

سرمہ غضب ہوا صف مژگان پر
ظالم نے دوہری باڑ لگائی کٹار پر

کاجل لگا ہی ابروی خمدار یار پر
سیدہی ہی تیغ ظلم ہمارے شکار پر

سچ ہی یہ اشک کے نہیں قطرے شب فراق
موتی ٹکے ہوے ہین گریبان کے تار پر

مستی سے ہو گئی ہین سیہ دانت یار کے
نیلم کا ہی گمان گہر آبدار پر

رویا جو یہ تو اسکے نہ اینکا گل کہلا
پڑ جائے میرا صبر اس ابر بہار پر

مرغ دل اپنا اوسکے سراپا مین پہنسگیا
دہوکا قفس کا ہی مجہے تصویر یار پر

ہوتی ہی قدر شیب میں افزون شباب سے
فصل خزان کو فوق ہے فصل بہار پر

اللہ رے حسن آنکہیں سبکی چوندہو گئین
جلتی ہی برق طور سراپای یار پر

ہو کر مگر مری سحر وصل رہ گئی
گہونگٹ رخ عروس شب انتظار پر

ہی بحر حسن جوش پہ اوس رشک مہر کا
مانند بلبلوں کے ہی جوبن ابہار پر

روتا ہی ابر دیدہ پر آب پر مرے
بجلی تپان ہی حال دل بیقرار پر

عاشق تمہارا صورت گل خندہ زن رہا
تہا شا خار گل کا گمان نخل دار پر

ہر لحظہ دل کو کاکل جانان سے ربط ہے
رہتا ہی خوف مار نہ حرزہ جادار پر

گوہر کے بدلے دل ہے مرا اسکے بالے مین
تہیکا ہی عندلیب کا سوراخ مار پر

اوس لالہ رو کے عہد مین یہ انقلاب ہے
بلبل نے آشیانہ کیا کوہسار پر

شک ہے مجھے زمردین بالیکا عکس ہے
ثابت ہوا یہہ خال تہ زلف سے مجھے
چون گوش روزہ دار بر الله اکبر است

یا خط سبز ہی گل رخسار یار پر
حملہ ہی چیونٹیونکا مقر تتار پر
اسطرح اپنے کان ہین آواز یار پر

مژگان جنگجو کا جو مذکور ہو تو دہان سے
یک خیال چلتا ہے خنجر کی دہار پر

اوڑہ جاے رنگ گل رخ جانان کو دیکھکر
دیکھون چمن کو کیا رخ جانان کو دیکھکر
پڑہنے لگا مین سورۂ یوسف ہزار بار
یہہ جسم داغدار اوسے یاد آگیا
یہ جوش بہ لب رنگین یار سے
معذور ہون جو بادیہ گردی ہے ایکبون
دندان یار آنکھونمین پہرنے لگے مری
سینے پہ تیر کے اپنا سہی قامت آگیا
بیکار اس برس مجھے رکہا جو ضعف نے
نظارہ مین نے ظالم و مظلوم کا کیا

ہر جہاں غنچہ اوس لب خندان کو دیکھکر
کانٹون کو دیکھونگا گل خندان کو دیکھکر
یاد آیا چہرہ جبہ قرآن کو دیکھکر
محفل مین اپنی سرو چراغان کو دیکھکر
خون رو رہا ہون لعل بدخشان کو دیکھکر
جنگل مین یاد آن خار مغیلان کو دیکھکر
لوٹا کیا مین گوہر غلطان کو دیکھکر
سکتہ ہوا مین سرو گلستان کو دیکھکر
اٹھہ اٹھہ رہی ہین ہاتہ گریبان کو دیکھکر
دیکھا فلک کو اس دل نالان کو دیکھکر

تاثیر حال دیدۂ ترکی ہے دیدنی / روتا ہے ابر بشر مرے دیوان کو دیکھکر

بے یار رہیں ہی شعلۂ دوزخ کم نہیں / مین جل رہا ہون شمع شبستان کو دیکھکر

نوبت بایں رسید مگر ہی وہی خیال / یاد آیا کوچہ یار کا زندان کو دیکھکر

کرتے ہین الامان قیامت کے فتنے آج / آئین رقص ظالم دوران کو دیکھکر

کیا بات ہی قمر کی کہ خورشید چرخ پہ / جلتا ہی تیرے عارض تابان کو دیکھکر

یاد آگیا مجھے چہ بابل کا ماجرا / بی اختیار اسکی زنخدان کو دیکھکر

جلتا ہون رشک سے گل باری کسطرح مین / ہونٹون مین یار کے نئے قلیان کو دیکھکر

خندان ہے اوسکے کوچہ مین ہر ایک زخم دل / ہستے ہین آدمی ہی چرستان کو دیکھکر

یاد آگئی زمین ترے کوچہ کی مجھے / ای ظلم پیشہ گنبد گردان کو دیکھکر

انسان کا وہ حسن ہے پرتو خدا گواہ
دیکھیگا حور کو کوئی انسان کو دیکھکر

رکھیگا یون ہی گرہ وہ دل زار توڑ کر / جائیگی آہ گنبد دوار توڑ کر

ہان ہان سے پاسبان کی بگڑتا ہی کیا مرا / جسمین ہے گھس پڑون تری دیوار توڑ کر

سنتے ہین یہ کہ وہ بت کافر ہی مہربان / تسبیح ہم بنائینگے زنار توڑ کر

ایذا دہی مین غیر کی نقصان ذات ہے / آفت مین لپٹے ہین سر خار توڑ کر

شعر

مطابقہ غزل امیر مینائی لکھنوی

ظالم سے دور ظلم کی طینت ہو سکی
برچھی بنائی خنجر خونخوار توڑ کر

لالا کے ہم شراب ہی پیتے رہینگے شیخ
مسجد بناؤ خانۂ خمار توڑ کر

دلمین ٹھنی ہی دیکھ کے دندان یار کو
رکھدون صدف مین گوہر شہوار توڑ کر

پرتو نگاہ بد کا تحمل محال ہے
دیکھینگے اوسکو طاقت دیدار توڑ کر

ہمقافیہ بر غزل سید آغا حسن صاحب امانت لکھنوی

دامن ہے تمہارا مرے دامن کے برابر
گلگون جنون تیزی توسن کے برابر

جوبن ہے گلو نکا ترے جوبن کے برابر
اتراتے ہین گلزار مین جوبن کے برابر

ہم خنجر حسرت سے گلا کاٹ ہی لینگے
ہوتی نہین وہ تیغ جو گردن کے برابر

ای بت تری الفت نے کیا کعبہ مین بھی جا
زنار ہی آتے ہین برہمن کے برابر

شاعر وہ سیہ رو ہین جو کہتے ہین گل اندام
مسی کا ترے رنگ ہے سوسن کے برابر

بوچھار ہی ہر روز بیان تیر ہوس کی
دل چاک ہے میرا تری چلمن کے برابر

صحبت سے نہین فیض کبھی سخت دلون کو
آئینہ ہو گیا اوس رخ روشن کے برابر

کثرت ہی یہ خط کی رخ رنگین پہ تمہارے
گلشن نظر آنے لگا گلخن کے برابر

پوچھا نہین اک دن بھی کیا جان پہ گذری
دل لیکے ہوا دوست ہی دشمن کے برابر

آیا نہین گھر میرے شب ماہ وہ کاذب — گو آئینہ تھی دروازہ کے روزن کے برابر

اوس رخ کے کوچہین تصور کی ہی گلگشت — آئین نہ ملک بھی مرے توسن کے برابر

ہی خون سے لبریز ہراک چاک گریبان — عاشق ہے ترا شاہد گلشن کے برابر

کہتا ہون کسیکے مسی آلودہ لبون کو — نیلم کے برابر کبھی سوسن کے برابر

کہتے ہین اگر زلف کو کالون سے مشابہ — دکہلائین رخ صاف کو بھی من کے برابر

ہین چاک گریبان یہ کسی گل کی قبا کے — مجنون کا گلا اور مری گردن کے برابر

گریان ہون مگر وہ رخ خندان نہین آگے — بجلی نہین ہی مری خرمن کے برابر

اوس دوست کے دفتر مین حساب اپنا ہی پرتو
شکر کہ محبوب ہون دشمن کے برابر

اوسکی فرقت کی یادمین ہے جسم زار سبز — بانی ہے اس کنج مین ہی شاخ چنار سبز

ہون تار سبز ہون پروے مستار سبز — دم مین کریگا سبکو خط سبز یار سبز

رہتا ہی رات دن جو تصور مین خط یار — ہوتا ہی اپنا مزرع دل لاکھ بار سبز

سبز نگینوں مین لطف ہی بارود کا بہت — آہ رسا مین اپنی ہون سار شرار سبز

کس نوبہار حسن کا منظر ہے خط — رہ رہ کے ہوگئے مرے نظرون کے تار سبز

کس سبز خط کی یاد مین فریاد ہی مری — ہین شکل برگ آہ کے سارے شرار سبز

کشتہ ہون کسکے افعی کا کل کا ہند ہو | شمع مزار سبز ہے سنگ مزار سبز

تاثیر کیا پسینے مین تیرے حنا کی ہے | انگیہ ہی سرخ آج جو کل تک تھی یار سبز

ہی طرز اوسکی چال مین باد بہار کی | اوس گل کا پای تابہ ہوا لاکہہ بار سبز

گلشن کو بھی جنون ہی خط سبز یار کا | گل سبز برگ سبز ہین اور شاخسار سبز

مدت ہوی ہوا نہ کسی نگینہ کا قتل | ہی تیغ اوسکی زنگ سے آئینہ وار سبز

لطف بہار رخسانہ جانان مین ہی عیان | کیا عکس خط سے ہین در و دیوار سبز

کرتا ہی جوش کسکے خط سبز کا جنون | ہوتے ہین ہر برس چمن و کوہسار سبز

یہ جوش پہ ہی عشق خط گرد لب ترا | حقہ بھی اپنی بزم مین رہتا ہی یار سبز

رہکر دہان زلف مین تاثیر زہر سے | دکہلائی دے رہی مین در آبدار سبز

رہ رہ گئے اوسکی بات مین تاثیر خط بس | یاقوت کا ہی رنگ ہوا لاکہہ بار سبز

انگیہ ہی اوسکی سبز اگر کچھ عجب نہین | ہوتا نہین ہی کیا شجر میوہ دار سبز

ہولی مین اس برس ہے عجب رنگ کی بہار | ہندو ہر ایک ہے روش شاخسار سبز

ہی جوش پر کسیکے خط سبز کا جنون | دستار کیون نہ شیخ کرین اختیار سبز

ہم خاکسارون کو بس مدفن بچار ہے | رہتا ہی کوے یار مین اپنا غبار سبز

تاثیر ہی یہ دام خط سبز یار کی | ہستے ہی مری جاتا ہی رنگ عذار سبز

زلفون مین تیری دیکھکے موتی کو ای پری	کہا کہا کہ زہر ہوگئے دندان مار سبز

داغ جنون ہرے ہوے اب کی بہار مین
پر تو ہی اس برس ہین مزہ لالہ زار سبز

ٹہری نہ ایکدن فلک پیر سے گریز
تقدیر کو ہماری ہی تدبیر سے گریز

کیونکر ہو دل کو کاکل بے پیر سے گریز
دیوانہ اور خانہ زنجیر سے گریز

یہہ قامت خمیدہ مرا اور ضبط آہ
رہتی نہین کمان کو ہر اک تیر سے گریز

نقش خیال مجکو غم ہجر نے کیا
کرنے لگی نظر مری تصویر سے گریز

ممکن نہین ہے جمع مخالف ہون ایکجا
اس بزم مین ہے شمعکو گلگیر سے گریز

منت پسند مجکو کسی ایک کی نہین
رہتی ہی میری نالون کو تاثیر سے گریز

ہمدم ہی بار ضعف مین عشق نگاہ یار
کیونکر کمان ہو کے کرون تیر سے گریز

عاشق تمہارا ہو کے رہون پای بند غیر
ہی عکس کو بہی کاغذ تصویر سے گریز

جو رزق ہو نصیب مین نفرت ہو اوس سے کیون
کرتا ہی کوئی طفل کمان شیر سے گریز

نفرت ہی خط سے مصحف رخسار یار کو
قرآن کو ہی کسلیے تفسیر سے گریز

پر تو ہی اوسکے ابروی خمدار کا خیال
سر کو نہین ہے یار کی شمشیر سے گریز

[illegible]

ایسا ہی عکس خط بت شوخ و شنگ سبز
ہوتا ہی زعفرانی دوپٹہ کا رنگ سبز

اوس سبز خط کا باغ کو سودا ہی آجکل
کیا بلبلونکا صورت طوطی ہی رنگ سبز

ہین پرتو خط و لب و دندان یار سے
شمشیر سرخ بانک سفید اور خدنگ سبز

شاید تھا زیر ران کسی سبز رنگ کے
دکھلائی دے رہا ہی جو گھوڑیکا تنگ سبز

اوس سادہ رو کا سبز جو ہی خط تو کیا عجب
ہان اکثر آبگینہ پہ ہوتا ہی زنگ سبز

لب سبز اوسکے عکس خط سبز سے ہوئے
یاقوت کا برنگ زمرد ہی رنگ سبز

پرتو جنون ہی مجھکو کسی خط سبز کا
ہوتے ہین میرے جسم پہ لگتی ہی سنگ سبز

کیا خزانہ اسے مل جاتا ہی دلدار کے پاس
دل ہی رہنے کو جو راضی نہین جو زار کے پاس

زلف بکھری ہوی آتی نہین رخسار کے پاس
بدلی چھاتی ہی مگر مہر پرانوار کے پاس

چین دلکو نہین جب تک نہ ستائے مجھکو
لیچلا پھر مجھے اوس شوخ جفاکار کے پاس

قتل کرتا ہی ہزارون کو ہوین جو کھلا کر
گو کہ خنجر نہیا اوس قاتل خونخوار کے پاس

ناتوانی نے کیا ہی مجھے بس فرش زمین
صورت سایہ پڑا ہون تری دیوار کے پاس

کبھی حسرت ہی کبھی یاس کبھی غم کبھی درد
اک نہ اک دوست ہی حاضر ترے بیمار کے پاس

آبروزیب سراپای جوانمردی ہے
چلو پانی کے سوا کچھ نہین تلوار کے پاس

مجھ گرفتار بلا سے وہ پری نافرہی		حکم اسکا نہیں سایہ دیوار کے پاس

چین ہوتا ہو تو پرتو ہوا ذبت پیشہ
نہیں جاتا کوی گلچین چمن خار کے پاس

غیرتِ گلشنِ جنت ہی دیارِ مدراس		صاف رشکِ گلِ بیخار ہی خارِ مدراس
ہو وہ شام اودہ صبح بنارس کی ضرور		دیکھ پایے جو کبھی لیل و نہارِ مدراس
ہی باین ضعف رہِ خلق مین ثابت قدمی		کیا تواناہی سراپا دلِ زارِ مدراس
سینہ صافی کے سبب دور کدورت ہی یہان		سرمہ دیدۂ عنقا ہے غبارِ مدراس
ایک حیرت زدہ تصویرِ خیالی ہو جاے		خواب مین ہو جو پریشان دو چارِ مدراس
کہین جز ملکِ عدم پانے نہ زنہار شفا		سباگ کر جاے اگر سینہ فگارِ مدراس
ایسے پیوندہین ہر وکے بچپاے ہوے یان		مر کے چھوٹیگا جو چھوٹیگا سکارِ مدراس
یاس کو پاس ہے اس شہر مین ہی شہر بدر		حسنِ امید ہی ہے زیبِ کنارِ مدراس
اسکو مجھ سے مجھے اس سے ملی ایسی لذت		مجھ پہ مدراس نثار اور مین نثارِ مدراس

ترے پرتو کا اجالا جو ہی اوسکے منہ پر
نقطۂ مہر ہے اک خالِ عذارِ مدراس

تدبیر سے جاتی نہین تقدیر کی گردش		تقدیر سے پھر جاتی ہی تدبیر کی گردش

دل کی لگی سے دل آزار کا خط
خط گلزار کی ... گلزار کا خط
اوس گل کی غیرت ... گلزار کا خط
خط سے ... دل سے
ہی طبیب اس دل بیمار کا خط
خط آزادی ... لکھ
ای عدو جان گرفتار کا خط

نامہ بر ... انکار کا خط
لائے گر وصل کے ... جو ہر ...
وصف ابرو سے ... خط
سر نہ لگا تلوار کا خط
خط تعویذ محبت ...
... فسونکار کا خط

شعر

[illegible]

ہے ہر نگہ دوست تماشائی حیرت	ہے میری ہی صورت مری تصویر کی گردش
برگشتہ کیا آنکھ پہرا کر جسے دیکھا	کتنی ہے تری آنکھ مین تاثیر کی گردش
تلوار پہرانیکا جو شوق اسکو ہوا ہے	دل کرتی ہے ٹکڑے مرا شمشیر کی گردش
آونگا نہین پیچ مین تسبیح پہرا لے	معلوم ہے زاہد تری تدویر کی گردش
پستے ہین برابر دل ناداں ہو کہ دانا	چکی کی طرح ہے فلک پیر کی گردش
برگشتہ تجھے دیکھ کے آوارہ ہوا ہون	اللہ رے اس خواب کی تعبیر کی گردش
اک رات کا سونا ہی نہین اسکی گرہ مین	چھوٹی ہے فقط طالع اکسیر کی گردش
وہ شب تو قیر مین جو گوشہ نشین ہین	تحقیر ہے سودائی تو قیر کی گردش
دل زلف مین پھنسنے کی تمنا مین تبہ ہے	صیاد کی گردش ہے کہ نخچیر کی گردش
آرام فسادی کے مقدر مین نہین ہے	کہدیتی ہے چشم بت بے پیر کی گردش
آوارہ سیہ بخت نہین بال برابر	قسمت مین نہین زلف گرہ گیر کی گردش
پہرتا ہوا سو بن مین کہ او بیٹے گرون بات	ہے دیدنی بخت لب تقریر کی گردش
رہتے تہے نہین اک جا کبھی مین سے موذی	تقدیر مین ہر آتی ہے گلگیر کی گردش

بیگانہ صفت ذات سے ہوتی نہین پرتو
ہمگردش خورشید ہے تنویر کی گردش

[illegible] خدا حافظ
[illegible] خدا حافظ
[illegible] بلا خدا حافظ
[illegible] کا خدا حافظ
ہم اب ہین [illegible] صبا نام سر کوچہ بت
[illegible] بلا خدا حافظ
[illegible] خدا حافظ

[illegible] بلا خدا حافظ
[illegible] دور کی طرح
[illegible] منظور کی طرح
[illegible] کی طرح
[illegible]

ہمقافیہ بر غزل آتش لکھنوی

جب کیا کرتا ہے محفل میں وہ گل اندام رقص
یار دکھا دیتا ہے پہلو میں دل ناکام رقص

عاشقونکی بیقراری کا تماشا دیکھیے
ایکدن بالائے بام آوے جو زیر بام رقص

جب تڑپتے ہیں الہی عاشق صادق بکمال
جانتا ہے اسکو خاموشکا خیال خام رقص

ہجر ساقی میں ہوں مست اضطراب دل مدام
روز دکھلاتا ہے مجھ مینای ناو جام رقص

میری آنکھوں میں ہے وہ آنکھیں پہرانا ناز سے
کر دکھایا پتلیوں نے قابل انعام رقص

وصل کی سنکر لگا دل بس خوشی سے ناچنے
ہوگیا عاشق کے تن میں عشرت ہنگام رقص

جیمیں آتا ہے اور ہاتھوں میں اشرفی کے ہو لام
جب کیا کرتے ہیں معشوقان سیم اندام رقص

غم میں اک زہرہ وش کے ہو گیا ہے جی اداس
میرے پہلو میں مگر ہے ایدل ناکام رقص

ہے کسی محفل کی کیفیت بیان مد نظر
کیا دکھاتا ہے تو اپنا چرخ مینا فام رقص

بیکلی دل کی ہے کچھ گہڑیال کے رقاص میں
بیدلی میں مجکو کرتا ہے یہی بے آرام رقص

ہے دوا دو یہی بزم جہان کی آشکار
آپ اپنا دیکھتے ہیں روز خاص و عام رقص

ہے نشاط محفل مستان کا ادہر ہی کچھ سرور
شیشے کی ہر چیز پر کرتا ہے یان ہر جام رقص

تیری ٹھوکر کا یہ اک ادنی ترین اعجاز ہے
فتنۂ محشر جگا دیتا ہے ہر ہر گام رقص

مرغ دل پیرتو ہے یاد زلف و رخ میں بیقرار
طایر وحشی مرا کرتا ہے صبح و شام رقص

خوبی حسن سے ایسے ہین درخشان عارض ۔ ہوگئے غیرت مہر و مہ

غنچہ لب سبزۂ خط سبز تو آنکھین نرگس ۔ وان کیا ہو گئے ہین رشک ... ں عارض

یاد رخ سے ہوی روشن شب تاریک فراق ۔ ہوگئے مجکو چراغ شب ہجران عارض

سحر و شام سے جلوہ رخ و کاکل کا فزون ۔ مہ و خورشید سے بڑکر ہین وہ خندان عارض

ایسے لکھے ہین مضامین ترے رخسارو کے ۔ نظر آتا ہی ہر اک صفحۂ دیوان عارض

اسپہ کفار فدا ہوتے ہین دیندار اسیر ۔ ہند ہی زلف تری اور عربستان عارض

ہوگیا مجکو یقین ان لب رنگین سے ترے ۔ ای پری رو ہین مگر شہر بدخشان عارض

منہ چھپاتے ہین وہین بس ابر مین خورشید و قمر
دیکہین پرتو جو کبہی یار کے تابان عارض

صحرا کو جائین کوچۂ جانان سے کیا غرض ۔ بس خار و خس ہین گل و ریحان سے کیا غرض

کیا حلق کاٹنے کو نہین تیغ تیز تیز ۔ ای شوق قتل ابروی جانان سے کیا غرض

بیٹھے بٹھائے کسلئے ایسا کیا کہ غم مرین ۔ کیا کام یار غم ہجران سے کیا غرض

کرینگے دید دیدۂ آہو کی دشت مین ۔ اوس فتنہ گر کے دیدۂ فتان سے کیا غرض

دیکھینگے سیر مصرعۂ موزون کی اپنے ہم ۔ باغ جہان مین سرو خرامان سے کیا غرض

پھر نظارہ جائینگے دریا کے سمت کو ۔ ہمکو کسیکے چاہ زنخدان سے کیا غرض

ے باعجین کالون کے پیچ و تاب — ان موذیون کو کاکل پیچان سے کیا غرض

دیکھینگے انکے مسم — خوبان و ہر رخ زرشان سے کیا غرض

گیا دشت کو ہمین — وحشت سے کیا غرض ہے بیابان سے کیا غرض

دیوانہ تھا جو … یکھیے کو فکر کیا ہمین — خال سیاہ عارض جانان سے کیا غرض

فلفل نہین … —

دیوانہ ہے جو چاک کریگا وہ پیرہن — کچھ ہمکو شغل چاک گریبان سے کیا غرض

نان باوفا پہ جان سے پرتو نثار ہون
اوس بیوفا ی رشک پرستان سے کیا غرض

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی مرحوم

ہوگا کسیکے آتے ہی سب دکھ کا غم غلط — لیکن نہ غم کے ساتھ ہی ہوجائین ہم غلط

کافر سے دور ہے حق و باطل کا امتیاز — ہر حق کو بولتے ہین فدا ی صنم غلط

اوسنے قسم جو لیا تو اسکی ہی لیجیے — وہ کہا ئینگے نہ جان عدو کی قسم غلط

کرتے ہین … ت بات مین ممکن محال کو — شاعر ہی واہ کہنے کو کہتے ہین کم غلط

وہ غم ہی ہے میرے پاس حقیقت مین غم نہین — جھوٹی تسلیون سے جو ہوجا ے غم غلط

ہشیار رہ نہ عشق مین راہ سلوک مین — میکش کے ورنہ پڑتے ہین نقش قدم غلط

ہے خانہ خدا کو محبت ہی ضرور تر — دلین مرے نہین ہی خیال صنم غلط

اوسکی کمر کی ہستی نہین ہی عدم غلط	یان ہست و نیست مین سر موقوف ہی نہین
ہی سخت باطنون سے امید کرم غلط	حیرت دل آئینہ نہین

پرتو یہہ صرف حال پریشان ہجر ہے
اپنی طرح نہو کہین اپنا قلم غلط

فقط نظر نہین بلکہ دل و جگر محفوظ	نظارۂ رخ گلگون سے ہی نظر محفوظ
ہوا دماغ گلبکار بسر محفوظ	شمیم زلف معنبر صبا اگر لائی
ہوا بہت ترا شیدا ہے بیخبر محفوظ	جو کہو کے آپ کو تیری کوئی خبر لائی
کریگی مجھکو مری خواہش سفر محفوظ	پہنچکے کوچۂ جانان مین حظ اوٹھاونگا
شب وصال ہوا یار جسقدر محفوظ	شب فراق ہو نہین ہاتا وسقدر مغموم
ہوا مین دیدۂ تر سے زیادہ تر محفوظ	جو پوچھے یار رومال مرے سے آنسو
یہہ بندہ وصل سے تیرے نہین اگر محفوظ	غم فراق سے مغموم تو ہے ای ظالم
کیا مجھے ترے دیدار سے مگر محفوظ	شب فراق مرے دیدۂ تصور نے
کرینگے خوب لئیمون کو سیم و زر محفوظ	سفید زردی خجلت کریگی حشر کے دن

یہہ عین مہر سے ای مہربان رہے طالع
ہی تیرے جلوہ سے پرتو کا گھر محفوظ

[illegible]

محفل سے جلد یار کی کوئی اٹھائے شمع
رستہ نہ دل جلانیکا اسکو بتائے شمع

پروانوں ہی کی خاک سے تھی آبروی باغ
سوز و گداز سے ہوئی نشو و نمائے شمع

ظلمت میں نور نور میں ظلمت ہے دیدنی
روشن مکان ہے مگر اندھیر جائے شمع

یہہ زینت چمن ہے تو وہ رونق مکان
گلشن میں جا ہے گل کی ہے محفل میں جائے شمع

عاشق وہ تیرگی کا یہ اوسکی رقیب ہے
پروانہ گر کے شب میں نکیونکر بجھائے شمع

کسکو پسند ہوئےگی ہی تنگ کی
ہم دل جلوں کی بزم سے کوئی اٹھائے شمع

ہم بیکسوں کے سوز سے پتھر پگھل گئے
پھر کیوں نہ بزم یار میں آنسو بہائے شمع

رہنے دو یار کا رخ روشن نقاب میں
پرتو بجا ہی یہہ کہ ہی فانوس جائے شمع

داغ فرقت کا ہی پھر یہہ کسطرح روشن چراغ
کہتے ہیں جلتا نہیں ہے کوئی بے روغن چراغ

ڈوبتا ہی شرم سے جب مہر تجھکو دیکھکر
خاک ہوگا پھر ترے ہوتے کوئی روشن چراغ

اک جگہہ پر دو مخالف جمع ہو سکتے نہیں
دیکھنے ہوتا نہیں ہے آب میں روشن چراغ

سایہ افگن آج کسکا روی روشن ہوگیا
باغ میں جو بنگیا ہی ہر گل گلشن چراغ

شکل ہے اوس شعلہ رو کی چشم تر میں جلوہ گر
یا الٰہی ہوگیا کیا آب میں روشن چراغ

اسطرح ہی زلف تیری عارض روشن کے ساتھ
جسطرح پھرتے ہیں لیکر راہ میں رہزن چراغ

[illegible]

کیون نہ دون تشبیہ روی شعلہ رو کو شمع سے	زلف پیچان ہے دھوان تو ہے رخ روشن چراغ
رابطہ جس سے ہو اوس سے چھوٹنا ممکن نہین	کوئی روشن ہو نہین سکتا ہے بے روغن چراغ
ہر شب ہجران خیال عارض پرنور مین	خانہ تاریک دل مین اپنے ہے روشن چراغ

اسطرح پہلو مین اے پرتو ہے سوزان دل مرا
شعلہ زن ہو جسطرح کوئی تہ دامن چراغ

جب سے ہون بیقرار پراگندہ جان زلف	شب بھر مری زبان پہ ہے داستان زلف
تعریف مین جو اسکی زبان کھولون تو کیون	ہمشان قدر پاک شب قدر شان زلف
ہر ایک پھول ہے ثنا خوان روی یار	سنبل کا بال بال ہے مدح خوان زلف
ہر روز ہے ایک عاشق حیران روی صاف	ہر شب ہے ایک شیفتہ بے زبان زلف
روشن ہے آفتاب رخ یار سے مدام	ممنون آفتاب نہین ہے جہان زلف
سنبل ہے ایک پھول کھلا ہے گلاب کا	رخسار نوبہار نہین درمیان زلف
ثابت ہے منہ سے کہیت کیا ہے چاند نے	دل چھینتی ہے میرا شب عنبر فشان زلف
حلقے سے زلف کے نظر آیا وہ گورا گال	گویا دکھا رہا ہے چاند آسمان زلف
ظلمت ہے عین نور مین آفت نگاہ پر	اے یار شمع رخ پہ بلا ہے دخان زلف
پیچیدہ اوسکے منہ پہ وہ اور میرے سر پہ بھی	دیکھو کہ دود آہ ہے ہمدو دمان زلف

عین شباب شیب ہے موئی کے واسطے
دندان مستعد نہین ہے دہان زلف

یہ گرد روی یار ہی وہ گرد روی ماہ
ملتا ہوا ہے بالے سے کچہ دودمان زلف

ظالم نے بال بال مین موتی پرو دئے
دندان ضرور تھے جو ہرا ہے دہان زلف

بشرہ حل کے ربط دل کو پریشان کر دے
پر لو بلا ہو کہین یہہ مہربان زلف

ممکن نہین کہ آدمی سے چہوٹ جائے عشق
خلقت ہی جب بشر کی ہوی ہی برای عشق

عشاق لاکھون قتل ہوے کوئی یار مین
آتی ہی ذرہ ذرہ سے یان کچھ صدای عشق

عرش برین سے اسکا ہی پایا بلند تر
مومن کا دل خدا نے بنایا برای عشق

ہر ایک کو ہی انس یہان ایک سے ضرور
خورد و بزرگ سب ہین اسیر بلای عشق

عاشق کو بعد مرگ کے حاصل ہے زندگی
وہ ابتدای عشق ہی یہہ انتہای عشق

جسکا مقام کعبہ ہی وہ کوئی ہے پہاڑ اور
دیکھا نہین کسیکو ہی ہمنے سوای عشق

ہرچند خاک چہانی جہان کی مگر کہین
معشوق کوئی اور بنایا سوای عشق

جو مرگیا وہ داخل دربار ہوگیا
کہتے ہین جسکو گور ہی دولتسرای عشق

لب خشک رنگ زرد نفس سرد چشم تر
کہتے ہین ان تمام کو نشو و نمای عشق

پر لو یہہ آسمان و زمین پہ محیط ہے

دیکھو فرشتے بھی ہین اسیر بلاے عشق

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم لکھنوی

ہر ایک دل نہین گوروی یار نزدیک
اس ایک پہول کی بوہی ہزار کے نزدیک

تڑپکے دل مرا یار کی شکل لیتیگا
جو آئینہ نظر آجائے یار کے نزدیک

شگفتہ گل مرے سینے کے ہین ہوا باغکے ساتھ
یہ کوی کام ہی ابر بہار کے نزدیک

نگاہ یار کی دور سے مرے دل پر
شکاری دوڑکے آیا شکار کے نزدیک

نمود غنچۂ نوخیز یار کہتی ہے
دن آتے جاتے ہین فصل بہار کے نزدیک

ہی محو زلف سے غفلت تو کالے کوسون دور
خیال خواب ہے شب زندہ دار کے نزدیک

جو دور فکر سے غیرون کی ہوگیا عاشق
نہین ہے دور کہ ہوجاے یار کے نزدیک

دوچار ہوکے نکرنا مجھے اسیر بلا
بری ہی ہو یہ نہ بجاؤ چار کے نزدیک

اٹھاکے مٹھی مین مٹی بنادیا سونا
یہ خاک زر ہی ترے خاکسار کے نزدیک

خفا ہو مری گستاخیون سے ای پیارے
کچھ اختیار ہی بے اختیار کے نزدیک

سواریون مین سوارونکو کہا گیا یکدست
نہین ہے باگ گوا اوس نئی سوار کے نزدیک

ہی اوسکے پیش نظر نور آفتاب مراد
ہی روز رات بھی شب زندہ دار کے نزدیک

بہار سینہ پر داغ آئینہ ہوجاے
ہو لالہ زار کسیکے مزار کے نزدیک

ہے گو دبیر گل حسرت سے اسکے گلچین کا	نہ جائیے چمن روزگار کے نزدیک
خوشی سے پہول گئے ہاتھ پاؤن عاشق کے	یہ زار جیسے ہوا کوئی یار کے نزدیک
رکھے فقط مجھے دم پر کیون ترے ابرو	بغیر دم نہین کچھ بھی کٹار کے نزدیک
جواب نالۂ بلبل کا صاف صاف دیا	زبان تیز ہے گویا کہ خار کے نزدیک
تو دلمین جب سے نہین درد و غم ہین گھیرے ہوے	بس اک گاؤن بسا اس دیار کے نزدیک

ہے اعتبار زبان کے لئے ہنر رند تو
دروغ پیشہ ہے بے اعتبار کے نزدیک

پڑ گیا کیا ہے مرے سر رشتۂ تقدیر مین بل	پیچ ہین طوق مین اب ہے تو مین زنجیر مین بل
موڈ دیون کے ہین مقدر مین ازل سے سب پیچ	کسلئے پھر ہنوز زلف بت بے پیر مین بل
ہای تیرا ہی کہا مانگ بت کج رو کا مزاج	بات پر پیچ اوا ہے تیری تقریر مین بل
سخت جانی کا مری ہای برا ہو دم قتل	پڑ گیا اوس بت سفاک کی شمشیر مین بل
آج جو دیکھتے ہین ترچھی نگہ وہ ادہر	صاف آتا ہے نظر شکل کمان تیر مین بل
یار کی کاکل پیچان نظر آئی تھی جو شب	رہا دن بہر مرے اس خواب کی تعبیر مین بل

بل جو طفلی سے طبیعت مین ہے اوسکی پر تو
دیکھ افسوس دیا دایہ نے کیا شیر مین بل

تھا جو پامال خرام بت بے پیر میں دل
مل گیا اسکے غضب تو وہ اکسیر میں دل

سیر ہو خاک خیال بت بے پیر میں دل
کبھی لگتا ہی نہیں گلشن تصویر میں دل

تیرے لب سے نئی قلیاں جو لگی او یم حسن
رشک سے ڈوب گیا آج عرق گیر میں دل

چاہیے شربت دیدار ہی ظالم دم قتل
سیر ہوتا نہیں آب دم شمشیر میں دل

کیا دل میں بتوں کے اثر اے پرتو زار
تھے طپاں لاکھوں مرے نالۂ شبگیر میں دل

ہے اشتیاق دید میں کیا بیقرار دل
پہلو سے اگے آنکھ میں رہتا ہے یار دل

یہ کچھ غم فراق سے ہے بیقرار دل
پہلو سے ہو رہا ہے جدا بار بار دل

تڑپا رہا ہے ہو کے بہت بیقرار دل
کرتا ہے آہ راز مرا آشکار دل

غمزے کو دوں کہ اونکے کرشمہ کو ناز کو
سینے میں ایک ہے نہیں کچھ تین چار دل

زلفیں ہیں دام تیر ہیں نظریں ہوئیں کمان
اوس شوخ کا نہ ہو کوئی کیونکر شکار دل

ہر ایک رہگذر پہ اوسیکا خیال ہے
ایسا ہوا ہے محو دم انتظار دل

کرتا نثار اوس گل رعنا پہ باغ میں
اک دل تو کیا اگر مجھے ہوتے ہزار دل

اوس گلبدن کے ہجر میں پرتو خدا گواہ
کیا کیا دکھا رہا ہے خلش کی بہار دل

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

پامال اضطراب ہو پروردگار دل
بیتاب کرنے پائے نہ پھر بیقرار دل

ہے جب سے عاشق گل رخسار یار دل
چاکون نے ایک دل کے بنائے ہزار دل

داغون کی روشنی نے بہو کا بنادیا
ہوگا پس فنا بھی چراغ مزار دل

بیٹھے بٹھائے کاکل پیچان مین پھنسگیا
سودام کا کسی کے ہوا ہے شکار دل

لوگو گلہ کسیکی کدورت کا کسلئے
سمجھو کہ بشر کا ہی مشت غبار دل

وہ چشم ناز اشارہ کرے جاہ سے اگر
بر سے نکل ہی ایگا بے اختیار دل

راہ فراق یار مین آنسو کے ضبط سے
مانند آبلے کے ہی ناپایدار دل

دنرات تیری شوخ نگاہونکا ہو میان سے
پہلو مین کسطرح نہو پھر بیقرار دل

اک دل کے ہجر مین نچہ گلرخان نے ہائے
تلوارون پر لٹا کے بنائے ہزار دل

کیاکیا بنائے جان پہ میری خبر نہین
مٹتے بتون کے جر ہگیا پروردگار دل

اب جانتا ہی زلف حسینان کو اک بلا
صدمے اٹھا چکا ہی جو دو چار بار دل

ٹپکیگا بنکے قطرۂ خون آنکہ سے مری
ہوگا تڑپ تڑپ کے جو بے اختیار دل

بوچھار اسقدر ہی تمنا کے تیر کی
پہلو مین ایک دل کے بنے ہین ہزار دل

نالون نے کردیا تہ وبالا فراق کے
لوٹا ہی آگے ہونٹھ تلک بار بار دل

مضمون کر رہا ہوں رقم درد دل کا آج
| کیسر بنا ہوا ہی مری چشم تر قلم

لکھنا جو ہو رقیمہ ستمگر کے نام پر
پرتو ضرور ہوگا محبت کا سر قلم

ہمقافیہ بر غزل جناب خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی مرحوم

رشک حور و پری و ماہ ہو تم
| سب حسینوں کے بادشاہ ہو تم

در دولت پہ سر امن پاتے ہین
| عاشقون کے جہان پناہ ہو تم

چشم مجنون مین حسن لیلی ہے
| مری انکھون مین خوش نگاہ ہو تم

منھ نہ پھیرینگے تم سے اہل نیاز
| کعبہ رویون کے قبلہ گاہ ہو تم

دل عاشق ہے جسکا پای تخت
| اس جہان مین وہ بادشاہ ہو تم

نظر آتے ہین کیون جدا بر سو نین
| دیکھنے کو تو ایک ماہ ہو تم

مجھہ سے کہتے ہین انتظار مین لوگ
| راہ مین کسکے رو براہ ہو تم

جو گنہگار ہے عذاب مین ہے
| سچ تو یہہ ہے کہ بیگناہ ہو تم

دیکھو آئینہ عذار صاف
| مری حیرانی کے گواہ ہو تم

رہ بازار حسن ہے مسدود
| مجھے ہر سمت سد راہ ہو تم

دو تو مطلب کے آشنا پرتو

خواہ وہ مہربان ہو خواہ ہو تم

ہمقافیہ بر غزل جناب خواجہ حیدر علی آتشؔ مرحوم

یار سرتاج مہر و ماہ ہو تم
خوبرویوں کے بادشاہ ہو تم

ہے ہر اک شخص کو پنہ حاصل
اک مرے حق میں بے پناہ ہو تم

میں نے دیکھا جو پیار سے اسکو
ہنسکے بولا کہ بدنگاہ ہو تم

سجدے کرتے ہیں تمکو مرد خدا
حق شناسوں کے سجدہ گاہ ہو تم

تاج رکھتے نہیں ہیں کیوں سر پر
خوش جمالوں کے بادشاہ ہو تم

آسمانی نقاب لازم ہے
حسن کے آسمان کے ماہ ہو تم

رخ نظر کا تمہاری کہتا ہے
رستہ لینے کو رو براہ ہو تم

ہو فنا کر دیا وفا نے مری
راست پوچھو تو بیگناہ ہو تم

مرا قاتل ہے پنجۂ رنگین
اس شہادت کے خود گواہ ہو تم

پاؤں جادے سے ہٹ نہیں سکتا
اپنے سالک کو سد راہ ہو تم

لیکے دل سر پہ شر کیا برپا
خوب پر تو کے خیر خواہ ہو

ہجر ساقی میں گئے جو میخانے کو ہم
سمجھا اک دست دعا ہر خالی پیمانہ کو ہم

بے سبب ہر بات پر اندیشہ کیون کرتا ہی تو
جانتے ہین کذب گو تیرے قسم کھانیکو ہم

کوی دیوانہ ترا ساقی ادہر جاتا نہین
ہجر مین جنگل سے کم تاتے ہین میخانیکو ہم

دل سمجھانے ہین ہو تری اور رہتے ہین پر سنتا نہین
ای پری سمجھائین تیرے سر دیوانیکو ہم

عاشق تیرہ جبین آپہی ہی گا بینگے ضرور
لائین خاطر مین کیا ہین ناصح سمجھانیکو ہم

رخصت بزم نجم شعلہ عذاران اور یہ
اک پتنگہ جانتے ہین خوب پروانیکو ہم

گو کہ دیتا ہی یہہ ترغیب تماشای جہان
کان تک دیتے نہین پر دل کے سکھلانیکو ہم

ہنسکے وہ بے مہر یہ توجہ سے یون کہنے لگا
اک تماشا جانتے ہین تیرے ترسانیکو ہم

بہ قافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

کہتے ہین رشک چہارم چرخ میخانیکو ہم
جانتے ہین چشمہ خورشید پیمانیکو ہم

دل جلون کو اور جل جل کر جلاتا بزم مین
آنے کی پروانگی دیتے جو پروانیکو ہم

ای پری پیکر نہ کہنا اسطرح ہر بار اگر ہو
تو اوڑاتا ہی تو ہین موجود اڑ جانیکو ہم

ای برہمن یون اگر بت کو تو بولیگا خدا
توڑ کر مسجد بنائین تیرے بتخانیکو ہم

خانہ دل مین جلاتے ہین چراغ داغ ہجر
نور سے معمور کرتے ہین سیہ خانیکو ہم

فرقت سیب زنخدان کی ہوی گرمی زیاد
ملتے ہین بدتر پیے تبرید بیدانیکو ہم

ہے دل وحشی تصدق جلوۂ جانبخش پر	اے پری تجھپر فدا کرتے ہیں دیوانیکو ہم
راتدن الجھا ہوا رہتا ہے اسکے ساتھہ	زلف کا دیوانہ کہتے ہیں پریشانیکو ہم

تو جو آجائے کہاں نالۂ دل پرتوؔ میں پھر
ہر طرف خلوت سے کرہی دینگے بیگانیکو ہم

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

دیکھتے ہیں گلشن مقصود میخانیکو ہم	کیوں نہ بولیں پھول پر لبریز پیمانیکو ہم
جیسیں آتا ہے جلا کر شمع اوس گل کے حضور	شمع کو پروانہ کردیں خاک پروانیکو ہم
اک پری کے ہجر نے دیوانہ ایسا کردیا	بے پری ہیں اب پرین تکتے ہیں اڑجانیکو ہم
مست ہیں کیفیت حسن بتاں سے راتدن	رفتہ رفتہ کرچکے میخانہ بتخانیکو ہم
ہو جو ساز دل تیرہ خیال روی صاف	آئینہ خانہ کرینگے اس سیہ خانیکو ہم
دیکھنا اسکا ہے آسیب غم سیب ذقن	تخم غم پاتے ہیں تیرے غم میں بیدانیکو ہم
ہے دل شیدا طلبگار وصال جان جان	پاتے ہیں ہشیار مطلب اپنے دیوانیکو ہم
جو شریک محفل گیسو ہے وہ پردرد ہے	دیکھتے ہیں آنکھوں سے احوال ہر شانیکو ہم

دل نہیں ہے مثل ناز دلربا پرسان حال
اپنے سے پاتے ہیں پرتوؔ خوب بیگانیکو ہم

کب عرق کے قطرے ہین مژگان دریا بار مین
دیکھیے موتی پروئے ہجر گل نے خار مین

خاکساروں مین ہوا کرتے ہین اکثر سرکرو
دہوپ مین سونا ہی سایۂ دیوار مین

پڑ گیا ہنسنے مین کیا عکس در دندان یار
پھول موتی بنگئے ہین موتیا کے ہار مین

اسقدر لاغر کیا ہی ایک بت کے عشق نے
ہر رگ گردن کا رشتہ ملگیا زنار مین

ہی تعجب مجکو وہ ظالم کبھی ہنستا نہین
غیر ممکن ہے ہنو خندہ لب سوفار مین

عشق نے ہی ہیچ باقی نہ رکہا فرق کچھ
سبحہ مین زنار مین کفار مین دیندار مین

ہوگا خون ثابت تری گردن پہ ظالم دیکھنا
یون ہی گر مرجائینگے ہم حسرت دیدار مین

ابرو و مژگان و چشم یار سے کہلتا ہی یہ
فتح و کسر و ضم ہین یکجا مصحف رخسار مین

کج مزاجی دیکھیے اوسکی کہ ہی سب مین کجی
چال مین انکار مین اقرار مین گفتار مین

کیا تعجب انقلاب چرخ فرق انداز سے
گل بیابان مین جو ہون اور خار ہون گلزار مین

ابروی خمدار ہمنے جب سے دیکھے ہین ترے
بال آتے ہین نظر ہر تیغ مین تلوار مین

جبین ہے پتھر کے بدلے سر پابوس آج
نصب کیجیے سر کو اپنے آستان یار مین

یاد آتا ہے وہ چہرہ سینہ پھٹتا ہی مرا
چاند بھی پرتو ہی اک جلاد بحر یار مین

طلعت خور کا ہی عالم جلوۂ رخسار مین
صاف نور صبح صادق ہے نقاب یار مین

محو ایسا ہون خیال ابروی خمدار مین
ختم نظر آتا ہی شکل طاق ہر تلوار مین

جب خرام ناز پر مایل ہوا وہ خوشخرام
رفتہ رفتہ دل ہزارون بسکئے رفتار مین

ای جنون آزاد ہو نہین منت زنجیر سے
جوش وحشت ہے خیال کاکل دلدار مین

اوس پری کے کوچہ مین اگر نکلنا ہی محال
کیا مقید ہوگیا ہی سایہ بہی دیوار مین

گل جو کہلتا ہی فراق یار مین دیتا ہی داغ
شر ہزارون ہین نسیم صبح کے رفتار مین

وہ جو آیا جی گیا اور جب گیا مین مر گیا
اپنی مرگ و زیست ہی رعنائی رفتار مین

ہوگیا ہر ایک جیسے ہر طایر بسمل کی شکل
آئینہ مقتل ہوا ہے پیشگاہ یار مین

ای فلک دیکہا فروغ حسن کی کیا بات ہے
چادر مہتاب ہے رومال دست یار مین

اپنی ہستی مین ہین آثار فنا پر تو تمام
گنبد تربت کا عالم ہی عیان دستار مین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

کاٹ کا جوہر نہین ہی ابروی خمدار مین
تیز مایہ کب ہین ہلال چرخ کی تلوار مین

ہوکے زیر بام جو نکلا وہ دیوانہ ہوا
سایہ کا عالم ہے تیرے سایہ دیوار مین

چال کی گرمی پسینا راہرو کو لائی ہے
سرد کرتیکا اثر ہے گرمی رفتار مین

چہرۂ پرنور پر خط کی نموداری نہین
جرم آیا آفتاب عارض دلدار مین

آنے کو آتو گیا جانا مگر دشوار ہے
زلف نے ڈالی گرہ ہای جمال یار مین

تجھ عزیز جہان کو نسبت کیا عزیز مصر سے
حسن تیرا وہ نہین ہے جو بکے بازار مین

دیکھتا ہون رات دن اٹھکا بت کو سامنے
جلوہ نور خدا آئینہ رخسار مین

ایک مشت پر ہی تو کیا ہین ہزار دشمن کیون
نغمہ ہای گل مین ای بلبل مری منقار مین

پھول پامال ہوا ہی رہ روی رنگین ہو گئے
فرش برگ گل ہی ای گل جابجا گلزار مین

سختیٔ دوران سے اوسکے دہن ٹکراتا ہون سر
سخت بختی لیگئی فرہاد کو کہسار مین

واہ میر گرم نغمونکا تتبع اور یہہ
پڑ گئے چھالے گلوی مرغ آتشخوار مین

اوسکے جاتی ہی نظر آنے لگا عالم سیاہ
پھر اک تل تھا رخ صبح فراق یار مین

اک پری روکا رہا ہی انتظار ایسا مجھے
نور ہی خواب پریدہ دیدہ بیدار مین

خارصونکا درد سرجانیگا اونکے دم کے ساتھ
حسرت امید شفا ہی حرص کے آزار مین

جب خیال آتا ہی اسکی غفلت بیجا کا ہائے
نیند آجاتی ہی چشم مردم بیمار مین

عاقبت واماندگی آئی قناعت گو کہ ہے
پرہی پرہیز قناعت حرص کے آزار مین

ان پریشانون کی قسمت پر تحیر ہی مجھے
دیکھتے ہین زلف منہ آئینہ رخسار مین

صفحہ صفحہ غیرت طاؤس پر لو کیون نہو
ہی حساب داغ دل سب دفتر اشعار مین

آسمان سے خانہ پرنور جانان کم نہین
ذرۂ روزن سے ہمسر نیر اعظم نہین

سر کو کل ٹھوکر سے فرصت دیکھنا اک دم نہین
آج شکل سرو گر سرکش کی گردن خم نہین

دولت دیدار سے ہوتے ہین عاشق بہرہ مند
کون کہتا ہے پہر اوس محبوب کو حاتم نہین

شور نالہ مین نہ کیونکر ہو مرے سر کا غرور
کونسا وہ راگ ہے جسکے لئے سرگم نہین

منہ مین تیرے دیکھکر کہتا ہون ان زیر رشک
پیچوان کا پیچ مجھکو مار سے کچھ کم نہین

پر عرق اوس مہروش کا کیون ہے پہر جاودان
کہتے ہین گر چشمۂ خورشید مین کچھ نم نہین

مے کی کیفیت ہی یاد چشم مست یار مین
رند بے پروا ہین ہم خواہان جام جم نہین

دل دیا سر کے طرح دی جان بہی راہ عشق مین
ہم ہی خود حاتم ہین پر تو حاجت حاتم نہین

طاقت صحرانوردی دست قدرت مین نہین
کون کہتا ہے کہ پردہ اپنی وحشت مین نہین

محروم آزاری سے پاکان ازل محفوظ ہین
وقت پنجہ زور انگشت شہادت مین نہین

انتظاری مین مزہ ہے جو دکہاتا ہے پہر
وصل کی شب مین نہین وہ روز فرقت مین نہین

سیکڑون تدبیر کی لیکن گردش سے چہٹے
پہیر نا تدبیر کا انسان کے قدرت مین نہین

ناتوانی تیرہ بختی حد سے زیادہ اسقدر
شور نالو مین نہین اور جوش رقت مین نہین

سر چڑہی سفلہ تو ممکن ہی نہین ترک ستم
کون ہے وہ جو فلک کے ہاتھون آفت مین نہین

141

وصل گر ممکن نہیں تو ہوئی جائیگا وصال	کوئی وقت نام کو اس اپنی وقت میں نہیں
کاکل مشکین سے روشن جلوہ رخسار ہے	دیکھنا اہل نظر کیا نور ظلمت میں نہیں

کیا کہیں بیداد تیرے ہجر کی بیداد گر
کون وہ دن ہے جو بر تو مصیبت میں نہیں

عیاں ہے عارض رنگین جاناں زلف پیچاں میں
گمان گلزار کا ہونے لگا ہی سنبلستان میں

بہار آئی گھٹا چھائی ہوا بدلی گلستان میں
صباح عید کا عالم ہی بزم می پرستان میں

ہماری خاک کا جوبن جو دیکھے کوئی جاناں میں
تو خجلت سے گلوں کا رنگ اوڑ جائے گلستاں میں

ہر اک داغ جگر چشم مینا کا ہوا دہو کا
نہ دیکھا غیر نرگس پھول اوس اپنے گلستان میں

ہمارے سیل گریہ سے رہا سوز دروں امین
نہ دیکھی ہم نے یوں آتش بھڑکتی جوش باراں میں

رکھا دست خطائی اوسنے عارض پر نزاکت سے
ہوا ثابت کہ گل ہو لالہی بلبل شاخ مرجاں میں

عذار یار پر زلف دوتا کیونکر ہوئی زاہد
گذر ممکن نہیں ہے مار کا گر باغ رضوان میں

خیال عارض جاناں دل ویران میں خاک آئے
بہار جلوہ کیا ہوگی گلستاں کی بیابان میں

الٰہی اب وہ آئینگے ہمارے حجرۂ دل میں
خیال خام ہی انکی بلا جائیگی زندان میں

ادھر تو دیکھئے تاثیر عشق اسکو بھی کہتے ہیں
مرے رونے سے پانی بھر گیا اوسکے زنخدان میں

مرے دست جنوں نے ایسی کچھ سینہ خراشی کی
برنگ گل بھرا ہی خون ہر چاک گریباں میں

خیال روی جانان کسطرح ہے ہنگام گریہ ہے	چراغ مہر پر آتی ہی آفت فصل باران مین
ہوا ہون چوم کر لبہا جانان مست ای ساقی	مجھے کیفیت می ملگئی ہی آبحیوان مین

عتاب شعلہ رو کا دیدنی اعجازہی پرتو
تری کا نام تک باقی نہین چاہ زنخدان مین

سبق گویا کتاب عشق کا ہم یاد کرتے ہین	کبھی گریہ کبھی آہین کبھی فریاد کرتے ہین
شب فرقت جو دانتون کو ہمارے یاد کرتے ہین	ستارون کی طرف ہم دیکھکر فریاد کرتے ہین
کہا جب منھ تو شکر منت جلاد کرتے ہین	ہمارے زخم دل کب شکوہ بیداد کرتے ہین
کسیلئے ابروی خمدار کو ہم یاد کرتے ہین	اٹھا کر آنکھہ کعبہ کی طرف فریاد کرتے ہین
برا ہو ایسی غفلت کا چمن مین آشیان بلبل	بنا کرتے ہین اور اندیشۂ صیاد کرتے ہین
نہ آئین وفا دیکھا نہ انداز جفا دیکھا	کرم کرتے ہین کچھ مجھپر نہ وہ بیداد کرتے ہین
مرے ایسے نہ دیکھا نے اب خنجر کے ہو زاید ل	دہان زخم تک شکرانۂ جلاد کرتے ہین
جنون منت نہ مانیگا بہلا کیا اپنے قدمونکی	کہ چل چل کر بھی گھر زنجیر کا آباد کرتے ہین
وہ وعدے پر نہ آتے ہین تو انکی یاد سے ہردم	دل ویران کو اپنے ہم وہین آباد کرتے ہین
کبھی آنکھین دکہاتے ہین کبھی تیور چڑھاتے ہین	ستم ہر روز اک تازہ ستم ایجاد کرتے ہین
غرض کیا حور سے پریون سے کیا مطلب ہمین ناصح	ہمین آدم زاد مگر عشق آدم زاد کرتے ہین

رہی فرہاد و مجنون مبتدی ہی عشق کے فن مین
یہہ ہمسے کسب فیض صحبت استاد کرتے تھے

مرے جانب سے دلکو سخت کرتے ہین الہی خیر
غضب کرتے ہین یہ بت موم کو فولاد کرتے ہین

سمجھتے ہین مگر خود رفتہ ہین جوش محبت مین
بجا ہی حضرت ناصح جو کچھہ ارشاد کرتے ہین

شبیہ عارض جانان چمن مین جا کے دیکھینگے
دل ناشاد کو ہم اپنے یون ہی شاد کرتے ہین

غم و عشق و سوز سینۂ مجروح سے ہر دم
امیر و داغ پر مضمون مرے ایراد کرتے ہین

غزل لکھتے ہین وصف دیدۂ جانان جب پر لق
سر بزم اپنی انکھون سے سخنگو صاد کرتے ہین

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی

جو ہوسکے بھی میری سخت جانی یاد کرتے ہین
فسان دے دے کے خنجر تیز تر جلاد کرتے ہین

تمھاری یار کی داد و ستد جب یاد کرتے ہین
جناب قاضی حاجات سے فریاد کرتے ہین

سبق اونکو پڑھا کر کون یون جلاد کرتے ہین
کہ پابند محبت پر ستم ایجاد کرتے ہین

حسین انسان پری پر رشک کی بیداد کرتے ہین
جلا کر آتشی کو خاک آدم زاد کرتے ہین

بپا ہے لاکھہ ہم فریاد پر فریاد کرتے ہین
وہ کچھہ سنتے نہین بیداد پر بیداد کرتے ہین

فراق سرو قدان مین نہایت تنگ کرتا ہے
ہم اپنے دلکو آج آغوش سے آزاد کرتے ہین

حسد اسکا ذرا سر کہا رہا ہی اے پری پیکر
جو گھنگرو پاؤن پڑہ پڑہ کر ترے فریاد کرتے ہین

دل ویران مین آتے ہین وہ پہر آہستہ آہستہ
نئے سر سے دوبارہ اپنا گھر آباد کرتے ہین

حسینون کے ہی قول وصل کا کچھہ اعتبار اے دل
نہایت منھہ سے کہتے ہین مگر بیداد کرتے ہین

بتو مجھہ سے نہ بولو تم کیا آزاد اب تجھکو
خدا کے بندے کو تم کسلیئے آزاد کرتے ہین

دل آشفتہ سے انکھون نے تیری شوخیان دیکھی
ادا اس سے یہہ حق خدمت استاد کرتے ہین

خدا کو بہولکر ہرگز نہ کہنا زاہدو کافر
زبان عشق بت سے ہم خدا کو یاد کرتے ہین

رہی دل کے نگر مین انجمن امید و حسرت کی
کہ ہر اک شہر مین اک انجمن ایجاد کرتے ہین

وصال دختر رز کی عجائب تہی کیفیت
اس اک لڑکی سے صحبت سیکڑون داماد کرتے ہین

دل پر داغ اس مطلب سے ہی اوس طفل کا بدہ
کہ درس اس دفتر غم سے ستم کا یاد کرتے ہین

ہوین آنکھین لب مژگان نم دیدہ سے فریادی
کہ سب دریا زبان موج سے فریاد کرتے ہین

نہین کرتے ہین خون بیگنہ لال شمشیرین
عمل نامہ پہ چہہ رنگینیان جلاد کرتے ہین

سفارش میری کرتے ہین تمہارے کان مین زلفین
پریشان وہ پریشان کیلیئے امداد کرتے ہین

نہین ہے سخت جانون کے دلونمین دخل بیتابی
کہ پارے سے حذر آئینۂ فولاد کرتے ہین

جو آتے ہین ادہر گلزار کوی گلعذاران سے
صبا کے جہونکے روح قوت شمشاد کرتے ہین

دل مجروح کو ہم سخت کرتے ہین جدائی مین
گمکش خانہ کو اپنے خانۂ فولاد کرتے ہین

نہین مستی مین بہی مطلب فرامش گوشۂ مےخوار
بجا لاتے ہین جو پیر مغان ارشاد کرتے ہین

تمہاری زلف کی صحبت بلا ہو ہی گئی آخر
کہ مجھپر تیز دندان شانہ شمشاد کرتے ہین

لٹاتے ہین متاع صبر ایام جدائی مین
یہ دولت اپنی تیرے واسطے برباد کرتے ہین

تمہارا نام لیتے ہین مرا منہہ دیکھکر ہمدم
مجھے ناشاد یونہین آشنا دلشاد کرتے ہین

قفس مین گو کہ مرغان چمن خاموش ہین باہم
زبان دل سے پر شکرانہ صیاد کرتے ہین

عبث کہتی نہین خلقت فلانے نے حجامت کی
دعا بیشہ مگر حجام کو استاد کرتے ہین

تڑپاتے ہین ہوس مشتاق کی اپنی بغایت سے
اگر ہم چاہتے ہین داد وہ بیداد کرتے ہین

نظر مین جب سے تیرے مطلع ابرو کا جلوہ ہے
رسا مصراع ماہ نو پہ ہم ایراد کرتے ہین

تمہاری چشم و ابرو کی ثنا مین شعر لکہہ لکہہ کر
ہر اک مصرعہ کے نیچے اپنی ہم اک صاد کرتے ہین

اگرچہ سخت دل وہ بت کرین ہم سخت تر دلکو
اگر پتھر کیا اوسنے تو ہم فولاد کرتے ہین

جو اس غم کدہ مین ہین مآل اندیش و آخر بین
عوض شادی کے اپنے دلکو غم سے شاد کرتے ہین

زبان حال سے اوڑہ اوڑہ کے پر بلبل کے گلشن مین
بیان ماجرائے خانۂ صیاد کرتے ہین

خدا آباد انہین رکہے صد و سی سال عالم مین
قدم سے اپنے پر [illegible] گہر مرا آباد کرتے ہین

داغ روشن ہوگئے اپنے تن محرور مین
مین بہی برق طور سے کچہہ کم نہین ہون نور مین

مانگ اوسکی دیکہہ کر ثابت ہوا مجھکو یہی
کوندتی ہین بجلیان قلب شب دیجور مین

جو تہی مایہ ہے اوسکی ہی بلند آوازہ ہے
تار دہی نرم کے سوا کیا خاک ہے طنبور مین

حاسد ناچیز اور مجہہ سے تقابل واہ واہ
پنجہ شہباز کی قوت ہے پای مور مین

روسیاہی کا بنا مظہر عدوی ناسخ
مرحبا طلعت ہی کیا اپنے سخن کے نور مین

لو لگی ہی ایک شعلہ رو سے اسکی ای کلیم
ہو عوض بتی کے دل میرا چراغ طور مین

اسقدر ناسور ہین اسمین تفاوت کچہہ نہو
گر ملادون دلکو اپنے خانۂ زنبور مین

ہی تصور زلف کا تیری شب ہجران مجھے
سانپ آتے ہین نظر ای مہ شب دیجور مین

تن لگا کر ناک پر ثابت کیا اوس شوخ نے
جلوۂ حسن پری کو شیشۂ بلور مین

ہی دل سوزان مین اپنے کیا بہا داغ عشق
پہول لالہ کے کہلے دامان کوہ طور مین

معجزہ ہی چشم مست عشق جانان کا فقط
رس بہرا ہی پر نواب ہر زخم کے انگور مین

جو اہل آبرو ہین کچہہ اونسے ضرر نہین
طغیانیونکا آب گہر سے خطر نہین

ہو مست نشہ ئی غفلت سے غافلو
ہے ہے مسافرونکو خیال سفر نہین

زیبا نہین ہی بود ہون کو ہزار لو
اس بزم مین فروغ چراغ سحر نہین

یہہ محو ہون نظارۂ تصویر یار مین
اسکی طرح سے مجھکو بہی اپنی خبر نہین

لکھے ہین مال باعث رنج و ملال ہے
لیکن متاع حسن کو چوری کا ڈر نہین

وان ضعف ہجر یار نے پہنچا دیا مجھے
پیک خیال کا بھی جہانتک گذر نہین

آئے وہ میرے دل مین کدہر سے بتائیے
واللہ وہ مکان ہے جسکا در نہین

ای رشک باغ کسلئے بلبل سے سرکشی
کیا ماجرا بہار کا مد نظر نہین

دل توڑنیکو کھیل سمجھتے ہین بے شعور
لوگونکا ڈر نہین تو خدا کا بھی ڈر نہین

کہتا ہون یہ زبانی ہر اک سرو باغ کی
دنیا مین راست باز کے شانو پہ سر نہین

کرتا ہے سیر اکجہان کی خدا کی شان
مثل نسیم طایر نکہت کو پر نہین

صبح شب فراق ہے کیون غم نہ کہاؤن مین
لوگو جہان مین روزہ کوئی بے سحر نہین

گرداب بحر اشک ہوا حلقۂ دوات
کب وقت فکر شعر مری آنکھہ تر نہین

بچکر قلم سے جائیگا پرتو مرے کہان
کچھہ ایسے تیز طایر مضمون کے پر نہین

نہین ہے گر ترا ہمرنگ کوئی گلعذار و نہین
کہان چمن ہے میرا ہمنوا ای گل ہزار و نہین

چمن ای گلبدن ہے گر ترے سینہ فگار و نہین
نظر آئے یہ کیون کہسار کے سر داغدار و نہین

نہ ہنگا خون عالم مردمک کے سر ہے ای قاتل
گلے کشتے ہین لاکھو تیری آنکھون کے اشارو ن نہین

تمہارے عارض رنگین کے گر و کے میسر ہون
دل نالان مرا بلبل کے بدلے ہو ستارو نہین

پہنچ جاتی ہے اوس کوچہ مین گلگون تصور پر
شمار اپنا بھی از زوزون ہوا شہسوارو نہین

رہیگا یون ہی گر ای برق تیرے اضطراب دل
دم فریاد مجکو دہن ہے کس مرے دانتون کی
ہماری آنکہ مین ہردم ہے عکس کاکل جانان
پس مردن ہی آنکہو نہین جدہر کو ان نظر بکہرہ
تمہاری تیغ ابرو سے نیا اک زخم ہی دل میر
گئی وہ پارسائی ہوگئی دستار رہن می
ہزارون چاک ہین دلمین ہمارے صورت غنچہ
نظر آئے الہی اوسکے بالے کا کہین موتی
نکلجاے اگر دم آرزوی دید مین اپنا

نہ ٹہیجا بگیا کیا رتبہ ہمارا بیقرارونمین
ستارونکی چمک ہے آہ سوزان کے شرارونمین
مگر افعی ہی ان روزون مقید ہی حصارونمین
غضب ہے دفن ہی کشتہ تمہارا سبزہ زارونمین
بھلا تیغ زبان کی آبداری ہے کتارونمین
کہلوانا ننگے ہین شیخ اگر بادہ خوارونمین
مگر اس سبجگی نے آبرو رکہ لی ہزارونمین
مری آنکہین ہین وا مثل صدف ابید ارونمین
رہیگا داغ حسرت دلپہ تیرے یادگارونمین

ندیکہا اوس گل رخسار کا ہمرنگ ای پرتو
بہت دیکہا ہی ہمنے یون تو پہولون کو بہارونمین

آرایش دہن نہین دندان اگر نہین
سرمہ لگاکے گر کبہی ظالم ادہر نگاہ
ہمجنس کو ہی ربط ہی ہمجنس سے یہان
صیاد دام لیکے چمن مین ہی واے پر

قیمت پذیر یان صدف بے گہر نہین
بیکار ہی جو مرغ کے بازو مین پر نہین
بارش کے زور سے کبہی دریا کو ڈر نہین
نادان عندلیب کی دم کو خبر نہین

پر تو یہ تجربہ ہے کہ ہو جاتا ہی خراب
پیش نماز جمعہ کوی کام کر نہین

برہین ہی یار جام می ناب ہاتھہ مین
رکھتا ہی آفتاب کو مہتاب ہاتھہ مین

جب اوسکے غم نے بی سر و سامان کر دیا
ای کلید عالم اسباب ہاتھہ مین

دزد حنا سے اوسکے یہہ روشن ہی چشم
جلوہ نما ہین کرمک شب تاب ہاتھہ مین

رکھا ہی ہاتھہ یار نے زلف و عذار پر
ہی آشیان قاقم و سنجاب ہاتھہ مین

پہنچون کو جسکے بوجھ رہے انگلیان تلک
کسطرح لے وہ جام مئ ناب ہاتھہ مین

کہتے ہین دیکھہ کر مری چشم پر آب کو
ہی پتلیون کے یہہ کوئی گرداب ہاتھہ مین

دیکھین کلیم ادہر پئی نذر جمال یار
رہتا ہی رات دن دل بیتاب ہاتھہ مین

اللہ ری تیزیان تری برق نگاہ کی
مہندی کا رنگ ہو گیا سرخاب ہاتھہ مین

ہاتھون مین میرے یار کا پلو نہین مگر
ای آسمان ہی چادر مہتاب ہاتھہ مین

اسدرجہ غرق ہون عرق شرم مین کہ ہین
سارے خطوط موج سر آب ہاتھہ مین

جو دانے چھالے ہین نہین پہر فکر کیا جو ان
ہین حلقہ ہای گوہر شاداب ہاتھہ مین

دن رات ہی جو مشق خیال نگاہ یار
خنجر سے بڑہکے تیز ہین اعصاب ہاتھہ مین

وہ دن کہان کہ ہاتھہ مین دامان تھا اُسی
دروازے کا ہی اب ترے قلاب ہاتھہ مین

دو چار روز گلبدنون کا شباب ہے
زنہار اعتبار بہار چمن نہین

کافی ہے جام و ساقی گلفام مستو
بادہ کشی کو حاجت ابر و چمن نہین

پڑہتے ہین انتظار کا ظالم کے جو سبق
مصدر ہین سب کتاب مین اک آمدن نہین

میرے بغیر سیر شب ماہ اوسنے کی
شیرین تہی جوی شیر پہ اور کوہکن نہین

شیدا آروی یار ہون کیا کام زلف سے
ہین پاکن جلاے ہون ہواے ختن نہین

رہتا ہی اوسکا روی درخشان نقاب مین
کس روز بزم یار مین سورج گہن نہین

یوسف کی سرگذشت سے واقف ہی وہ اگر
پھر کیون عزیز قید کی چاہ ذقن نہین

سینے کے داغ سے زر گل کسطرح بڑا ہے
ٹکسال مین فراق کی اسکا چلن نہین

پرتو کرون خیال مین کیونکے فغان
مین عندلیب گلشن حب وطن نہین

کس صنم کے خیال نے مجھے کیا پہر اور کیا نہین
وہ ہون نام جسکا نشان نہین وہ نشان ہون جسکا نشان نہین

کہا اوسنے خط مرا پڑہکے یہ عہد کہان کی دوستی مہربان
لکھا کسلیے مجھے جانجان مین کسیکا یار تو ہتا نہین

بھلا کیا بتاؤن نظیر مین کہ کلف ہی اوسکے خمیر مین
ترے منہ کی ماہ منیر مین کوئی بات مہر لقا نہین

تپش دل و خلش ہوس غضب ایکر آتی اک برس
جو کچھ انتظار مین دیکھا بس کسی بات مین یہہ مزا نہین

جسے کچھ کسی سے غرض نہین کہین جو کسو کو غرض نہین
جسے مانگنے کا مرض نہین بس امیر ہے وہ گدا نہین

غم عشق دل میں ہے اسطرح ہو نگاہ آنکھوں میں جسطرح
ہو کے دل ہزاروں کے مبتلا نہیں ہے سبب تجھے کیا ہوا

کروں قطع ربط میں کسطرح کہ دو دلی کا فرق ذرا نہیں
تو بھی ہنس کے دیکھ لے ناصحا کہ بلا ہی اسکی ادا نہیں

شب وصل ظلم دو چند ہیں یہاں پہر شوق کے بند ہیں
کہ ہیہ **پرتو** آج کمند میں مری بت کے بند قبا نہیں

یہہ نقشہ ہے خیال خنجر ابروی پرفن میں
ابھی یہ تفرقہ انداز یاں ای چرخ دون کستک
یکسوں ردتار ہو دون رات پہر میں ابر کی صورت
خرامیں گل کے وہ جلوے کہاں صرصر کے جھونکے میں
فدا ہیں جابجا اسیر تو او سیر آدمی قربان
غرض کیا گلشن ایجاد سے بنیا جو ہوا نکہیں
ضرر روشندلوں سے موذیوں کو کب پہنچتا ہے

نہیں ہے فرق کچھ اپنے دل مجروح و قطرہ زن میں
بیابان گردی میں ہم اور وہ گل سیر گلشن میں
گیا وہ برق تن ہنسکو میرے عین ساون میں
برنگ برگ گل بلبل کے پر اوڑتے ہیں گلشن میں
عذار شعلہ رو کی لو نہیں ہے شمع روشن میں
جہان کی سیر حاصل ہے بشر کے خانہ تن میں
کرنگی گر کے بجلی کیا مہ روشن کی خرمن میں

مبارک شیخ کو تسبیح کی لذت ہوای **پرتو**
مزا ملتا ہے ہمکو الفت طفل برہمن میں

ہوے ہیں لال کیوں دندان نا شوخ پرفن میں
ہر اک گل برگ کا ہوتا ہے اک شمع فروزان کا

کہیں یاقوت گر تو نہیں ہیرے کے معدن میں
ترے رخسار رنگیں نے لگا دی آگ گلشن میں

۱۵۳

سر سنگ ابر ترنے چاند کی کیا روشنی دہولی
شب مہ بہی شب تاریک سے بڑہکر ہی ساون مین

دم گریہ نہو کیونکر تصور اوسکے گیسو کا
گہٹا چہائی ہوی رہتی ہی صبح و شام ساون مین

جو جاتی ہی فغان کی اوسکو قاتل سخت جانیون مین
نہین کیون ربط تیری تیغ مین اور میری گردن مین

یہ لاغر ہون کہ کستا ہی گلا ابعصاب سے قاتل
تری تلوار کا ڈورا ہی ہر رگ میری گردن مین

یونہی گر حسرت دیدار مین ہم خاک ہو جائین
غبار اپنا لگیگا اوس پری کے نعل توسن مین

رہا کرتی ہین امیدین عوض حورون کے ای پرتو
نہین کچہہ فرق جنت مین اور اپنے خانہ تن مین

نہین ہی نالۂ مسکین شعلہ رو کے روی روشن مین
ستارے نے بنہ لی ہی مہ کامل کے دامن مین

مین وہ آتش قدم بلبل ہون دم بہر بہی جہان بیٹہا
وہین اک آگ سی لگجاتی ہی شاخ نشیمن مین

الہی خیر اوس بت کے چڑہا ہی منہ نہایت یہہ
رقیب روسیہ کی پڑ گئی ہی روتی روغن مین

نہین ہوتے ہین کیا مفلس بہی قانع وقت مجبوری
اندہیرے کو گوارا کرتے ہین سب قحط روغن مین

سبکدوشون کو دنیا ہی یہان ہر چرب طینت سے
نہین باور تو دیکہو ڈوبتا ہی آب روغن مین

اوٹہا ساقی پیالے آج لطف بادہ نوشی ہے
بہار آئی نسیم جانفزا چلتی ہی گلشن مین

مکین جسمین نہو وہ کاٹ کہاتا ہی مکان پرتو
اوداسی ہے نہین جب سے دل اپنا خانہ تن مین

بڑی آفت کا پتلا تہا وہ بحر حسن چہتین مین
ٹپکتے ہین دل عشاق موتی بن کے لٹکن مین

یہ تیغ ناز سے گلگیر کستی ہی وہ قاتل
تفاوت ہے نہایت شمع مین عاشق کی گردن مین

جلایا اوسنے خرمن کو تو اوسنے اپنے نالہ کو
نہین فرق آہ سوزان مین مری اور برق روشن مین

دل مضطر ہمارا آہ سوزان سے فروزان ہے
لگا دی ہے یہ کسنے آگ اس یار کے معدن مین

مری رونیکی سکر منہ پر ہے پہرکیون وہ ظالم
جو مینہ برساوہین بجلی چمک جاتی ہی ساون مین

دل مضطر مین اپنے کب ہے تصویر اوس پریرو کی
بہنسا ہی چہانک کر طفل حسین یار کے مودن مین

پئے ستار ای وحشت یہ قصہ پاک ہو جائے
گریبان کے لئے جہگڑا ہی میرے دست و گردن مین

حرارت دیدنی ہی سوز فرقت کی معاذ اللہ
کہ برق سے موم بڑہکر ہی نرمی طوق آہن مین

یکہ بہی تو اوسکی طرح ای فتنہ گر ملتا نہین
تجہہ نشان عاشق موی کمر ملتا نہین

اشرف المخلوق کہتے ہین تمام انسان کو
حیف ہی پہر کیون کوئی ہم شیر بشر ملتا نہین

جمع کرتے ہین جو زر منعم تو کیا اس سے حصول
سرد ہی بازار گرد وہ سیمبر ملتا نہین

قتل ہو جائیگا اوس کو چہین رہتا ہی یہ ڈر
ڈہونڈہتے ہین لکہہ کے خط ہم نامہ بر ملتا نہین

آنسوؤن کے ساتہہ آنکہون سے بہے ہین اسقدر
سینہ صد چاک مین لخت جگر ملتا نہین

زخم کاری کی ہوس مین کب سے ہون مشتاق دید
کس لئے چلہ سے وہ تیر نظر ملتا نہین

گر نہ مارا ہی نگاہ شرمگین یار نے — کیون نشان زخمی تیر نظر ملتا نہین

لامکان **پرتو** ہی اوس بت کی اقامت کی جگہہ
لاکہہ عاشق دہونڈہتے پہرتے ہین گہر ملتا نہین

اسکی فرقت مین کہان محشر بپا ہوتا نہین — چاک کس گل کا گریبان ای صبا ہوتا نہین

نام کا منعم کبہی حاجت روا ہوتا نہین — کچہہ تصور سے ترے مطلب ادا ہوتا نہین

پیرہن ہین چاک ہر دیوانہ و فرزانہ کے — اس جنون گہ مین برا چاک قبا ہوتا نہین

جوش مستی مین کئے مستون نے چکنا چور جام — می بہت پینے سے کیا محشر بپا ہوتا نہین

ٹہنڈہی سانسین کیون بہرین جو نام کے عشاق مین — گلشن تصویر مین دخل صبا ہوتا نہین

عاشق ناشاد کو مارا ہی کیون اسنے اگر — تیغ تیرا خندۂ دندان نما ہوتا نہین

عالم حیرت مین ہر پابند ہی آزاد ہے — بلبل تصویر گل کا مبتلا ہوتا نہین

ٹہنڈہی سانسین کم نہین ٹہنڈہی ہوا سے ہجر مین
پرتو دل چاک خواہان صبا ہوتا نہین

فرق ربط زلف و عارض مین ذرا ہوتا نہین — کوی دم بہی چہرہ شبیر سے جدا ہوتا نہین

کب خیال وصل تیرا دلربا ہوتا نہین — کب مری بزم تصور مین مزا ہوتا نہین

عالم حیرت مین ہر فیاض ہی بے فیض ہے — گلشن تصویر ہرگز پر فضا ہوتا نہین

پہیر چرخ تفرقہ انداز تیغ کہکشان
زیر تیغ یار گر میرا گلا ہوتا نہین

ہجر مین اک زہرہ وش کے لب ہین یون محو فغان
ساز سے جسطرح دم بہر سر جدا ہوتا نہین

شوق مردن نے یہان کہینچا تری شمشیر کو
کاہ مین کب جذبۂ آہن ربا ہوتا نہین

سر سرا مین کٹ گیا اسیر ہی مینای شراب
محتسب سے ڈر کے ساقی پارسا ہوتا نہین

کیون ترے باتون نے کہینچا عاشق لاغر کا دل
لعل ای جادو بیان گر کہربا ہوتا نہین

جتنے دانا ہین وہ دیوانے ہین سیرای پری
خطۂ یونان کب وحشت سرا ہوتا نہین

ہی تنگ ظرفون کی قسمت مین یہان حرف سوال
جام کب محفل مین کچکول گدا ہوتا نہین

اوسکی زلفون کے اسیرون کو حیات خضر ہے
طایر جان قید ہستی سے رہا ہوتا نہین

برسے میرے تن کی صورت گیا وہ خوش گلو
دیکہنے ناسازی قسمت سے کیا ہوتا نہین

ہی تصور مین مرے تصویر اوس خورشید کی
مین کبہی منت کش مانی ذرا ہوتا نہین

سر مین میرے ہے جنون موی مژگان صنم
پاون ہی خار مغیلان سے جدا ہوتا نہین

جو ازل سے زشت خو ہین نیکخو ہون کسطرح
بوم کا سایہ کبہی ظل ہما ہوتا نہین

جاکے مسجد مین خدا کو یاد ای **پرتو** کرو
وہ بت نا آشنا گر آشنا ہوتا نہین

نام کے ظالم سے ہرگز کچہہ ضرر ہوتا نہین
شعلۂ رنگ حنا کیا بے شرر ہوتا نہین

کون تیرا عاشق موی کمر ہوتا نہین
تا عدم در پیش یان کسکو سفر ہوتا نہین

کب ترا چہرہ ہویدا پیش نظر ہوتا نہین
بیخبر تیرا کوئی دم بیخبر ہوتا نہین

اوس پری پیکر کے گہر کا ہی پتا کچہ بتا
آدمی کیا وان فرشتونکا گذر ہوتا نہین

پہر کچہون کو اوس سہی قد سے کیون نشو و نما
سرو اس گلزار مین گر بر ثمر ہوتا نہین

کب نہانے مین نہین ہوتی پریشان منہ پہ زلف
مہر کسدن آشنای ابر تر ہوتا نہین

جب لچکتی ہی خرام ناز مین اوسکی کمر
ہر قدم کیا لامکان زیر و زبر ہوتا نہیا

ذرہ نہین گر پر عرق غصہ سے ہی روی صنم
چشمہ خور سے تلاطم کا خطر ہوتا نہین

ہی جنون تیرا زمین سے آسمان تک شور خیز
چاک کب ای مہ گریبان سحر ہوتا نہین

کب تلک **پرتو** رہے یارب گرفتار الم
ہو وصال اپنا کسیکا وصل گر ہوتا نہین

رونے مین یان کب خیال سیمتن ہوتا نہین
حلقہ ماتم کب اوسکی انجمن ہوتا نہین

نسخہ تسخیر کوئی شیخ جی بتلائیے
کیا کرین ہم رام طفل برہمن ہوتا نہین

کیون نہ محفل مین کرے پردہ وہ مجہسے شعلہ رو
شمع کا فانوس کیا یان پیرہن ہوتا نہین

کیا فلوس نجم کو نسبت ہمارے داغ سے
ہجر کی ٹکسال مین اسکا چلن ہوتا نہین

ایک حالت پر نہین رکہتا ہی چرخ مہ کو
دشمن اپنونکا ہی کب چرخ کہن ہوتا نہین

ضعف حد سے بڑھ گیا ہے ہجر ساقی میں یہ کچھ
پرتو لاغر بدن تو بے شکن ہوتا نہیں

کب نگاہ یار سے دل آشنا ہوتا نہیں — کب ہماری جان پر فتنہ بپا ہوتا نہیں

کون ہے جو کشتہ تیغ ادا ہوتا نہیں — بزم میں کب اوسکی اک فتنہ بپا ہوتا نہیں

لاغری کی اوٹ میں کرتا ہوں سیر کوی یار — زیر ران کس دن صبا کا بادپا ہوتا نہیں

قبر پر ٹھوکر لگا جاتا ہے بعد مرگ بھی — یار سے حق محبت کب ادا ہوتا نہیں

زلف سے چھوتا تو کاکل میں پھنسایا تو نے رخ — کب ترے ہاتھوں میں پابند بلا ہوتا نہیں

کیوں نہ کھینچے جذب عشق یار مجھ لاغر کو آہ — کاہکش اپنی ہمدمو کیا کہربا ہوتا نہیں

مر گئے پر بھی رخ دل سوی کوی یار ہے — قبلہ سے رو کش کبھی قبلہ نما ہوتا نہیں

اوسکے کاکل کا یہ کیوں شیدا دل ہمار ہے — زہر شکر بھی اگر ہو تو دوا ہوتا نہیں

بوسے لیتا ہے تصور میں گل رخسار کے — شکل بلبل بیحیا عاشق ترا ہوتا نہیں

جان دیتے ہیں گل اندامو نہ پس پس کر دم — کب ہمارا خون ہم رنگ حنا ہوتا نہیں

زخمی تیغ زبان یار ہوں ورنہ کبھی — یوں دہان زخم سے مطلب ادا ہوتا نہیں

خواب میں بوسے لئے تھے اوسنے کاٹے لب مرے — ورنہ میں ایسا سزاوار سزا ہوتا نہیں

سرخرو تقلید پرتو سے کسی نا کس نہو

دیکھیئے ہر سنگ لعل بے بہا ہوتا نہین

کیون ہمارے داغ تیری دید کے قابل نہین
گلشن بنجارہی یہہ سینہ بیدل نہین

ہجر مین امید ویاس وغم کی کب منزل نہین
ایک آیا اک گیا خالی سرا دل نہین

ای فلک انسان اسیر اوسمین ہین اوسمین ملک
اوس زنخدان کے برابر کا چہ بابل نہین

تہیرتا ہی روزن دیوار جانان مین مدام
کیا مرغ نظر کو دوسری منزل نہین

ای پری مبہوت سا نے تیرے اونکو کیا
اب سلیمان کی قسم کوی یہان عامل نہین

توکریم ای ساقی گلفام میکش ہین گدا
کشتی مے بزم مین کب کاسہ سایل نہین

دور ہے آسیب عشق غیر سے پرتو مدام
دیکھہ لے کیا ہجر تیرا ای پری عامل نہین

خوش چشم ہین جو مجہ سے گریزان تو غم نہین
دیکھو کہ آہوؤن کو کب انسان سے رم نہین

پستون کو دیکھکر کسی بادام چشم کے
کہاتا ہی زہر یہ کہ زمرد مین دم نہین

اخفای راز عشق کا یان تنگ لحاظ سے
روتا ہون زار زار پر آنکہو نمین نم نہین

زلف سیاہ تیرے وہ کالے ہین جان من
سن سنکے جنکے شور کو ناگو مین دم نہین

پیراہن سرور کستری سے جلد آ
قینچی ترے مکان کی قینچی سے کم نہین

دہوتا ہی سیل اشک سے پرتو کا منہ مدام
اک کا زرہ کا ہجر بہی گا ذرہ سے کم نہین

کیفیت جہان کے نظاروں کا غم نہین
مشتاق چشم یار کو تقلید جم نہین

کانٹون مین نکہت گل تر کا قلم نہین
طینت مین ظالمون کی رواج کرم نہین

کب پست ہمتون کو بلا کا ہی سامنا
انسان کی طرح سایہ انسان کو غم نہین

ہی منحصر خیال پہ انسان کا وجود
ہستی ہی مین بشر کے لئے کیا عدم نہین

ایدل ہی دید جان جہان مایہ حیات
گر وہ نہو تو پہر مرے قالب مین دم نہین

کب حسن اور عشق مین ممکن ہی اتفاق
مجہ مین جو ہو وفا ہی تو تجہ مین کرم نہین

پر تو ہے توڑنا دل مظلوم کا غضب
پشت آسمان پیر کی بوجھ خم نہین

ہم رہا کرتے ہین اسواسطے میخانون مین
دور ملتا ہی تری چشم کا پیمانون مین

خوش گلو ایسا ہے وہ کاکل پرخم کی طرح
دل الجھتا ہی ہر اک شخص کا بستانون مین

وہ جو اوٹھتا ہے رقص آتی ہی گھنگرو سے صدا
حشر ہوتا ہی بپا جان نہین جانون مین

حسن مین تیرا اگر کوئی نہین ہی ثانی
ای پری کب مرا ہمسنگ ہے دیوانون مین

دشت حال دل پر دلگیر سے ہی بحر غزل
جلوہ طاوس کا ہوتا ہی بیابانون مین

گل اگر باغ مین ہمرنگ نہین ہی تیرا
میرا ہمشکل نہین خار ہی ویرانون مین

یہہ نہین صفحہ کاغذ پہ صریر خامہ
ہی مگر شیر کی چنگہاڑ نیستانون مین

کیون مرے دل سے نہین ملتی ہین انکہین انکی
ربط ہوتا نہین کیا شیشون مین پیمانون مین

قیس اور ہم جو بہم رہتے تو آباد تہا دشت
شور کیا خوب جنون کا ہو دو دیوانون مین

چمن آتا ہی کسی پیچ سے ای کاکل یار
دل صد چاک کو رکہدون مین ترے شانون مین

گر مکان مین وہ نہین آتے ہین اپنے ای دل
ہم بہی گہر اپنا بنا دینگے بیابانون مین

شمع سے گر رخ جانان کو ہی نسبت پرتو
کیون لگا دون نہ مرے دل کو بہی پروانون مین

ترے دست عشق سے مثل گل یہان چاک کسکی قبا نہین
تری سوز ہجر سے کون ہے جو برنگ شمع جلا نہین

تری ہجر بت فتنہ گر سے دل و ہوش اپنے بجا نہین
وہ صدف ہون جسمین گہر نہین وہ گہر ہون جسمین جلا نہین

یہ نصیب کی ہی برائی بس مجہے کچہہ کسی سے گلا نہین
کہون حال اپنا مین سب او وہ کہے کہ مین نے سنا نہین

یہ وفا ہی تیری جفا نہین تونے جو کیا سو برا نہین
مجہے تجہہ سے کچہہ بہی گلا نہین کہ نصیب اپنا بہلا نہین

دل بوالہوس ہوا خون یان جو نقاب منہ سے ہی وصل مین
کوی تیغ تیز ہی مگر میری جنگجو کی حیا نہین

ترے آگے رنگ رخ چمن مرا ہوش ہو کے نہ رہ سکا
مرا ہوش صورت بوی گل ترے کوچہ مین کبہو رہا نہین

وہی دلمین ہی وہی آنکہہ مین وہی روبرو ہی خدا نہین
رہا کہنے کو وہ جدا مگر کوی دم بہی مجہہ سے جدا نہین

نہو درد دل مین تو کیا مزہ نہو سوز سینہ تو کیا مزا
نہو اشک جاری تو ہجر کا کسیطرح لطف ذرا نہین

مری آہ مین ہے یہ کچہہ اثر کہ جہان کو زیر و زبر کرے
یہہ حجاب کا ترے پاس ہے کہ ابہو منہ اپنے صدا نہین

۱۶۲

کبھی منہ سے نقاب میں کبھی عکس سے تھے حجاب میں
ہیں مقابل ایتو ہزاروں سے ذری آنکھ میں وہ حیا نہیں

کبھی طرار اپنے کرشموں سے کبھی اک ادا میں جلا دیا
تری بزم رقص میں کب ہلا کوئی تازہ فتنہ بپا نہیں

مجھے اک سیر دل میں ہم وہ جدہر پہری ادہر گئی
کوئی اوس سا کعبہ نشاں نہیں کوئی اس سا قبلہ نما نہیں

کسی رشک باغ کے ہجر کی یہ بہار پرتو زار ہے
وہ شجر ہوں جسمیں ثمر نہیں وہ چمن ہوں جسمیں صبا نہیں

حسن بے قبح کبھی روی حسیناں میں نہیں
جز پریشانی کچھہ اوس زلف پریشاں میں نہیں

بال عنقا ہوے تعریف کمر کے باعث
ایدل اب کوئی قلم میرے قلمدان میں نہیں

کر دیا برہنہ وحشت نے مجھے آخر کار
اب کوئی چاک ترے وحشی کے داماں میں نہیں

صرصر ہجر سے کیا سینۂ پرسوز اوجڑا
گل تو کیا خار تلک میرے گلستاں میں نہیں

ڈوب کر آمیں نکلتے نہیں پہر کیوں عشاق
ایک قطرہ بہی ترے چاہ زنخداں میں نہیں

واہ ای غیرت خورشید جہانتاب جمال
کون ہے وہ جو ترے سایۂ احسان میں نہیں

پہر ہے کیونکر وہ پریزاد بغل میں پرتو
یوں جو تسخیر پری قدرت انساں میں نہیں

ضعف ہجراں کا اگر جلوہ اعجاز نہیں
میری فریاد یہ کیوں معرکہ پرداز نہیں

سرگیں چشم صنم سلسلہ جنباں ہے آج
ابر کی شکل ہوں گریاں مگر آواز نہیں

بادشاہی سے مجھے وقت فغاں میں نصیب
کبھی دریا میں ہم سا اشک رواں میں ہوں
دیدہ تر کا یہ دعوی کہ سمندر میں ہوں

زینت بزم طرب عاشق گریان ہی ضرور	لطف کیا راگ کا بیدرد اگر ساز نہین
اس گلستان مین ہوا آزاد لقب کیا اوسکا	وہ جو شمشاد کے مانند سرافراز نہین
ہجر ساقی مین بہلتا ہی اسی جام سے دل	دیدۂ تر کے سوا اب کوی دمساز نہین
آنکہہ لڑتی ہی ہوا زیست کا قصہ فیصل	دور دیکہہ عشق مین انجام سے آغاز نہین
تو نیا قفل لب چشم سخنگو نہوا	کیا یہہ ای رشک مسیحا ترا اعجاز نہین

ہوگئی حسرت دیدار ہی ای **پرتو** دام
ہجر مین طایر جان مایل پرواز نہین

کہلتا نہین کہ دیر مین کون اور حرم مین کون	یاد خدا مین کون ہے عشق صنم مین کون
ہر نیک و بد مین اوس گل رعنا کی ہے ادا	ظلم و جفا مین کون ہی لطف و کرم مین کون
کہتا ہون دیکہہ کر کمر و روی یار کو	ہستی مین کون جلوہ نما ہی عدم مین کون
کیا بات ہی ہماری وفا کی وہ دیکہہ لین	رنج و تعب مین کون ہی مشق ستم مین کون
معشوق بہی وہی وہی عاشق ہے اوبتو	بے پردہ تم مین کون ہے در پردہ ہم مین کون
جنت کی سیر سیر کی لایق ہے دیکہہ لو	مالک کے بس مین کون ہی باغ ارم مین کون
سنبل سے زلف کو وہ ملا کر سناتے ہین	نرگس بتا تو دے ہی فزون پیچ و خم مین کون
پرتو ہی رنگ اوسکا ہر اک رنگ مین جدا	

فخر سلطان زمانہ ہی ترے در کا فقیر
جمع سامان ہوئے بے سروسامانی مین

ساتہ مردون کے کفن کیلئے دینا ہوتا
کچھ اگر عیب نہین جسم کی عریانی مین

رنج دکا کل کا تصور جو ہی فرقت مین مجھے
سحر و شام ہون حیرانی پریشانی مین

کردیا نور نے اوس چاند کے ہر ذرہ کو مہر
کہئے یہ بات کہان تہی مہ کنعانی مین

غم فرقت کی تواضع مین ہے مشغول یہ دل
میزبان جان سے مصروف ہے مہمانی مین

بات وہ موںٹھ چہپا کر جو کیا کرتے ہین
ملگئی آب گہر لعل بدخشانی مین

دہیان اوس زلف سیہ کا جو رہا کرتا ہے
رات فرقت کی گذرتی ہی پریشانی مین

دیکہتے دیکہتے بوسے لئے اون آنکہون کے
گرچہ ہشیار نگہبان ہتے نگہبانی مین

کچھ نہین حاجت پوشاک جوانمردون کو
دم نظر آتا ہے شمشیر کا عریانی مین

رات فرقت کی ستاتی ہی سیہ دیو کی شکل
ای پری بہیج اسے زندان سلیمانی مین

تری ای رشک سکندر جو صفائی دیکہی
دن گذرنے لگے آئینہ کے حیرانی مین

ہے عجب نشۂ ایام جوانی پرتو
خط ساغر کا ہی عالم خط پیشانی مین

کہتا ہون بار بار یہی اضطراب مین
کیا نامہ بر ہوا ہے سوال و جواب مین

گرمی حسن سے ہوین سب مچھلیان کباب
ڈہالی اوس آفتاب نے کیا آفت آب مین

۱۶۵

واعظ شراب خوار لگا ہنسنگے سیخ پر
منہ کھولنا تو کھولیے کچھ جی کے باب مین

بوسہ جو لیلیا ہی خطا اضطراب کی
ورنہ یہہ جرات اور تمھاری جناب مین

یہہ غمکدہ وہ رونق بزم نشاط واہ
آئینگے کیا مرے دل خانہ خراب مین

عاشق کی مرگ و زیست نہین وہ کہ تھے
رعنائیان ہین آپکے لطف و عتاب مین

راحت سے ہجر و وصل مین مطلب نہین مگر
سوتے ہین اسلئے کہ اوسے دیکھین خواب مین

ای چرخ بے ہنر مین یہان صاحب ہنر
کیا کیا ہین انقلاب ترے انقلاب مین

ہر صفحہ ہی مین وصف سراپا ہے یکقلم
تصویر یار ہے فقط اپنی کتاب مین

ہر ہر گھڑی فراق کی محشر سے کم نہین
روز حساب ایک ہان کس حساب مین

عاشق ہون ایک بت کا کہ پرتو گناہ گار
دن رات اپنی جان حزین ہے عذاب مین

ہم بیوفا ہین آپ اگر بیوفا نہین
سچ جھوٹ ہے تو جھوٹ بھی سچ سے جدا نہین

دعوا کبھی خدائی کا ای بت بجا نہین
تیرا کرم ستم ہے ستمگر خدا نہین

سمجھو نہ ان بتون کو خدا یہہ خدا نہین
پر اوسکے نور سے کوی ذرہ جدا نہین

بک بک سے دشمنون کی مجھے ڈر ذرا نہین
گتا جو بھونکتا ہی کبھی کاٹتا نہین

کیون کہہ رہے ہو مفت کہ ہم بیوفا نہین
کیا راستی تمھاری دروغ انتہا نہین

بیٹھے ہوے ہین اوس سے تصور مین رات دن	کہنے کو ہم جدا ہین ولیکن جدا نہین
پہر کیون ہمارے حال سے غافل ہوا اسقدر	گر ادعا ہے تمکو کہ ہم بیوفا نہین
سر عاشقون کے شوق شہادت مین جہک گئے	کیا سایہ تیری تیغ کا ظل ہما نہین
کیون مبتلا ہی اونکی خدائی بتائیے	پردے مین ان بتون کے جو زاہد خدا نہین
ہر دم غریق بحر تفکر ہون اسلئے	مدت ہوی کہ گود مین وہ آشنا نہین
آ جلد لب پہ جان ہے تیرے مریض کی	ای غیرت مسیح تغافل کی جا نہین
خوی سخا ہی عالم حیرت مین نخل ہے	تصویر ہر کریم کی حاجت روا نہین
زاری و آہ سرد نفس سے یگانہ ہون	انسان بغیر آتش و آب و ہوا نہین
کیون دل لگاؤن حور سے واعظ نہ مغز کہا	بتلا تو اسمین حسن نہین یا ادا نہین
آ جلد گود مین شش و پنج سے باز آ	آرام سے دوچار دل مبتلا نہین
قاتل بہار غنچہ پیکان ہے دیدنی	موج نسیم صبح ہی تیری جفا نہین

پرتو بتائے کہ سودا ہے کسکا نام
دل مین اگر محبت زلف د وتا نہین

کب تیرے شاہدان جہان مبتلا نہین	کب گوش گل کو بلبلون کی تیرے ہوا نہین
کب ہاتھ ہے میرے گوش تمنا جدا نہین	کب لب ترے نہین سے بہلا آشنا نہین

کاکل کا تیرے عشق جہانگیر ہو گیا
وہ کونسا ہے دل جو اسیر بلا نہین

کہتا ہون بیخودی مین ہی یارب ملے وہ بت
اسکے سوا اب کوئی التجا نہین

کیا سنبلہ مین اپنا ستارا آے آجکل
اوس زلف کا خیال جو سر سے جدا نہین

فیاض سخت دل کو نہین فیض سے ثمر
لقمہ سے بہرہ ور دہن آسیا نہین

ای بت علاج علت بد کا محال ہے
وہ سخت یہ مرض ہے کہ جسکی دوا نہین

ہمدم ہو نکا مجھ سے ایدل ناداں گلہ مگر
تیرا ہی یہہ قصور ہے میری خطا نہین

ہاتھون مین تیرے رنگ جمائیگا خون مرا
کچھہ یہہ ہی جرات کی ظالم حنا نہین

سر گوشیون سے خنجر کی پامال مین ہوا ہون
اوس بیوفا کو پاس مروت ذرا نہین

پرتو ہمین نوشتہ قسمت سے ہے گلا
کچھہ خط نہ بھیجنے کا کسی سے گلا نہین

ناآشنا کے غم مین کوئی آشنا نہین
پہلو مین دل جو دوست تہا وہ بھی رہا نہین

زلفون سے روی صاف کو اوسکے ہے اتصال
خط ختا ختن کا حلب سے جدا نہین

یہہ کب تلک رہیگا فروغ چراغ حسن
ظالم مرے جلے ہوے دل کو جلا نہین

آپس کی چھیڑ چھاڑ کا ٹوٹے نہ سلسلہ
کیجے جفا ہی تم مین جو خوی وفا نہین

پرتو بتون کے پاس سراسر خدا گواہ

دل توڑنا کسیکا روا ہے خطا نہین

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

ہرگز رواج ورسم تعلّی یہان نہین — دیکہو زمین شعر تہ آسمان نہین

ویرانہ ہے وہی کہ وہ گلرو جہان نہین — یان موسم بہار ہی فصل خزان نہین

جب سے مرے مکان مین وہ نوجوان نہین — دن ہی سوائے ہیر کے کوئی یہان نہین

بنتی ہے زندگی مری اوسکے بناؤ مین — بگڑے تو پہر موافقت جسم وجان نہین

جھیٹا ہونہ سروگلستان کا اشتباہ — کیون مایل خرام وہ سرو روان نہین

دشمن شب وصال کا پیدا ہی اک نہ اک — بانگ خروس ہے جو خروش اذان نہین

قربان تیرے ای سگ جانان بتا تو دے — کس جرم پر قبول مرا استخوان نہین

پتھر پڑے الٰہی ہمارے نصیب پر — سر توڑنے جنون مین بہی وہ آستان نہین

آتش لگادی سوز فراق کمر نے کیا — جلتا ہے بال بال سر مو دہوان نہین

دل واغدار ہکیسی ہے جو درست سے — درکار اس چمن کے لئے باغبان نہین

کوچ مسافران خیال دہان یار — محتاج نالہ وجرس کاروان نہین

آتے ہی اوسکے شکوہ بیداد کیا ہوا — ہم یون ہین اب خموش کہ گویا زبان نہین

کی بات جس سے اوسکو مسخر بنالیا — تعویذ جب ہے یار کا نقش دہان نہین

دیتی ہے آید اسکی خبر اوسکے رفت کی
کہتا ہوں آپ اور نہ سنتا ہوں غیر سے
ظالم سے کم معاون ظالم کی قدر ہے
اپنے ہی منہ کی دید ہے اس گل کی ہجر میں
اوس زرد دامنی سے مشابہ ہے تار تار
کھایا نہیں ہے زخم یار نے اگر

کب در پئے بہار چمن میں خزان نہیں
غیبت کے باب میں مجھے گوش و زبان نہیں
تیغ جفا سے بڑھکے قیمت سنگ فسان نہیں
شوق نظارہ چمن زعفران نہیں
ہو وجہ مجھکو شوق گل زعفران نہیں
پھر کسلئے بدن میں مرا استخوان نہیں

پیر لو ہے آجکل دل عالم دغا سے پُر
جنس وفا جہان ہو وہ کوئی دکان نہیں

ہم قافیہ بر غزل امانت لکھنوی

منہ ہے وہ مہر منور کہ جسے کہتے ہیں
کسطرح بلبل دل میرا نہو پھر گستاخ
نہیں کرتا دل مشتاق کو محروم جواب
روزن منور ہے ای تنگ شکر تہ خانہ
بت بیدرد ہوا مایل درمان جنون
آکے قابو مین نکل ہی گیا وہ ماہ جبین

تل وہ مہ تیرا دلبر کہ جسے کہتے ہیں
رخ ترا ہے وہ گل تر کہ جسے کہتے ہیں
وہ ملا ہمکو پیمبر کہ جسے کہتے ہیں
مجھے غم نے وہ دیا گھر کہ جسے کہتے ہیں
آج لگتے ہیں وہ پتھر کہ جسے کہتے ہیں
بنکے بگڑا وہ مقدر کہ جسے کہتے ہیں

ضعف عشق کمر یار نے موہوم کیا
ہو گیا جسم وہ لاغر کہ جسے کہتے ہین

گلرخون کے غم دوری نے کیا گھٹ باغ
ایسے اوڑہتے ہین ہوا کہ جسے کہتے ہین

کام قاصد کا ادا ہو گیا رفتہ رفتہ
ہی تصور وہ کبوتر کہ جسے کہتے ہین

ہو گیا دیکھتے ہی مست محبت عالم
آنکھہ تیری ہی وہ ساغر کہ جسے کہتے ہین

شیر ہون گربہ صفت تجھہ سے گریزان ہین عدو
چھا گیا ہی وہ مرا ڈر کہ جسے کہتے ہین

آدمی طوق بگردن ہوے اسکے غم مین
ہی یہہ قامت وہ صنوبر کہ جسے کہتے ہین

ایک گلرو نے کیا داغ جدائی سے نہال
دست قدرت مین ہے وہ زر کہ جسے کہتے ہین

مری آہون نے ترے در کا نہ پردہ اولٹا
ایسا سیدہا ہی مقدر کہ جسے کہتے ہین

دیکھلے چرخ تو چکر کے زمین پر گر جاے
ہی وہ اس بخت کا چکر کہ جسے کہتے ہین

زانوی صاف حسینان پہ رہا کرتا ہے
آجکل ہے وہ مرا سر کہ جسے کہتے ہین

صنعت و قدرت خالق کے تماشے دیکھے
چشم بینا ہی وہ ساغر کہ جسے کہتے ہین

اوسکا دربان ہی اب حامل نامہ ہے مرا
ہاتھہ آیا وہ کبوتر کہ جسے کہتے ہین

دونون رخسار سے آئینے سکندر کے دے
ہی یہہ دارا وہ سکندر کہ جسے کہتے ہین

زیست عشاق کمر کوی وبال اے ظالم
چین پاتے ہین وہ مر کر کہ جسے کہتے ہین

ہین جلنگار وہ بیزار عنبلگی کیونکر
اب بپا ہی وہ نرا شر کہ جسے کہتے ہین

ہے کسی گل کا جو ان سست وگریبان مجھ سے — اب ہوں جامہ سے وہ باہر کہ جیسے کہتے ہین

موتی غیرت سے صدف مین ہو جو ناگہ گل کر — دانت تیرے ہین وہ گوہر کہ جیسے کہتے ہین

آشنای یم بیداد بتان ہوں ہمہ تن — بخدا ہوں وہ شناور کہ جیسے کہتے ہین

میرے پہلو سے کنارے جو ہے وہ قلزم حسن — چشم تری وہ سمندر کہ جیسے کہتے ہین

لحد کشتۂ رخسار منور پہ ترے — چاندنی کی ہے وہ چادر کہ جیسے کہتے ہین

اوس پری زاد نے پر کے اوڑایا پر سے — مرغ دلکو وہ ملے پر کہ جیسے کہتے ہین

الامان بال ہر اک اوسکی پلک کا ہے وہ تیر — اور ابرو ہے وہ خنجر کہ جیسے کہتے ہین

دیکھکر جلوہ فزا بارہ دری مین اوسکو
دل پرنو ہے وہ ششدر کہ جیسے کہتے ہین

ہمقافیہ بر غزل داغ دہلوی

الکا ہون مین ہی شعر خوا اضطراب مین — تڑپے ہزار برق نہ آئے جواب مین

سارا منگ خاک ہوے اضطراب مین — بجلی گری ہے خرمن عہد شباب مین

پہلے فلک پہ ماہ کا ثابت ہی گر قیام — کیونکر پھر اوسکا چہرہ ہے دو ہر نقاب مین

ہم مست جام عشق ہین ہشیار محتسب — حرمت کا نام تک نہین اپنی شراب مین

بیت الشرف ہی قول منجم کا مہربان — روشن ہے یہ حساب ترے گھر کے باب مین

خاکا اوڑا لیا ہی سراپای یار کا	بلبل ہمہ بولتا ہون گلستان کے باب مین
کچھہ سدہ نہین موافق ضرب المثل مجھے	جوش جنون کے ڈہنگ ہین فصل شباب مین
سایل ہون ایک بوسہ کا امساک چہوڑ دے	استادگی ہے کسلیے کار ثواب مین
کشتہ ہون بخت خفتہ کا ای شوق پای بوس	ہو خاک اپنی سونے کی اوسکی رکاب مین
بیکل کیا ہی ظالم یکتا کے ہجر نے	سیماب اور مجھہ سے بڑہی اضطراب مین
پہیرا نہین جو گردش ایام نے اوسے	یہ حیص و بیص کیون ہے مرے خط کے جواب مین
سفاکیون سے کرتے ہین وہ ظلم بیشمار	روز حساب تا کہ نہ آئے حساب مین
رعنائیون کا جلوہ نظر آئے آپکی	ملجا ہے قند لطف جو زہر عتاب مین
کر جلد تر نگاہ کرم ای کنارہ کش	پانی ہے تیری چاہ کا چشم پر آب مین
کیون یاد چشم مست مین بہولون نہ آپکو	مدہوشیون کی لہر ہین جام شراب مین
درزی لگا دے میرا دل داغدار بھی	گلکاریان جو چاہیے اونکی نقاب مین

پرتو مصیبتون مین نہون کیون عدوی بت
دشمن کو اپنے حق بہی رکھیگا عذاب مین

ہمقافیہ بر غزل رند لکہنوی

زیست پامال غم عشق کی منظور نہین	اوس سلیمان کو سر مور منظور نہین

ہی کیا دفن کے قابل دہن مور نہین — ناتوانی مری محتاج لب گور نہین

ای صبا دور ہو اوہ گل خندان جب سے — دل مرا خوش نہین شادان نہین مسرور نہین

سو کہہ کر جون گل تر خار ہو سورج کا بہی پہول — جوش ہیجر ای ایام سے کچہہ دور نہین

مجہے دوزخ ہی زمستان مین غضب گہر اپنا — اس پہ سن زینت آغوش بہ وہ دور نہین

نقد جان عاشق بیدل کے خزانے مین رہے — کسی سیر کار محبت کا یہہ دستور نہین

دل ہوا شام سے ہی سرو قدون کے غم مین — صبح تک جان ہی ہوا آزاد تو کچہہ دور نہین

لیجیل ای جوش جنون دشت کو آہو کیطرح — ایک خوش چشم کو صحبت مری منظور نہین

یہہ رہا مر کے ہی مد نظر خوش چشمان — کہ فقط تیر کا تودہ ہی مری گور نہین

گل سے رخسار نے مارا ہی کسیکے یارو — پہول رکہدو کہ کفن طالب کافور نہین

لاکہہ پردون سے تری جلوہ نمائی کی صفت — ذات ستار کی سوگند کہ مستور نہین

اس غزل کی ہین اب داد ملیگی کس سے — میر مرحوم نہین ناسخ مغفور نہین

دیکہو زنہار تکبر نہین آئین کمال — سرکشی نقص ہے کامل جو ہی مغرور نہین

جلوہ اوسکا نظر آیا مجہے اس کثرت کی — یار کا روزن دیوار ہے ناسور نہین

رکن عنصر ہی حسینونکا غرور ای گردون — کونسا ذرہ مہ کامل ہی جو مغرور نہین

صورت باغ مجہے خوف خزان سے کیا ہو — لب خندان نہین پر مین دل مسرور نہین

تکتے تکتے یونہیں آنکھیں ہوئیں یرقو کی سفید
جب سے مد نظر ای مہر ترا نور نہیں

ہمقافیہ بر غزل داغ دہلوی

ترا دوری سے جگر سینے میں دل پہلو میں
ہای ای خانہ برانداز کوی گھر میں نہیں

دل مشتاق شہادت کو ہیں دو دن پھر کیا دم
زور شانے میں نہیں دم ترے خنجر میں نہیں

ہجر نے آ کے یہ مضطرب الحال کیا
چین باہر نہیں آرام مجھے گھر میں نہیں

کیون میسر ہو مجھے ماہ جبینوں کا وصال
وصل کے حرف ہی تحریر مقدر میں نہیں

شوق بیداد کا ہی غلغلہ داد یہ کچھ
شور کاشانہ دل عرصہ محشر میں نہیں

مطمئن خاک ہوں جب سے صورت وعدہ ہے
ہاں گھڑی بھر میں کبھی اور گھڑی بھر میں نہیں

حسن ناکامی تقدیر کے جلوے دیکھو
حلق پر رکھتی ہی دم یار کے خنجر میں نہیں

دل پروانہ یہ دے ہاتھ کے چھلے کا ہی گل
بعض کیون ای شہ خوبان تری دفتر میں نہیں

حشر میں حشر مچائینگے مرے نالہ و آہ
گر کہے وعدے پر آنے کوی محشر میں نہیں

بے ثباتی سے ہو کسطرح یہ قاتل آگاہ
کہ حباب ایک بھی آب دم خنجر میں نہیں

ہر گھڑی بن تصوری ہوا ہی اوسکی
کب وہ آنکھوں میں نہیں دل میں نہیں سر میں نہیں

پھر ہوا نرم مرے نالوں سے کیونکر دابت
موم ہونے کی صفت جب کسی پتھر میں نہیں

ذرہ ذرہ مین چمکتا ہی اوسی مہر کا نور	ای فلک مہ مین نہین ہے وہ کہ اختر مین نہین
خون دل سے غم ساقی مین ہین آنکھین لبریز	دخل کچھ حسن پری کا مرے ساغر مین نہین

نہ پھرون یار کے دروازے سے پرتو مایوس
غم و حسرت سہی شادی جو مقدر مین نہین

ہمقافیہ بر غزل ذوق دہلوی

صبح بہار ہجر شب غم سے کم نہین	کچھ آفتاب دیدۂ پرنم سے کم نہین
کیفیت نظارہ ماتم سے مست ہے	عاشق کو چشم تر قدح جم سے کم نہین
دیوانہ ایک شرم کے پتلے نے کر دیا	دامن ہمارا دامن مریم سے کم نہین
رونے پہ ٹھنڈی سانسون نے آخر لگا دیا	سرما ہی برشگال کے موسم سے کم نہین
فرقت مین ایک مست کے یہ منقلب ہے عیش	پیر مغان ہی خضر رہ غم سے کم نہین
عاشق کی طرح اسکو بھی اچھا نہین ہے چین	درہم کی خو طبیعت درہم سے کم نہین
فرقت مین سیر باغ نے پامال کر دیا	ہر سرو مجھکو قامت آدم سے کم نہین
وہ حور جب نہین تو نہین حور سے غرض	جنت بغیر یار جہنم سے کم نہین
آتی ہی اوس ملیح کے چنگے ہون زخم دل	اوس حسن کا نمک مجھے مرہم سے کم نہین
تشبیہ خاک چاہ زنخدان سے دیجئے	خورشید ایک قطرۂ شبنم سے کم نہین

رلواتی ہے جو اک صنم کعبہ رو کی چاہ | پانی ہماری آنکھ کا زمزم سے کم نہیں

روتی کے لقمہ لقمہ سے کٹتے لگا جگر | فرقت میں تیری مجکو غذا سم سے کم نہیں

سینہ زنی ہی حاصل ارمانِ قتل ہے | ذی الحجہ بیکسوں کو محرم سے کم نہیں

ہوں دشمنوں کے سینے پر اک سل میں ناتوان | اپنے جو ہاتھ دوست کے محرم سے کم نہیں

میخانہ میں ہے فرقت ساقی سے انقلاب | ایدل ہر ایک مغ ہمہ تن غم سے کم نہیں

غم میں ہیں ایک سینے کے سینہ خراشیان | عاشق کے ہاتھ پنجہ ماتم سے کم نہیں

کہتے ہیں شعر ذوق سے پرتو ہمارے شعر | ہم تم سے یار کم نہیں تم ہم سے کم نہیں

ہمقافیہ بر غزل داغ دہلوی

انہیں عیش جمع ہوتے ہیں یار غم بھی ہوتے ہیں | شریک بزم عشرت شامل ماتم بھی ہوتے ہیں

نہیں ہی باعث رنج والم اپنی پریشانی | خوشی یہ ہے شبیہ زلف جانان ہم بھی ہوتے ہیں

ہوں ای جراح مجروح نگاہ شوخ بے پروا | مرے زخم جگر منت کش مرہم بھی ہوتے ہیں

نہیں جاتی وہ دمبازی مزاج یار اب بھی | کیا جب دم نے دیوانہ تو مجھپر دم بھی ہوتے ہیں

گلہ کرتے ہیں کیوں عشاق اسکی بیوفائی کا | کہیں محبوب طینت شاہد عالم بھی ہوتے ہیں

شقایق کہتے ہیں ای غیرت شیرین ترے ہاتھوں | شہید وہ نہیں لعل ملکے داخل ہم بھی ہوتے ہیں

شب وصل اب نہ گھبرا ای چمن آرا پسینے سے | کہ روی گل پہ اکثر قطرہ شبنم بھی ہوتے ہیں

ہوا ای چشمۂ خورشید مین کیا ذکر پانی کا
جہتے کسطرح حسن و عشق کا لگا قیامت ہے
تڑپا ئینگے لب فریاد میرے پاؤن اب حد سے
بہر کا سون نے لی گردش وحشت سے بچایا ہی
کہین ای قبلۂ عاشق طواف کعبہ کے خواہان
جو بخشا آپ ہی حسن روی روشن دیکہکر مجکو
ہون گریان وصل کی گھات جیسے بسر شبنم سے

کہین ساقی تیرا طالب زمزم بہی ہوتے ہین
تمہین ناصح جدا ایسے کہین تو ہم بہی ہوتے ہین
ستم ترہ ترہ کے اونکے دلبر لیتے کم بہی ہوتے ہین
گریبان عاشقون کے دامن مریم بہی ہوتے ہین
ترے شیدا طاق ابروی پرخم بہی ہوتے ہین
صفائی دیکہیے قرآن کے سورۂ دم بہی ہوتے ہین
یہی دست تمنا پنجۂ ماتم بہی ہوتے ہین

صفائی کیا دکہاتی ہے نتیجہ دیکہین ای پرتو
جمال آئینہ رویان پہ حیران ہم بہی ہوتے ہین

ہمقافیہ بر غزل سید ضامن علی صاحب جلال لکہنوی

کب آفت کا دن روز فرقت نہین
کسیکو کسی سے محبت نہین
غنیمت ہے دید و جو شد ریخ
کیا بخیہ بحر نے آپ کے
ہو کیون تصور مین تیر المنگ

مجہے خوف صبح قیامت نہین
کچہہ اس دور مین آدمیت نہین
ہو بندہ مشتاق راحت نہین
خوشی کی ہوس غم کی حسرت نہین
مری وحشت آہو کی وحشت نہین

نہین کب کسی سروقامت کا دہیان	مرے سر پہ کب اک قیامت نہین
سویدا دل مردم چشم سے	کہان یار تیری محبت نہین
گلے کیون نہ منہ پر کرون یار کے	کوئی شکوہ غیبت شکایت نہین
یہہ بیخود عشق مین بار ہا	کہ مرنے کی اب دل مین حسرت نہین
ہی دور قمر کی یہہ خلقت عجب	دل وچشم مہر و مروت نہین
تبسم تکلم ترنم ہین کیا	جو اوس بت کے لب مین کرامت نہین
نئے ظلم ای ترک ایجاد ہون	مرے حال پر کیون عنایت نہین
مری محفل اور شکوہ دوستان	یہان دشمنون کی شکایت نہین
ہلال انگلیون سے دکہایا گیا	کہ اوس ناخن پا کی صورت نہین
نہین کہہ دیا منہہ پہ سایل کے واہ	تری آنکہہ مین کچہہ مروت نہین
نفس سوختہ دل جہان سے رہے	کہ یان دم بہی لینے کی فرصت نہین

ہین پرتو یہہ کج طبع معشوق دہر
کبہی راست گوئی کی عادت نہین

ہمقافیہ بر غزل جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

ای شاہ حسن تیری گلی کا گدا ہون مین	گو فخر تاج صورت بال ہما ہون مین

ہے دعوی حباب حقیقت نما ہون مین
جس سے مری بقا ہے اوسی مین فنا ہون مین

افتادگی بخت سے گر نقش پا ہون مین
اس رہ مین رہروون کی جبین دیکھتا ہون مین

ہرگز نہین ہے جھوٹھ جو سچی زبان ہو
بندہ اگر کہے تو بجا ہے خدا ہون مین

تغییر غم سے روپ ہوا ہے تو فکر کیا
ایدل ہزار بار بگڑ کر بنا ہون مین

جسم و دل و دماغ مین تو ہی سما گیا
ایجان پردہ کھلے گیا دوسرا ہون مین

ہون ساتھ ساتھ صورت نعلین یار کے
جائیگا مجھ سے بچکے کہان خاک پا ہون مین

حیران جو ہون تو رخ ہو پریشان جو ہون تو زلف
دوری مین بھی جدا تری قربت سے کیا ہون مین

کیون بت پرست کفر سے ہوئے ہین متہم
کہتا ہے حسن جلوہ نور خدا ہون مین

ڈوبون نہ کس طرح عرق انفعال مین
مصروف شکوہ ستم آشنا ہون مین

مجھ ناتوان کی خاک سے چھوتے ہین کے پاون
ای شہسوار معدن آہن ربا ہون مین

تشبیہ زلف مشک شب و مار ابر سے
ایجان تیرے سر کی قسم اک بلا ہون مین

الزام بیوفائی تغافل کے ہاتھ ہے
ظالم مرا قصور نہین بیخطا ہون مین

پروانہ چراغ لحد صاعقہ بنے
منظور برق خندہ دندان نما ہون مین

گھر بیٹھے میر یجان وہ لیتے ہین ناز سے
تیغ ادا سنانی ہے تیر قضا ہون مین

تسبیح آپ ہی کو مبارک ہو شیخ جی
بندہ بتون کا دل سے مگر ہو چکا ہون مین

پر لگی نگاہ مہر پری رو کا منتظر
سایہ کی شکل اوسکی گلی مین پڑا ہون مین

ہمقافیہ غزل داغ دہلوی

اک مہر وش کے درد کی لذت چشیدہ ہون
اس میکدہ مین صورت جام آبدیدہ ہون

بیگانون کیطرح بھی بار الم سے خمیدہ ہون
سینے مین درد دل کے لیے آفریدہ ہون

وحشت سہی کہ گوشۂ عزلت مین امن ہے
آہو کیطرح اہل جہان سے رمیدہ ہون

دیوانہ فکر ترک تعلق نے کر دیا
کانٹون سے وحشت کے بھی مین دامن کشیدہ ہون

لچھے کا تیرے جب سے گلوگیر ہے جنون
گردن مین طوق غم ہے گریبان دریدہ ہون

مارا ہی تیری کاکل و شمشیر ناز نے
مین لاش سر بریدہ و افعی گزیدہ ہون

امید وصل سرو قدان سے ہون دور دور
مین نخل خشک یاس کی شاخ بریدہ ہون

عشق بکر مین نام کو اپنا نشان نہین
ہے ہے رخ عدم کا مین زنگ پریدہ ہون

یکسر ہون باز اپنے پرائے کی فکر سے
اے دل گلوی مرغ تعلق بریدہ ہون

کیون مجھکو کوی یاس مین جکڑے ہو مدام
مین نا در امید وہوس نارسیدہ ہون

اس درجہ ہون ضعیف کہ حرکت محال ہے
گویا مین آشیانہ مرغ پریدہ ہون

از خویش رفتگی ہے محبت کی راہ مین
ہیہات اب قبای تحمل دریدہ ہون

فرقتین اپنے گہر کی زمین آسمان ہے
ابر سیہ کبھی کبھی برق طپیدہ ہون

آ ای جوان تیر کے مانند گو دین
خم سے ترے کمان کی صورت خمیدہ ہون

ارمان وصل و حسرت دیدار یار مین
پرتو مین رنج دیدہ مصیبت رسیدہ ہون

ہمقافیہ بر غزل جناب میر تقی مغفور دہلوی کے

اگر وہ پاس رہے دیکہنے کی تاب نہین
رہے جو دور تو مقدور اضطراب نہین

نہین ہے عیب جو منہہ پر ترے حجاب نہین
غدار مہر کو محتاجی نقاب نہین

نہین نہین وہ نہین غصہ نہین عتاب نہین
مگر سوال مرا لایق جواب نہین

فرو فساد ہی جب بانی فساد نہو
جو تیر شراب سے نکلے تو غیر آب نہین

نہ چاندنی مین کرای آفتاب جلسہ ہی
قمر کا آگا تری انجمن کے باب نہین

مری وفا ستم آرا ہو کسطرح محبوب
کہ یکقلم تری بیداد کا حساب نہین

ہر ایک رات ہی فرقتین رات ساون کی
ہمارے دیدۂ تر کو خیال خواب نہین

کیا ہی دور قمر دور شمس کو تو نے
ہے تیر عکس سے رخسار کے شراب نہین

نہین ہے رونق میخانہ تو جو ای ساقی
کب آہ درد سے میکش ترے خراب نہین

بیان تلک ہے وہ خاموش لب جواب سے تنگ
کہ ایک چولی کے گو تجہے کو بہی جواب نہین

کسی دہن کی ثنا مین زبان کھولی ہے ۔ کب اپنی بیت ہر اک فرد انتخاب نہین

اسی یہ زندگی مستعار ہستی سے ۔ ثبات بحر جہان صورت حباب نہین

دو چار اپنے پسینے کے قطرے ٹپکا دے ۔ مری غشی کے لئے حاجت گلاب نہین

فراق ساقی رعنا کا لطف اور ہی ہے ۔ لہو شراب نہین ہے کہ دل کباب نہین

بناؤ خانۂ زنبور کی طرح پر تو

جہان مین کوئی ایسے موذی کا گھر خراب نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

حق نے سیماب دیا ہے دل بیتاب نہین ۔ بیقراری سے بلا کیا جو ہر سیماب نہین

خوب برسات کے امساک نے منہ خشک کیا ۔ آبرو بخش رخ گاو زمین آب نہین

کیون نہ ٹھہرے یہ ترے آتش رخ کے آگے ۔ پارہ دل ہے مرا پارہ سیماب نہین

شبنمی سیلہ نہین یہ ہمہ تن شبنم ہے ۔ کار آمد کسی شب چادر مہتاب نہین

طایر خواب ہمارا یہ اڑا پھرتا ہے ۔ لوگ سرخاب جسے کہتے ہین سرخاب نہین

عالم یار بہ مردم کو نہی سوجھی سے ۔ حسن ہے بحر نہین چشم ہی گرداب نہین

کسقدر واہ اوسے سر کا جھکانا چڑہ ہے ۔ اوس سرافراز کے گھر مین کوئی محراب نہین

بے ترے ای چمن آرای مجھے خون بہار ۔ چشم خونبار ہین یہ جام می ناب نہین

جان لینا تو تم سے دور نہین

مار ڈالو گے صدمے دے دیکر

اسمین کچھ یار کا قصور نہین

زاہدن بند ہین آنکہین یہ ابہی خوابی ہے | اوسکی غفلت مین لگا کر یہی جیسے خواب نہین

ترک دنیا کو نہ آسان سمجہنا پر تو
بے سبب نام جہان عالم اسباب نہین

کون دل ہے جو ترے بس مین گرفتار نہین
کون غنچہ ہے ترے ہاتہہ سے جو خوار نہین

پس دیوار نہین کون ترا دیوانہ
ای پری کسپہ ترا سایۂ دیوار نہین

سر جادے کی ہی تشخیص طبیبون کو غلط
مرض فرقت ساقی ہی یہ آزار نہین

کسکو وہ جلوہ دکہاتا ہی تماشا دیکہین
کون موسی کی طرح طالب دیدار نہین

ترک انصاف ہی دنیا مین جوانمردی ہے
چشم انصاف اگر ہو تو وہ تلوار نہین

درد ہمدرد ہی کوئی نہین ہمدرد مرا
غم ہی غمخوار ہی اپنا کوئی غمخوار نہین

نہ کرے تو جو کرم کون کرم مجہپہ کرے
نہ کرے تو جو مدد کوئی مددگار نہین

کسکو بتلاتا ہی ای زاہد نادان یہ زہد
مغفرت سے کوی محروم گنہ گار نہین

پہوڑ لی رشک سے اوس چشم سیہ کے آنکہین
اور کوئی مرض نرگس بیمار نہین

کسکو بازار جہان مین نہین تیرا سودا
کون سر بیچکے سودے کا خریدار ہوا

تو وہ مطلوب ہے ای جان کہ ہی ہر دلکو عزیز
کون وہ شخص ہے جو تیرا طلبگار نہین

اوس جفا کار کو لیکن ہے وہی بیخبری
کب مری آہ سے عالم مین دہوا دہار نہین

[illegible] داغ دل صبح جو شمع طور نہین [illegible]

[illegible] معنی مین بیان کردہ مضمون جہان مین [illegible]

[illegible]

یار اوسکا ہی نہایت دل نازک پہ مرے	ای وفا کش ہے مجھے محفل مین تری بار نہین
یار کو کان نہین ہین جو سماعت کے لیے	مین بہی خامش ہون کہ گویا لب اظہار نہین

خوب ہے مد نظر اسکے زمانے کا چلن
کوئی پرتو کی طرح اس سے خبردار نہین

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکنوی

ہم بیقرار فرقت آرام جان کے ہین	اٹہے ستم یہہ ای فلک دون کہان کے ہین
سامع کے دل جلے ہوے سوز نہان کے ہین	کیا نالے گرم تر مری سوکہی زبان کے ہین
وہ مہربان کہان کہ نہین پال ہی گود مین	کیا قہر تفرقے ستم آسمان کے ہین
اللہ نے دئے لب ناقوس واہ واہ	ہم آشنا فراق صنم مین فغان کے ہین
ای ہم صفیر و بہولو نہ تم بہتر و رہو ن [?]	برباد ہم نسیم ہواے بتان کے ہین
یہہ ہچکیون کا عاشق گریان کی ہے صبر [?]	کہانسی ہے آشنا جو لب اوس نوجوان کے ہین
سنکر کہا ہجوم غم بیکسی کا حال	کیا خوب آپ ساتہ تو اک کاروان کے ہین
شکوہ تو کیا کہ شکر مین بہی منہ نہ کہولینگے	عاشق ہم ایک فتنہ گر بدگمان کے ہین
مقبول ضبط ہی نہ شکایت پسند ہے	یہہ سارے رنگ ڈہنگ سے امتحان کے ہین
ہر صبح نذیب [?] خوان جو تو نان گرم ہے	گردون کو انتظار یہہ کس میہمان کے ہین

غم آشناؤن سے کہتی ہے یہ روانی اشک
ہوائی خلعت آب روان نہو مین ہون

یہ بار یاس او تھایا کہ وجہ درد ہے یاس
اگر کسیکا کوئی قدر دان نہو مین ہون

وہ میر بر سے قضا را گیا جو دل کی طرح
اجل پکاری کہ آزردہ جان نہو مین ہون

ہلاک غم ہے اک بندہ خدا ہوگا
رقیب مستحق امتحان نہو مین ہون

ہوائے وصل یہ کہہ کہہ کے پیتہ تھوکتی ہے
چل اوسکے گہر مین تو چلنے خان نہو مین ہون

ہی نعم ریش خیالی زاہد بے زہد
ہنسی کو یان چمن زعفران نہو مین ہون

یہ کہتا ہے پس دیوانہ تیر اسنگ ستم
کہ کود کون کو یہ بار گران نہو مین ہون

ہے بہر سرخی عشرت کلام زردی غم
انیس عشق مین یہ لال خان نہو مین ہون

وہ ہوشیاری مین ترسانے مجکو بیگیا بت
شب اسکے خواب مین بولا تپان نہو مین ہون

ضرور خانہ اعدا کی اب خرابی ہے
چل اگے نالہ دل لیکے خان نہو مین ہون

گلون کو کاٹ کے کہتی ہی اسکی خونریزی
گمان باطل چنگیز خان نہو مین ہون

خیال زلف مین کہتی ہے یاد رخ لڑ کر
رئیس خطہ دل کالے خان نہو مین ہون

ہوا جو کہ ام دم یہ تم مین زاہد
گرجان نثار جمال بتان نہو مین ہون

سخن ہے خال سیاہ لب فرنگن کا
خدیو مصر کوئی گورے خان نہو مین ہون

زمین پہ نقش قدم کا ترے یہ دعوا ہے
فلک سے نور فشان چاند خان نہو مین ہون

امید یہ کمر مین یہ یاس کہتی ہے
تو میرے شوق سے اے آسمان میان نہو مین ہون

سنا ہے فلک کی یہ خانہ ویرانی
کہ نا ہیو نکا زمین پر نشان نہو مین ہون

بہت ہی عجز سے کہتا ہے دامن صحرا
جنون مین جیب نقط دہجیان نہو مین ہون

مرے جگانے سے وہ ڈر گیا تو مین نے کہا
تو گہبرا مرے آرام جان نہو مین ہون

نظر ادہر ہی کہ جلا رہا ہون دیر سے یار
یہ تیرا غیر کنارے کمان نہو مین ہون

دلا سا زر کا ہی بازار حسن خوبان مین
کوئی تقصور سود و زیان نہو مین ہون

امید وصل یہ کہتی ہے خیر خواہی سے
تباہ پر تو آشفتہ جان نہو مین ہون

یار اگر آئے تماشائی قمر دکہلا دون
چاندنی رات مین ہی نور سحر دکہلا دون

ہر صدف آب مین شکل دہن ماہی ہو
مین اگر اشک کے شاداب گہر دکہلا دون

چاندنی اپنی لپیٹے ہوے بہاگے مہتاب
چاندنی یار کے کوٹھے کی اگر دکہلا دون

رشک دندان شکن فک صدف ہو جائے
آج اگر یار کے دانتون کے گہر دکہلا دون

ہو دہوان چاندنی گردونیہ یہ مہتاب چلے
آتشین روی پر نیز ادا اگر دکہلا دون

اپنے بیہودہ سمجہنے کا کلیجہ سمجہے
کسی بیدرد کو کیون داغ جگر دکہلا دون

دست بہزاد سے معدوم ہو بس موقلمی
پہر تصویر جو وہ موی کمر دکہلا دون

غیر ممکن کو جو ممکن بھی کرون کیا حاصل | یار بیدرد ہے کیا درد جگر دکھلادون
شوق دیدار میں ہم آئنہ پیرہن ہین | نہو الجھہ ہے کہ شکل ایک نظر دکھلادون
لب جو ہر بھی کہتی ہے صفا آئینہ کی | منہہ پہ ہر ایک کے میں عیب و ہنر دکھلادون
نہیں سکھہ آپ کی کرتی کا بھی راحت چشم | عین زحمت میں بھی آنکھون کو اگر دکھلادون
سخت آہن کی طرح بھی جو وہ بت ہم نہیں بچھہ | نرم ہو جائے طمع سے جو میں زر دکھلادون
رکھکے سر سوئے جو یک شب وہ ہمایون پایہ | اپنے بالش سے ہما کے میں پر دکھلادون
سینۂ یار لب جان ہے کھتا بھی بکار | اس چمن میں بھی شجر سرو کے بر دکھلادون
قطرۂ اشک دل غیرت قمری کا سخن | سرو قدون کی جوانی کا ثمر دکھلادون
اختیار اے دل نادان ترا ترک حبیب | میرا حق ہے یہ کہ میں سود و ضرر دکھلادون
کام کسنا ہی ہے نفع کا لیکن منہہ پر | کہتی ہے بخت کی شوخی کہ ضرر دکھلادون
گرمی بحر رخ و لب میں ہو اقبض طبیب | اپنی بیمار کو تجھے گلقند شکر دکھلادون
پرتو افگن ہے چمن میں وہ گل آتش رنگ | گل میں ہر قطرۂ شبنم کو شرر دکھلادون
دیکھے زاہد جو مرے دیدہ اک بین سے تو | بت کے گھر میں تجھے اللہ کا گھر دکھلادون
ہند میں زخم یہ کرتی ہے تپ موسم کی | مجرموں کو یہیں گرمی سقر دکھلادون
بد ہے عزم سفر کوی پر نزار اے دل | مان لیتا ہی تو نقصان سفر دکھلادون

یک کرامت ہے گناہوں کی ندامت پر تو
خشک ہو ابر کو گر دامن تر دکھلا دوں

کیا دور ہے خدا کہ مسلماں فقیر ہیں
ہم ولیند پر خلق ہیں لیکن حقیر ہیں
اور رستی ہوئی خبر یہ پرے ہے و بولدین
فرہاد طینتی ہی جنہیں عشق میں نصیب
بچوں کی طرح کہیں کھلاتا ہی لوگ کو
ہی آسمان کو بھی مگر شوق گنجفہ
کیونکر نہ رشک ہو مجھے بخت رقیب پر
ہر ہر گھڑی زمین پہ گرے پڑتے ہیں خدا
تیر و کمان سے صاف یہ معلوم ہو گیا
ہی سلطنت نمود سر و پای عاشقان
صغرا علامتین ہین قیامت کی آشکار
ہی احتراق یار کے جو دانو نکا فراق

اگر یہ بادشاہ ہین بندہ وزیر ہین
دار جہان مین صورت نقش حصیر ہین
عاشق جو ہین ترے وہ بلا مین اسیر ہین
وہ غرق چشمہ ہون جو ی شیر ہین
کیا نوجوانیان تری ای چرخ پیر ہین
اوراق انجم و مہ و مہر منیر ہین
گو فتنہ ساز ہین مگر انکے مشیر ہین
کمبخت طفل اشک نہایت شریر ہین
بیداد نوجوان کے مددگار پیر ہین
گرچہ یہ عار افسر فرنگ سریر ہین
کیا حشر خیز غمزہ دور اخیر ہین
ہم ای طبیب طالب ماء الشعیر ہین

جو لوگ جان دیتے ہین پر تو برای نان

وہ ایکدن تنور زمین کے خمیر ہین

دل سرگرم محبت یہ بھی گل سے ہین
گل سے ہاتھون سے وہ جب اپنی چلم بھرتے ہین

طوق منت کا پہنتے نہین رشک شمشاد
اپنے قمری کے گلے پر یہہ چھری دہرتے ہین

عشق مین نفع ہی وہ جسکو بتاتے ہین ضرر
زندگی پاتے ہین جو تیرے لیئے مرتے ہین

ناک پر غصہ ہی یہہ قہر کے پتلے ہین غضب
ہم حسینون کی طبیعت سے بہت ڈرتے ہین

تری فرقت مین بھی ساقی نہین خالی مےکش
خون دل سے قدح عمر رواں بھرتے ہین

کاٹتے ہین یونہی خالی کا مہینا عاشق
کبھی روتے ہین کبھی سرد نفس بھرتے ہین

مانگنے والے کو ملتا ہی فقط صاف جواب
ہاتہ پہیلاتے ہین جو لوگ خطا کرتے ہین

اسی بیرحمی مین یار و کبھی رحم آئیگا
کرنے دیجے انہین بیداد اگر کرتے ہین

تیر کے مانند محبت سے نہین ہم خالی
ای پری شیشۂ دل مین ترا دم بھرتے ہین

کیسی خالی کے مہینے مین گذرتی ہی توبہ
زندگانی کے جو باقی ہین وہ دن بھرتے ہین

خشمگین چشم صنم سے گرد وحشت پر تو
یہہ وہ آہو ہین کہ جو گشت ہوس چرتے ہین

چین جبین ہے گو تجھے یہ تیرے اُلو نہین
مژگان قہر دیدہ مین یہہ گیو کرو نہین

بے یار ہی یہہ سینۂ زخمی اُلو نہین
کاٹتے ہین گیو کرو کے مجھے گیو کرو نہین

کیفیت جدائی ساقی سے خود ہون سیر
درکار مجھکو بیعت دست سبو نہین

سو کہی زمین پہ چلتی ہے کشتی شراب کی
دریا کو آج پیش زمین آبرو نہین

فردہ ہی بیکناری مجروح عشق کو
پشواز کی کناری پہ اوسکی رفو نہین

شیرینی بہار ہے تلخی جان کنی
ہمراہ سیر مین جو مری جان تو نہین

ہر فاختہ ہی کوہکن دبے ستون ہے سرو
جاری ہے جوی شیر روان آب جو نہین

اوس گل کی بیوفائی لڑکپن کی وجہ ہے
کہیلنے کے پیشتر کسی غنچہ مین بو نہین

گلزار مقصد دل ناکام عشق مین
یارب ابہی شگفتہ گل آرزو نہین

ہی میرے دل کا آئینہ بی عکس شوی یار دوست
ورنہ ہر آبگینہ مین تمثال خو نہین

ہی چاندنی کے طرح ہے فرش نظر ہی گم
جب سے مرے مکان مین وہ ماہرو نہین

جس دلمین اضطراب نہین اوسمین تو نہان
پارہ نہین تو آئینہ مین عکس رو نہین

تیرا گناہگار ہون تجھسے ہون شرمسار
شرمندہ غیر کا مین ترے روبرو نہین

ہرشی معاینہ ہی لطافت سے دیکھیے
شیشہ بلور کا ہی کسیکا گلو نہین

دیوانہ ہون مگر مجھے منت نہین پسند
دامن ہے چاک چاک خیال رفو نہین

برق وہ بادہ کش ہون کہ رگ رگ مین ہی شراب
تن مین بط شراب کی صورت لہو نہین

سحر حیا نہیں بت سجدہ آشنا نہیں
پانی میں کوئی سنگ کبھی تیرتا نہیں

جنکو ہے اشتہا نہیں انکو غذا نہیں
جنکو غذا ملی ہے انہیں اشتہا نہیں

کیا بات آسمان او ترے ہے خوان رزق
لیکن خدا کی ذات ہے پر انکا نہیں

گر یاں رخ نہیں ہو تو گریاں لب تو ہوں
شیشوں میں ہے گلاب اگر موتیا نہیں

مطلق نہ ہو خیال نکاح عروس دہر
یہہ فائدہ ہے کہ سحر آشنا نہیں

ہوتی ہے کیمیا کی خود انکی خرد انہیں
اہل خرد کو آرزوئی کیمیا نہیں

ہر آرزوئی مردہ کے تن میں ہے روح یاس
کیا یاد یاس کو عمل سیمیا نہیں

کیا عیب بد ہو نکا اگر ذائقہ کرے
کیا وہ سعید اوج ملاحت ہما نہیں

لانے لگا زمانہ نیا سوانگ ہر گھڑی
اسکے برابر اب کوئی بہروپیا نہیں

ہر آنکھ ہے نگینہ اک چشم صاد حرص
مردم کی آنکھ میں نظر اکتفا نہیں

جوبن پہ ہاتھ رکھا تو اس حور نے کہا
کیا میوۂ بہشت کا ہاتھ آگیا نہیں

خورشید ہے بصورت موجودہ مغربی
مشرق ہزار طرح رکھے تھیرتا نہیں

پرلو کے لیئے ہمیں ایسی خوشامدی
وہ کوئی قصیدہ نہیں و کنور نہیں

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

دیدۂ تر شرر سوز نہان رکھتے ہین | جھلیان ابر کے مانند نہان رکھتے ہین

وہ جو در پر ترے اوس پہ نے محتاج نہین | ہاتھ مین اپنے جو گہوڑے کی عنان رکھتے ہین

کیون نہ نکلے دم تقریر ہوا دبیر عاشق | تیز تر تیغ سے وہ اپنی زبان رکھتے ہین

ہوس قتل مین ہے کیا اثر مقناطیس | جز و تن ہوتی ہے وہ تیغ جہان رکھتے ہین

ای پری نقش قدم پر ہین فدا سایہ کی شکل | جب تلک عاشق شیدا ترے جان رکھتے ہین

جانتے ہین اسے ایجان ترے غم کا سایہ | اسلئے سر پہ ہم آہونکا دہوان رکھتے ہین

خاک پاکی ترے منظور جو ہو سرمۂ چشم | پتلیان ایسی ہم ای یار کہان رکھتے ہین

حسن سامان شکار دل عاشق ہے ادا ہین | تیر نظرون کے ہین ابرو کی کمان رکھتے ہین

زعفران زار ہی عاشق کا رخ زرد نہین | چمن عشق کے گل رنگ خزان رکھتے ہین

ہوش کچھ بال برابر نہین بیہوش ہین وہ | جو کمر پر تری ہستی کا گمان رکھتے ہین

اہل توقیر کی قبح بیان حاجت | حسن قسمت سے حسینونکا دہان رکھتے ہین

جامہ زیبون سے کے جو غم مین ہین روان ای پرتو
یہہ نہین اشک روان ابر روان رکھتے ہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ہم جو دلمین تپش ہجر بتان رکھتے ہین | اضطراب آئینہ کی شکل نہان رکھتے ہین

آزار جسکے غم کا ہی جب تک رہے نہ وہ	ہماری فراق کی دافع دوا نہین
آتا نہ دل کسی پہ تو کون اسکو مارتا	آنکہون کی اس معاملہ مین کچہہ خطا نہین
کتنی دوا اثر مین مجرب رہے مگر	عاشق کے شکوے کی وہ مجرب دوا نہین
تیری دوا کو مین نہ کہونگا ادا کہ یار	اپنے خیال کا کوئی مطلب ادا نہین
یاد آ گیا وہ کان کر لیا جو ہجر مین	ہی تلخ منہ کو غم ہی وہ میٹہا ذرا نہین
حد سے بڑہے نہ عاشق دل آفتہ کی جلن	مرچی لگا کے کان مین مرچی لگا نہین
مرتا ہون جسکے غم مین وہ جب تک ہو طبیب	ممکن کسی طبیب سے اپنی دوا نہین
کب کان مین نہین ہے کرن ہوا کی بہار	اک گلشن ہوس مین نیا گل کہلا نہین
ایدائے بیوفائی سے ہو زیست سے خفا	منہ سے خفا ہے مجہہ پہ وہ جی سے خفا نہین
دکہلا رہی ہے روز تماشے نئی ہوا	درکار بہر سیر مجہے با دیا نہین
اک سیمتن کا غم سبب جوش ضعف ہے	اکسیر ہی سے ملے تو ہماری دوا نہین
ای طفل جوش غنچے چہرے کلین بہودئے	کیا تیتر کہیلنے کو یہ اک جہنجہنا نہین

پرتو وہ آفتاب ہین پرتو اوسکا ہون
ہر چند مجہہ سے دور ہی لیکن جدا نہین

غم جان جہان ہے اور مین ہون	یہہ اک آرام جان ہے اور مین ہون

فلک نے تو وہ حسرت بنایا	تو ای ابرو کمان ہے اور میں ہون
رہے کیونکر نہ جوش ضعف پیری	فراق نوجوان ہے اور میں ہون
عنایت ای سپہر حسن ہمیشہ	جفای آسمان ہے اور میں ہون
نہیں رکہتی مجھے تنہائی تنہا	گمان بدگمان ہے اور میں ہون
مری خلوت سرا یا بے صدا ہے	وصال بیدہان ہے اور میں ہون
نشان کچھہ شغل کا میرے نہ پاؤ	خیال بے نشان ہے اور میں ہون
بتون کی بیدہانی کے تصدق	خدائی کی زبان ہے اور میں ہون
عجب جلسہ ہے میرے گہر میں دن رات	تراغم ہم فغان ہے اور میں ہون

نہو گردون جلال انداز پرتو
وہ ماہ مہربان ہے اور میں ہون

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

کب صبح ہجر غم سے مرا چہرہ فق نہیں	کب خون اشتیاق برنگ شفق نہیں
چشم سفید منتظران بس کہ کھل گئیں	تیری دوا میں یار زرد پیلا ورق نہیں
تعریف تیر ناز کی اوس سے نہو سکے	جسکی زبان خامہ کے مانند شق نہیں
پیشانی اپنی رزق کا اپنے طباق ہے	چودہ طبق میں رزق کا کوئی طبق نہیں

تیری ہوا ہی مہر بدن میں نہیں ہی جان	دل میں تیرے جو اپنی محبت رمق نہیں
بیداد بیحساب کے فریاد سے عتاب	جراٴت معاف آپکے جانب میں حق نہیں
ہی درس خوان روی کتابی جہان تمام	ای یار اس کتاب میں کسکا سبق نہیں
کیا چہو متی تھا میں چاند کے منہ پر ہوائیان	گرمی سے تیرے رشک کے قطرہ عرق نہیں
پہر اور ارتباط کا معنی ہے کیا بتو	تمکو تو ہو جو خلق کو میرا قلق نہیں
ارمان باقیماندہ کا میرے یہہ خون ہے	دامن میں صبح وصل کے رنگ شفق نہیں
روتا ہی انتظار میں اوس چہرے کے ہو	خورشید کا طلوع تو قبل شفق نہیں
روتی ہے صبح و شام ہو میرے حال پر	تیرے برابر اپنا شفیق ای شفق نہیں
تیر نظر کا ہی غلطی سے نشانہ غیر	یہہ میرا حق ہے اسکا کوی مستحق نہیں
غیرت سے چہرہ زرد ہی خجلت سے مہ سفید	منہ کس حسین کا تیری ندامت سے فق نہیں

پرتو کب امن ظلم فلک سے نہیں مجھے
کب ورد قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق نہیں

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

خدا حلال کرے جسکو وہ حرام نہیں	شراب عشق پیو سوچنے کا مقام نہیں
اگر حواس سلامت رہیں حرام نہیں	شراب خوب پیو خوف کا مقام نہیں

مزا چکھا چکی قاتل تری تمکیا شی
ہمارے زخم طلبگار التیام نہین

خدا پہ سونپ دیا اپنے سارے کامون کو
کسی عدو سے مجھے قصد انتقام نہین

محبت امامیہ کہتے ہین آپ کو رفاض
کہ جایز انکی عبادت پس امام نہین

بتو نہین تمہین زیبا خدائی کا دعوی
کہ بام پر خبر حال زیر بام نہین

دغا کا مال سمجھتی ہے خلق مال حلال
کوی حرام ہی اس دور مین حرام نہین

مری کہانی زیادہ ہی الف لیلے سے
ہزار رات ہی بولون تو یہہ تمام نہین

دبال پشت نزاکت کو سرو قد جھکنا
کبھی جدا تری تسلیم اور سلام نہین

یہہ ایک نقطہ کہ ہر انقلاب دوران مین
خیال جام ہی دلکو خیال جام نہین

ہی بیکسی جدائی مین خون حسرت کا
ہی ملک شام سراپا ہماری شام نہین

ہرچند ہی تری شمشیر نازہی ہر دم
دگرنہ کونسی شمشیر کو نیام نہین

مشاذ دل درد کے مقدر کا ہی لکھا پر تو
کسیکے صفحۂ دل پر جو میرا نام نہین

ہمقافیہ بر غزل آتش لکھنوی

تمیز ہو تو جہان فرق کا مقام نہین
گر اصل مین کوئی صاحب نہین غلام نہین

فراق ساقی مین کچھہ جام سے بہی کام نہین
کہ نفع بخش ہیئے ہول جام جام نہین

فدای حور کو باغ جہان سے کام نہین | کہ غیر باغ جنان حور کا مقام نہین
اسیر زلف کو تیر کسی سے کام نہین | کسی کی زلف دوتا مرغ دلکو دام نہین
نہ عین عجز مین کیون سر اٹہاکے دیکہون تجہے | نماز کونسی ہے وہ جسمے قیام نہین
سپاہ حاکم غالب ہے شاہون پر لب | حریف شاہ یہ کیا ترے لب کا غلام نہین
تو خود ہی یار سراپا ہے پیکر خوبی | ترے کلام کی خوبی مین کچھ کلام نہین
خراب کرتے نہین ظالم اپنے مسکن کو | کہ زخم خوردہ خنجر کوئی نیام نہین
کیا ہے جاہلون نے بیع بالوفا کا خون | کرایہ خانہ مرہون کا حرام نہین
ہین خاکسار مقصر ہوا رفعت سے | زمین پہ بام کا سایہ پڑا تو بام نہین
جدہر کو رخ کیا اوس سمت والے شاد ہوے | زمانے کا ہی چلن انکا خرام نہین
خدائی کا تجہے زعم اے بت اس تلون پر | خدا کا کام کوئی ایسا بے قیام نہین
خیال کب سے پکاتا ہون وصل دلبر کا | مگر نصیب سے پختہ خیال خام نہین
نہین ہین لایق تکریم نام کے زاہد | کہ مقتدا انکی تسبیح کا امام نہین
رکہون نہ آنکہون مین کسطرح تجہہ سی پتلی کو | سوای انکہہ کوئی پتلی کا مقام نہین
پناہ بخش ستمگر ازل سے بے سر تھے | مثال حلق بریدہ محبت نیام نہین

ہمین کو خارج فرد اوسنے کر دیا پرتو

بس ایک لایق دفتر ہمارا نام نہین

قلیان کشتی ہماری کرامت سے کم نہین
اک دم مین بولے گو کہ پسیے ہین قدم نہین

اور بہنے لگے ہوا مین مری آہ گرم کی
اوراق چرخ کاغذ بادی سے کم نہین

خاکا ہی حورعین گلستان خلد کا
اس صفحہ زمین پہ وہ نقش قدم نہین

ای آسمان پہ سیر تری ہی نظر لگی
مدت سے اک جوان کی نگاہ کرم نہین

کیا دور کی ہے بات کہ تسکین ہی اسقدر
دلدار اپنے پاس نہین ہی تو غم نہین

جب سے اسیر عشق خط و خال یار ہون
چہوتا بلا سے حاجت دام و درم نہین

چہوتا ہی دم اگر نہین ہوتا تو موت تہی
ہی جان میری تن مین کسیکا یہہ دم نہین

ماضی کا حال مد نظر ہو تو دیکہہ لین
بیت الحرام کیا کبہی بیت الصنم نہین

جب سے نہین ہے کوی گل اندام گود مین
اوسکی طرح سے قوت شم مکتلم نہین

پیرلو لکہو یہہ خط مین اونہین لکھتی ہی بس
تم خود یہان بسے ہین وہان جب سے ہم نہین

تری دوری سے بیقرار ہون مین
دل سے بیزار ای نگار ہون مین

جلد آجلد آ ستم آرا
مردم چشم انتظار ہون مین

دیدہ و دل کے فیض سے ہردم
بیقرار اور اشکبار ہون مین

ناقبول پری عذاران ہون	وای قسمت کہ نابکار ہون مین
جس کہا زلف سے تیری	خود ہی اس دام کا شکار ہون مین
ہی سیران مین ریاض دلکی بہار	داغداری سے لالہ زار ہون مین
گو کہ نا امیدگی غم سے ہون خار	گلعذارون کو پر ہی یار ہون مین
کوئی بوسہ لیا تو کیجے معاف	آج بے اختیار یار ہون مین
رونق خانہ باغ مجھ سے بڑہا	دلوانکھون سے اشکبار ہون مین
ہر حسین دفن ہوکے کہتا ہے	مردم دیدۂ مزار ہون مین
تو نہین جب تو ہے تری تصویر	تجھ سے ہر حال مین دوچار ہون مین
ترے دل مین ضرور ہون ای بت	وہ جو پتھر ہے تو شرار ہون مین
تا بہار ریاض رنگ مراد	وہ گل اندام ہے ہزار ہون مین
لازم ناز حسن عشق و نیاز	ترے انداز پر نثار ہون مین
بیغرض لوگ نے جو پایا ہے	جانتے ہین کہ مالدار ہون مین
مجھ سا ناچیز اور فخر کمال	بسکہ رنگ افتخار ہون مین

کہین پرتو مجھے قیام نہین
کیا سراپا کسیکا پیار ہون مین

دلکو تاب فراق یار نہین
مطمئن تن مین جان زار نہین

جب سے آغوش مین وہ یار نہین
دل بیتاب کو قرار نہین

کب مرے دل پہ اسکا بار نہین
کہ تری انجمن مین بار نہین

دلپہ ہم خود ہی ظلم کرینگے
احتیاج ستم شعار نہین

دل کسی شوخ کا ہوا کیونکر
کہ ہمارا یہہ نا بکار نہین

موت سر پر کھڑی ہے اے غافل
زندگانی کا اعتبار نہین

کسطرح یار پر ہو بس میرا
دلپہ جس وقت اختیار نہین

خود ہی ننگ وجود خویش ہون مین
مجھے مطلق کسی سے عار نہین

زندگی مستعار ہو جسکی
کچھ رعایت سے اوسکو عار نہین

عرض مطلب پہ اوسنے چڑکے کہا
ایک دو تین چار بار نہین

پھر جو بوسہ طلب کیا تو کہا
اجی اکبار بار بار نہین

میکشون کو سرور نشہ ہے
لیکن اندیشۂ خمار نہین

دور مین صبر و تاب و ضبط و شکیب
تو جو نزدیک اے نگار نہین

خار غم سے ہی دل مرا جنگل
اس چمن مین جو گلعذار نہین

سیر کو آئے کسطرح وہ گل
کہ دل زار لالہ زار نہین

غیر حال مزاج پرتو سے
تو جو دودن سے ہمکنار نہین

ترے چہرے کو ماہ کیا بولون ہان مگر مہر پر ضیا بولون
بیوفا دل کی داستان نہ پوچھ میری طوطا کہانی کیا بولون
کوی سنتا نہین مرا دکھڑا کس سے قسمت کا ماجرا بولون
مرکب یکہ تاز حسن کو مین برق بولون کہ بادپا بولون
کوی ناخوش ہو یا کوی خوش ہو مین تو حق حق صفا صفا بولون
آشنای غرض ہین اپنے پرائے یا خدا اسکو باوفا بولون
جتنے بت ہین وہ سخت باطن ہین سخت وسست اسے اور کیا بولون
مجھے منظور ہے تری تعریف تو برا ہی کرے بھلا بولون
قتل گہ مین ہر ایک رگڑے پر حبذا بولون مرحبا بولون
آجکل بندگی شیطان ہے کسکو مین بندۂ خدا بولون

آبرو بیچتے ہین جو پرتو
ایسے لوگون کو بیحیا بولون

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ایجاد کوی عیب ترے جسم پر نہین | اوسکو نظر نہین ہے جو بولے کمر نہین

کیفیت شراب مین نشہ اگر نہین | پہر کیون غریب کی امرا کو خبر نہین

کیا مالدار بادہ کشی مین بشر نہین | کیا بات ہے کہ پر زمین سرد تر زر نہین

اوجہل کسی نظر سے ہے وہ میری نظر نہین | تار نظر کوی ترا موی کمر نہین

حیوان ہے وہ شخص جو تجکو پری کہے | انسان کے تمام سراپا مین پر نہین

ظالم یہہ اتفاق ہے ہمجنس کو کہان | آب سپر موافق آب تبر نہین

بیمار سرد مہری اصنام ہون طبیب | نسخہ مین کیون دوائین گرم و تر نہین

بوسے لب نگار کے سینہ نہ چہو سکا | گل پانے کا ابہی کوی اچہا ثمر نہین

ہے سیم رو سفید تو زر زرد روی صاف | یہہ دو نو منفعل ہین مگر سیم و زر نہین

خواہان نہین مین صندلی رنگون کا دوستو | صندل کی احتیاج نہین درد سر نہین

مین تیرہ بخت ہون شب گیسو کا مبتلا | سورج نکلنے سے مری شب کی سحر نہین

مانند مہر چرخ وہ پہر ہو طلوع | محتاج مہر کچہ شب غم کی سحر نہین

ہے داغ ہجر نقطہ زاید نگاہ مین | اوس حور کے بغیر سقر ہے سفر نہین

ہر سو نگاہ وحشی لب ہاے یار ہین | نی کوی نیستان مین بجز نیشکر نہین

رگ رگ مین ہین بتون کی فقط فتنہ و فساد | یہہ سنگ تازہ تر ہین کہ شر ہی شرر نہین

اوس بت کو جو زرد ہوئین جلنے کے عوض	پارس کا سنگ ہے وہ اسی سے شرر نہین
گرمیٔ عشق آتش طبعی کو ہو سکے	گو سنگ ہے حجر مگر اوس مین شرر نہین
کیون بکلی ہی صبح شب وصل مین تجھے	ہی گو سحر مگر رمضان کی سحر نہین
تشبیہ چشم و گوش سے تیری جو مین نے دی	تا حال چشم و گوش چمن کور و کر نہین
مین تفتہ دل ہون مہر تو وہ سرد مہر ماہ	اپنے جہان مین دورۂ مہر و قمر نہین
کو تمہے پہ جب سے وہ مہ ہیمہری طلوع	خورشید روز مین نہین شب مین قمر نہین
کیون مست اسکی دید مین نا دیدے ہو گئے	لبریز خمر جام تہی قسم نہین
کیا آبروی حسن نے گوہر بنا دئے	عارض کے چہالے یار اگرچہ گہر نہین
کیون جا دون محبت اصنام ہند کو	دل خانۂ خدا ہے کسی بت کا گہر نہین
زردی غم سفیدیٔ خجلت سے کیا غرض	اہل خرد کو آرزوی سیم و زر نہین
ہی رنگ زرد چشم سفید انتظار مین	ای سیمبر مین کیا ہمہ تن سیم و زر نہین

پرتو ی زندگی سے نظارا حضور کا
رشتہ حیات سے تار نظر نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

عرض مطلب کچھ ای حضور نہین	یہ مجال آپ کے حضور نہین

جسم میں دم ہی آنکھ میں پتلی
یار نزدیک تر ہے دور نہیں

زاہدو کل کو مر کے پاؤ گے
آج کسکو وصال حور نہیں

زیب انسان نہیں ہی شیطانی
شیوہ آدمی غرور نہیں

ناز کی قدر کو گہتاتی ہے
کانچ ہمقیمت بلور نہیں

میرا سینہ ہے غیرت سینا
داغ دل کب چراغ طور نہیں

حشر مردہ جی اوٹھیں دیکھیں
میری فریاد گو کہ صور نہیں

دیکھنے کی طرح سے دیکھیں تو
کسکی آنکھوں میں تیرا نور نہیں

ہر سحر نان گرم ہے تیار
نہ کہو آسمان تنور نہیں

بس نہ ناسخ نہ بول پرتو کو
شاعری کا تجھے شعور نہیں

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

دل کو کب درد کی تلاش نہیں
فارغ الحال بدمعاش نہیں

غم رنج میں ہے اشک کا چہرکاؤ
کب مرا دل گلاب پاش نہیں

جانتا ہوں میں دل تراش اسکو
یار تیرا اکدو تراش نہیں

فقط احباب کی عنایت ہے
ورنہ ارمان شاد باش نہیں

بارِ غم سے ہین ہڈیان مری چور
کون سا جوڑ ہاں پاش پاش نہین

بود سے ایسی خوب ہے نابود
دل مین جو تیری بود و باش نہین

عشق کو راز کسطرح بولون
راز اوسکو کہے جو فاش نہین

بہرا ہے کیون خبر نہین اپنی
سونے والے کا تن جو لاش نہین

کچھ تو منہ سے جواب دے وہ بت
ہان نہ بولے تو بولے کاش نہین

جسم روشن پہ ہر لباس ہے تاش
آپکو احتیاج تاش نہین

بھیجا ہے طعام کتا ہے
آبرو ہو تو نعمت آش نہین

خون غم سے غلیظ ہے پرتو
بے سبب جسم مین خراش نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

روح پر نفس اگر سوار نہین
دل کے آئینے مین غبار نہین

معتبر کسطرح ہون فعل اوسکے
جسکے قولون کا اعتبار نہین

وصل مین ہجر کا ہے اندیشہ
کب طبیعت مین انتشار نہین

دل مین گلزار یاس پھولا ہے
خلش خار انتظار نہین

گرمیان کیون لب صنم نہ کرین
کہ کوئی لعل بے شرار نہین

تم جو چاہو کرو مرے حق مین | کون بولا کہ اختیار نہین
کیون نہ حاصل ہو پھر سبکدوشی | کوئی مجھ سے تو زیر بار نہین
زلف کا ہم خیال باندہینگے | شب فرقت جو ایسی تار نہین
دستگر ہی رکہتا ہے دو زبان | کیا سراپا وہ ذو الفقار نہین
غم سے اعضا دہک رہے ہین تمام | ای طبیبو مجھے بخار نہین
روزمرہ کے کہانے پینے مین | جز الم کوئی چیز حار نہین
تیرے آگے جبین نہین گستاخ | گل کے منہ مین زبان خار نہین
سانپ کو مارتے اگر دیکہا | عاشق زلف بولا مار نہین
دونو زلفین ہین اسکی دور اتین | روز جمعہ ہے روی یار نہین
مجھے تیلیگراف سے کیا کام | تار برقی نظر کے تار نہین
کیون دکہاتا ہے ای فلک ہر صبح | آفتاب آفتاب یار نہین
حرص محتاج کرتی ہے ورنہ | کون الفلو مالدار نہین
نہ طبیبون کو امتیاز رہا | کیا یہ تبخیر ہی بخار نہین
کیا غرض ہے بہار عالم سے | باغ مقصد مین جب بہار نہین

انہین رستون سے دل مین وہ آیا

چشم پر نم بہی رہگذار نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

جو کہ سم ہجر مین ہلاک نہین
اوسے لطف وصال خاک نہین

کیون دل اکسیہ کو ہلاک نہین
کیا عناصر مین رکن خاک نہین

ہے قصور امتیاز کا ورنہ
کوئی ناپاک چیز پاک نہین

ہاتھ دہویا ہے تجھ سے اے دل زار
کیا ابہی تیرا قصہ پاک نہین

شایقون پر جنون سوار ہے کیون
کون گاڑی ہے جسکو چاک نہین

کیون یہہ دست جنون نہین پہنچا
کیون شب غمکا جیب چاک نہین

خاکساری ہے کیمیاے عظیم
کوئی اکسیر غیر خاک نہین

خاک سے احتراز جنکو ہے
شاید اونکے بدن مین خاک نہین

تیغون درمیان ہے شپالی
آجکل کچھ ضرور ڈاک نہین

بے محابا چڑہاؤ بادہ عشق
یہہ وہ مے ہے کہ جسمین ڈاک نہین

تیرا دیوانہ ہے یہہ گہر کا گہر
کونسے در کا سینہ چاک نہین

وصل کی آرزو ہے مرغ اسیر
چاک دل کیا قفس کا چاک نہین

پہول پہنچے کے سوکہے غیرت سے
تیرے آگے چمن کو ناک نہین

۲۱۳

تیرے آگے مجال خودبینی	آئینہ صورتون کو ناک نہین
ہستی آئینے ہین حیرمین آنکہہ	کون شی ہے جو ہولناک نہین

زلف شبگون ہے خوشنما پر تو
یہہ شب تیرہ ہولناک نہین

مست الفت ہون شوق تاک نہین	مگر ایسا کہ تیری تاب نہین
ترے داغی ہین کیا مقابل ہون	لالہ رویون کے منہہ پہ ناک نہین
ایسے بیباک ہین دغا پیشہ	لوگ کا ڈر خدا کا باک نہین
کیون نہ بخوف اٹھائین وصل کے لطف	تجھے کہٹکا تو مجکو دہاک نہین
ایسا اونکا مزاج سادہ ہے	کوئی تارا نہین تپاک نہین
وصل ساقی کو ہے جونا منظور	شیشے کو بہی غرور کاک نہین
غصہ کر کر وہ کینہ رکہتے ہین	قی ہوے پر بہی سینہ پاک نہین
ایسا پابند وقت ہون لوگو	گہر مین کس جاے پر کلاک نہین

آدمی ہو نہین اسلیے پر تو
غیر گندم کوئی خوراک نہین

دیکہے جو چہلیان تری موتی کی کان ہین	چہلی ہر ایک سیپ ہو موتی کے کان مین

۲۱۵

غصہ مین بہر گیا وہ پری تو بلا ہوا
ہیبت کے مارے جان نہین میری جان مین

تشریف لاؤ شوق سے میرے مکان کو
قابو اگر نہین ہے تمہارے مکان مین

تم مہر ہو تو حشر تلک بام پر نہ آؤ
ہو جائیگی وگرنہ قیامت جہان مین

کس دہن مین مجہ سے پوچہتے ہین یہ کلام دوست
رہتے ہو ایسا دہند تم اب کسکے دہیان مین

کیا بات ہے کہ ہین لب رنگین سفید تر
کیا آئینہ نہین ہے کوی پاندان مین

پتہر پہ دانت گہسنے کبہو کسہ دو بتو
ہوتے ہین کند آلے بہت تیز سان مین

کس شی کو لوگ باندہ بتانینگے اگے پہر
کہتے ہین گر سنپولیا ہے اوسکی ران مین

جب اوسنے التفات سے جہپر نگاہ کی
لوگون مین اپنی آن تہی ایک آن مین

لوگ اوسکے ہونگے یون مری جانب سے بدگمان
پرتو نہ تہی یہ بات بہی اپنے گمان مین

تجہے معصوم مہ لقا دیکہون
ہوش کر آنکہہ ہون ہے کیا دیکہون

چاہتا ہون کہ دل لگا دیکہون
زندگانی کا ذایقہ دیکہون

جبین آتا ہے متقی کو ذرا
زرد کہا کر تو اتقا دیکہون

ای پری رو دکہا رخ زیبا
کب تلک صورت بلا دیکہون

آرزو ہے کہ صورت دل زار
تجہے پہلو مین دلربا دیکہون

حق تو کچھ بھی نہین بتون کی طرف
بھلا محشر کا فیصلا دیکھون

اوس قمروش کو لانے تیتے ہین
مہربانون کا حوصلا دیکھون

آنکھ وہ پاون ذرے ذرے ہین
جلوہ قدرت خدا دیکھون

دل کے آئینے مین صفا کے سبب
منہہ ترا جان من سدا دیکھون

آج جی چاہتا ہے ای پیرو
اپنے بے مہر کو ذرا دیکھون

نور ای گردون کہان اوس پری روکا چاند مین
روبرو سورج کے چمکی ہی یہ جلوا چاند مین

ہو تو ہونے ہین نہین بچتا کوی بالانشین
جا ہوے منہہ کی ترے بیٹھی ہی پتہ پیا چاند مین

چاند سورج ہین ترے اک جا مگر ہین پر ضیا
مہر کی قربت مین ہے یان نور کیسا چاند مین

رفتہ رفتہ فرقت جانان مین چمکا داغ دل
مہر سے دوری ہوی تو نور آیا چاند مین

کیا بتاؤن سب یہ روشن ہی زمانہ کا اتفاق
ہر مہینے مین رہا کرتا ہی جھگڑا چاند مین

سوچ ہی مجھکو بہت تشبیہ دینے کیلئے
گال تیرے صاف ہین ثابت ہے دھبا چاند مین

دیکھکر بولے نجومی خال پر نور عذار
آگیا کیا چال چل کر ستارا چاند مین

اوس ہلال ابرو کو بے دیکھے نمانون دید کی
شرط ای ہمچشم رویت ہے سراپا چاند مین

دونو آنکھین ہین گواہ رویت ابروی یار
دو گواہون کی ضرورت ہی ہر اک جا چاند مین

چاند نی اپنی بچھا رکھتا ہے رستوں پر تمام
صاف اک فراش کا پرتو ہی جلوا چاند مین

ہای وہ گل جو گیا چھوڑ کے تنہا مجھکو
ہوگیا دل مرے آغوش مین کانٹا مجھکو

تھا جو طفلی سے کسی شوخ کا سودا مجھکو
دأی کا گود ہوا دامن صحرا مجھکو

عشق کے باب مین کیا کچھ نہ کہا تھا اے دل
سامنا اب جو بلا کا ہی تجھے تھا مجھکو

شاخ گل ہجر مین اوسکے نہین جا بجا ہے کم
ہوگیا غنچہ ہر اک تیغ تمنا مجھکو

قتل کرتا ہی کسی مست کی رفتار کی شکل
ساقیا ہجر مین دوری مینا مجھکو

چل نہین سکتے نزاکت سے وہ اور ضعف سے مین
ناتوانی نے مقابل کیا اونکا مجھکو

کیا نہ مرجاتا خوشی سے مین شب وصل صنم
موت سے دہشت ہجران نے بچایا مجھکو

عشق اوس رشک کا جنون ہوگیا رفتہ رفتہ
خواہش گل نے کیا عازم صحرا مجھکو

دوستی ہے یہی کہتے ہین رفاقت اسکو
ایک لحظہ نہ رکھا درد نے تنہا مجھکو

لاغر ایسا ہون کہ آتا نہین سایہ بھی نظر
دیکھیئے ہای کیا ضعف نے تنہا مجھکو

مرگیا مین جو گیا یار مرے پہلو سے
ہوگیا شمع لحد صبح کا تارا مجھکو

الجنون ہوگئی زنجیر طلائی اپنی
ہی بجا کہیئے جو اکسیر کا پتلا مجھکو

یاد دلوا کے شب وصل کی بادہ نوشی
خون رولاتا ہی رہا ساغر صہبا مجھکو

سنگ لگتی ہین مرے جسم پہ انگور ہوے — دیدۂ مست صنم کا جو ہی سودا مجھکو

ضعف ہے اسقدر مین کا ہوے مژگان ہر کر — چشم گریان ہے ہر اک آبلہ پا مجھکو

آج جو بہہ لئے دیدۂ شیرین لب کے — یا میسر ہوا بادام کا حلوا مجھکو

ہی تصور مین کسیکا لب نگین ہر دم — لامکان کا نظر آتا ہے تماشا مجھکو

آج مہمان ہون اک مہر لقا کا پرتو
عید کا چاند ہے روتی کا کنارا مجھکو

ہجر مین دشت سمجھتا ہون مین مےخانیکو — زہر ہوا اثر درنہ کیون بادہ کو پیمانیکو

عہد طفلی سے بیابان مین رہا کرتا ہے — دشت ہے دامن مادر ترے دیوانیکو

یہہ نہین ہوتا کسی کے دہا تنگ سمجھانے — آشنایون تو بہت ملتے ہین سمجھانیکو

دیکھکر مجھکو رکہا آئینہ حایل اوسنے — حیلہ کیا خوب نکالا مرے ترسانیکو

بیدہڑک جاتا ہون اوس شمع تجلی کے قریب — خوف جلجانیکا ہوتا نہین پروانیکو

یہہ یقین ہے کہ اوسے رحم تو آئیگا ضرور — ہمد موسنلے اگر وہ مرے افسانیکو

اوس ستمگر سے کبھی بوسے کی امید نہین — بخل کرتا ہی جو خود چہرے کے دکہلانیکو

لیکے دل یار نے پہلو سے مرے پہلو مین غضب — خوب آیا دکیا آپ نے ویرانیکو

نکیا زلف کے سودے نے سر موز نجیر — دشت دکہلاتی ہی وحشت ترے دیوانیکو

یاں ہر اک کام مین ہشیار ہی اپنے پرتو
اک سمجھتا ہون مین دیوانیکو فرزانیکو

لطف بادہ کشی مقرر ہو	ہاتھہ مین جام بر مین دلبر ہو
کوی ہمسر تمہارا کیونکر ہو	غیرت ماہ و حور پیکر ہو
تیرے عارض کے کب برابر ہو	گل ہو سورج ہو ماہ انور ہو
کوچۂ یار مین تو پہنچا دو	حضرت عشق تم ہی رہبر ہو
مین ہی وہ سخت جان ہون ای قاتل	موم گردن پہ تیرا خنجر ہو
تری قامت سے کچھہ نہین نسبت	سرو شمشاد یا صنوبر ہو
لب جانان سے گر لگے ساقی	ابھی یاقوت کا یہ ساغر ہو
کب سے ہے آرزوی پابوسی	نقش پا ہو ترا مرا سر ہو
دور بین سے نہین تصور کم	دور ہو گرچہ پاس دلبر ہو
جان تن سے جدا بھی ہو جاے	پر نہ دم بھر جدا وہ دلبر ہو

کون پھر جاے گھر کو ای پرتو
اوسکی چوکھٹ ہو گر مرا سر ہو

تھا نہ یا خدا یہ دل بیقرار ہو	گر پاس وہ ہو تو غم ہجر یار ہو

گرای صدف مقابل دندان یار ہو
کافور دم مین آب دُرِشاہوار ہو

وہ گلعذار ہی نہین کیا کام اس سے ہم
گلشن ہو دشت ہو کہ خزان ہو بہار ہو

یارا اونہ ہیگا گرمی برق جمال سے
آئینہ گر مقابل رخسار یار ہو

گر دیکھہ پائے جوشش گریہ مری کبھی
خجلت سے خشک دامن ابر بہار ہو

یہہ بھی تو اک نزاکت ساقی کی ہے دلیل
شیشہ تو درکنار جو ساغر بھی بار ہو

کشتہ ہون ایک سیم بدن کے فراق کا
اکسیر کسطرح نہ یہہ مشت غبار ہو

پھر شکوۂ طپش نہ ہیگا ذرا اگر
قابو مین اپنے اپنا دل بیقرار ہو

ٹکڑے ہون حاسدون کے جگر بات بات پر
وصف نگاہ یار کا مضمون کٹار ہو

لکھتا ہون وصف ابرو و مژگان یار کا
کسطرح پھر نہ طایر مضمون شکار ہو

دکھلائے اوسکو صفحہ نامہ بہار باغ
قاصد رقم جو حال دل داغدار ہو

پرتو اگر سنے غزل گرم آپ کی
حاسد کو خود بخار ہے دل کا بخار ہو

بت ہرجائی کا ایدل تو خریدار نہو
یہہ مرا راز نہان ہان سر بازار نہو

جھلکیان یون جو دکھاتا ہی چمک کر ہر روز
پھر ای ماہ ترا روزن دیوار نہو

کیا کرین دیدہ بیدار کو لیکر یارب
اپنی قسمت مین اگر طالع بیدار نہو

مجھکو ای چرخ شب وعدہ گمان ہوتا ہے
اسقدر مست ہین ہم بسکہ گمان ہوتا ہے
کیجیے عرض تمنا یہ سمجھکر اے دل
غیر ممکن ہے مگر گرمیٔ ہجر انکا علاج
پھر بھی کیون رشتۂ زنار گلے مین ہوتا
گل اسے دیکھکے کھاتا ہی گلستان جہان
خانہ آبادی ہے اوسکے ہی قدم سے ہر طرح
روندے جاتا ہی ہر اک رنج رسان دنیا مین

ہر ستارے یہ مرا دیدۂ بیدار نہو
در مسجد یہ در خانہ خمار نہو
اوسکی خاطر یہ تری بات اگر بار نہو
مشتمل نسخہ مین گر شربت دیدار نہو
ہمدمو گر مجھے عشق بت عیار نہو
تیرے عارض کے مقابل کوی گلزار نہو
خانۂ دل مرا ویران ہی اگر یار نہو
غیر ممکن ہے کہ پامال سر خار نہو

عوض آب چڑاتے ہو شراب اے پریرو
یون بلانوش کوی دہر مین میخوار نہو

ہر قدم فتنۂ خوابیدہ جگاتے نکلو
دل عشاق کو بیتاب بناتے نکلو
منہ کو تم انچل سے چھپاتے نکلو
شوخی اچھی نہین یہہ پاون بڑہاتے نکلو
پنجۂ مہر کو بیکار بناتے نکلو

طرز رفتار قیامت کی اوڑاتے نکلو
اپنے پازیب کی آواز سناتے نکلو
آتش شوق سے عاشق کو جلاتے نکلو
غیر بدحال کے دشنام سناتے نکلو
آسمان کو کف پر نور دکھاتے نکلو

باغبان سرو کو مالا یہ دکھاتے چلو
طوق قمری کی طرح اسکو پہناتے چلو

زخم تازہ دل شیدا یہ لگاتے چلو
یون کمان ابروی پر خم کی چڑہاتے چلو

دیکھنا مستی مین کہلجائیگی ساری قلعی
ای پری جام یہ جام آج چڑہاتے چلو

قتل کرتی ہے مجھے تیغ تغافل ہیہات
او بتو بہر خدا انکھہ چراتے چلو

ہے غضب طرز تبسم دم رفتار ایجان
عاشق خستہ پہ یون تیغ چلاتے چلو

دیکھنا ہان کہین لگجاے نہ سورج کی نظر
ای قمر سوی فلک انکھہ اوٹہاتے چلو

گل ہو جاے کہین چرخ پہ شمع خورشید
دامن ناز کو ٹہوکر سے اڑاتے چلو

مردے جی اوٹھینگے قبرون سے قیامت ہوگی
لب اعجاز مسیحا کو ہلاتے چلو

دیکھنا ہان یہ کہین موی کمر مین پڑ جاے
ٹہوکرین ناز سے رفتار مین کہاتے چلو

خون عاشق کا کہین مفت نہ ثابت ہوجاے
آج یون دست حنائی کو دکہاتے چلو

صورت روزن در رشک سے بے نور ہون
مہ لقا انکھہ ستارون سے لڑاتے چلو

زرد ہو جائیگا ای مہر لقا رنگ شفق
یون سر شام کبہی پان چباتے چلو

ہنسکے تم برق کے مانند رقیبون کے ساتھ
ابر باران کی طرح مجھکو رولاتے چلو

بہول جائینگے کہین زمزمے اپنے بلبل
باغبان آج مرے شعر سناتے چلو

طلب بوسہ پہ جہنجلا کے کہا ظالم نے
بس جی بس دور ہٹو نخرے ہمین آتے چلو

کردیا حسرت پابوس نے مجھکو برباد
یوں مری خاک سے پانوں کو بچاے چلو

رنج پر رنج اوٹھاوٗ کے سنو ای پرتو
بیوفایوں سے بہت رنج اوٹھاتے چلو

پہر اوسکو دیکھکے بارہ دری میں شیشہ رہو
قمر ہی روزن دیوار کے برابر ہو

کہو تو کیوں مرے جانے سے یوں مکدر ہو
شریر ہو ستم ایجاد ہو ستمگر ہو

نہ بار منت قاصد ہمارے سر پہ ہو
قرار ہی ہی رجوع مرغ نگہ کبوتر ہو

ہو جو کچھ ہی بس اپنا تو ای ستمگر ہو
ہمارا حلق ہو اور تیز تیز خنجر ہو

جو دیکھیے برش ابروی یار خنجر میں
تڑپ کے طایر بسمل ہر ایک جوہر ہو

اوڑا کے کوچۂ جاناں میں گر پہنچا دے
ہماری خاک پر احسان باد صرصر ہو

فلک پر اوسکا جو تیر نگہ پہنچ جاے
برنگ روزن دیوار چشم اختر ہو

مرا نوشتۂ قسمت ہے نقش پای پری
جہاں رکھے وہ قدم اپنا بس وہاں سر ہو

نگاہ گرم ہی اوسکی کہ نسخۂ اکسیر
طپش ہو خاک جو دل روبرو دلبر ہو

ہوا ہے جوش جنوں پھر ہی سلسلہ جنباں
کہیں نہ مجھ سے وہ آئینہ رو مکدر ہو

فساد و فتنہ کی ہر بات میں نمایش ہے
کبھی نہ مجھ سے یہ ممکن نہیں کہ بے شر ہو

عذار یار کی منظور ہی ثنا مجھکو
قلم کے واسطے اب عندلیب کا پر ہو

وفور رشک سے خون چشم تر بہا مینگی
تمہارے دیدہ و دندان کی دہن مین گرو دون
بجای چاک گریبان کرونگی مین سر کو ٹکڑے

تمہارے ہاتھ سے لبریز می جو ساغر ہو
تو شیر بھی ہالے کا کومل ہو اور تیور ہو
مزا ہی دشت مین کانٹے کے بدلے پتھر ہو

یہہ بدگمان ہی وہ اللہ کی پنہ پر تو
ہزار بار مرین بہی اوسے نہ باور ہو

کہا سورج نے اوسکو دیکھہ صورت ہو تو ایسی ہو
دئے جاتے ہین بوسے سیکڑون وہ اپنے سایل کو
دعا منہ سے نہ نکلی تہی کہ بر آئی مراد اپنی
نچھوڑا مجھکو بعد مرگ بہی ربط تمنا نے
یہہ اوسکو دیکھکر کہتا ہی عالم فرط حیرت سے
اوٹھا سکتے نہین وہ بار گل او ربانون اپنے ہم
نہ آیا یار مرقد پر پس مردن ہی بہو لے سے
ہی گنجایش ہزارون درد و حسرت کی مرے دل مین
فلوس داغ دیکر مجھکو مستغنی کیا اوسنے
خیال اوسکا مجھے سوتے مین بہی رہتا ہی ای ہمدم

زبانی ماہ کی ہی یہہ کہ طلعت ہو تو ایسی ہو
مروت ہو تو ایسی ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو
مدد پر اید ل مضطر اجابت ہو تو ایسی ہو
محبت ہو تو ایسی ہو رفاقت ہو تو ایسی ہو
صباحت ہو تو ایسی ہو ملاحت ہو تو ایسی ہو
نقاہت ہو تو ایسی ہو نزاکت ہو تو ایسی ہو
عداوت ہو تو ایسی ہو کدورت ہو تو ایسی ہو
جہاں جمین مجھکو کوئی عمارت ہو تو ایسی ہو
فراغت ہو تو ایسی ہو غنایت ہو تو ایسی ہو
تصور ہو تو بس ایسا ہو الفت ہو تو ایسی ہو

[illegible]
اک طفل حسین کا مبتلا ہون
[illegible]
اک زہرہ جبین سے مین جدا ہون
[illegible]

نہ اُنھون سے نہ غیرون سے تو ملتا ہی سرِ محفل	جزاک اللہ میری جا بجا عادت ہو تو ایسی ہو

مرے اشعار سنکر سب یہی کہتے ہین ای پرتو
فصاحت ہو تو ایسی ہو بلاغت ہو تو ایسی ہو

لیگئی تا بعدم اونکی عنایت مجھکو	حضرتِ عشق نے رکھا نہ سلامت مجھکو
یاد آتی ہی مرے شوخ کی دہر پہ مطرب	آج تو بہی کوئی دہر پد کی سنا گت مجھکو
وہ پری زاد کہان اور کہان مین خاکی	فقط ای زرد ملا تیری بدولت مجھکو
کچھہ صباحت سے سروکار نہین ای جانی	خوب بہاتی ہی تری سانولی صورت مجھکو
جب نہ تب آہ و فغان کرکے دلِ نادان نے	کیا رسوا ای جہان تا نہایت مجھکو
جیہین آتا ہی کہ نامہ کوئی اوسکو لکہون	دردِ دل سے جو کوئی دم ملے فرصت مجھکو
کیا ہی بیپا کیا صدمات غمِ دوری نے	نہ رہی پانون اوٹھانے کی بہی طاقت مجھکو
یہہ عجب نعمت غیر مترقب سے کہ واہ	آج قسمت سے ملا کان ملاحت مجھکو
نازکی سے تو نہین بار اوٹھانا ممکن	قتل کیون کرتی ہی پہر اوسکی نزاکت مجھکو
موم سے نرم ہی اوس غیرت شیرین کے ہونٹھ	آج بوسے مین ملی شہد کی لذت مجھکو
زندہ در گور کیا فکر ہم آغوشی نے	اپنی ہستی مین ملا گوشۂ عزلت مجھکو
بیقرار اک بت کافر کے تصور نے کیا	چین آجائے اگر آئی کسی صورت مجھکو

قبر تک ساتھ جنازے کے پہنچیگی پرتو
زندہ واللہ نہین چھوڑیگی حسرت مجھکو

زلف کا مجھکو بوسا دو	سیر ختن کی دکھلا دو
آئے ہو کیا سمجھانے کو	ناصح ہے تو سمجھا دو
زیست ہوتا دم پرایجان	جھوٹا تو کوئی وعدا دو
باڑہ ہو دوہری چھریون پر	آنکھہ مین دونون سرما دو
پھر کفن اس شیدا کو	اپنا دوپٹہ میلا دو
زلف کا عاشق مرتا ہے	سولی پر اوسکو لٹکا دو
سادگی کب تک سادہ رو	مسی لگاؤ سرما دو
افشان ہو منہہ پر ای چاند	مہ کو دو چندان چمکا دو
مجھہ مین ہے اندھیر پڑا	چاند سا چہرا دکھلا دو

خواہش پرتو پھر کیا ہے
شعر یہہ سن لو بوسا دو

بوسۂ لب دو سینا دو	سیب کے ہمرہ پستا دو
زلف ہے اولجھی سلجھا دو	دام بناؤ صیا دو

جان نہ لو ترسا ترسا
بخت خریدار دن کیون
پاؤن پڑتا تاسے دل زار
قیس کو رد کو بخیہ گرد
وہ خوش قامت آتا ہے
بوسہ پلک کا یا رخ کا

عارہی ڈالو بسلا دو
نقد دل لو بوسا دو
تیغ زبان کا جرکا دو
زخم کو پہر تم ٹانکا دو
ہوش سنبہالو شمشاد دو
پہول نہین تو کانٹا دو

بجلی ساوہ جو ہستا ہے
پرتو تم مینھ برسا دو

زلفین منہہ پر بکہرا دو
وصل کا صاحب وعدا دو
برقع منہہ سے الٹا دو
ناصح کو اوس تک پہنچا دو
خال سیہ کا بوسا دو
بوسہ لب شیرین کا دو
خنجر رک رک چلتا ہے

بال کے پہندے پہیلا دو
رنج کو رستا بتلا دو
جلوہ عارض دکہلا دو
مغزنہ کہاؤ ناشتا دو
گرمی ہے بہدانہ دو
پیارے مجہکو جلوا دو
یہہ بیدادی جلا دو

چارہ گرو احسان اتنا
حضرت دل تمکو کیا غم
پہر خدا حشم الطاف
سیر ہے گنگا جمنا کی
زیر و زبر ہو جاے ہلال
انکہہ کے فتنے ٹہوکر کو
دیوانہ ہون ظلم کرو

یار کے در تنگ پہنچا دو
جتنا چاہو تڑپا دو
جان چلی او جلا دو
انکہین ہین دونون دریا دو
کان کا بالا دکہلا دو
رفتہ رفتہ سکہلا دو
خاطر خواہ پریزاد دو

روشنی دندان کی دہن مین
پرتو موتی برسا دو

ای مہ جو دیکہے تیرے رخ بے حجاب کو
اوس شہسوار حسن کی پابوس اور ہنہ
شیشے مین اوسکو کسنے اوتارا کہلا نہین
صحرا مین تیر کشتۂ الفت نے کہادی
شب ہا نیند ہوگئی شب بہر مجہے حرام
شوریدگی خندۂ شوخ ملیح بس

سکتہ ہو صاف آئینۂ آفتاب کو
گستاخیان سکہائی ہین کسنے رکاب کو
ساقی پری نہ کہینچے بہلا کیون شراب کو
بوجہ چاک جیب نہین ہی سراب کو
دیکہا ہی جب سے اوس نگہ نیم خواب کو
حاجت نہین نمک کی جگر کے کباب کو

اس سے بڑہیگا تو یہہ سیماب کا جگر	ہی فوق بجلیون پہ مرے اضطراب کو

پرتو جواب اہل زبان سے محال ہو
بہیجون اگر مرے سخن لاجواب کو

ای دل ہوس وصال اور تو	ہان ہان یہہ سر محال اور تو
اوس سورج کا جمال اور تو	ای چشم یہہ دیکہہ بہال اور تو
قدرت ہے خدا کی چشم بد دور	یہہ دن یہہ ماہ و سال اور تو
چہوٹے منہ سے بڑے نوالے	ای مہر اوسکا جمال اور تو
سنبل تیرا یہہ حوصلہ واہ	اوسکے گیسو کے بال اور تو
ای انجم اس ذرّی سی چمک پر	اوسکے عارض کا خال اور تو
ای ماہ حضور عارض یار	پھر دعوای کمال اور تو
تیری حیوانیت ہے ورنہ	ای کبک وہ پیاری چال اور تو
ای سرو چلینگے سیر پر آرے	تو بہ وہ نونہال اور تو

بوسے کی طلب ہے اوس سے پرتو
یہہ جرأت یہہ سوال اور تو

بام پر دیکہا جو وقت صبح اوس مہتاب کو	بس چہپایا آسمان نے غرب مین مہتاب کو

کسقدر رای مہر پامال حسد کرنے لگا | فرش پا انداز تیرا چادر مہتاب کو
کسطرح تجھکو نہ کہیے آفتاب چرخ حسن | کر دیا بے نور جلوؤن نے ترے مہتاب کو
اوس عذار صاف سے دیتے ہین کیونکر نظیر | کیا نظر بھر کر نہین دیکھا رخ مہتاب کو
رو برو جب ہو گیا وہ چاندنی کی سیر مین | رشک نے تارا بنایا چرخ پر مہتاب کو
خوبرویون کو بھی جور چرخ نے چھوڑا نہین | سوز دل خور کو دیا داغ جگر مہتاب کو
کسلیے وہ ماہرو آغوش مین آتا نہین | ہمنے ہالے سے جدا دیکھا نہین مہتاب کو
عید شعبان بات سیر بلند و پست ہے | ہر طرف دیکھو ہوائی پھلجھڑی مہتاب کو
چرخ بھی اک ہے ہوس کے رقص کا ہے منتری | چاندنی کی جا بچھایا چادر مہتاب کو

اوس مہ کامل کے عشق ابروی خمدار نے
ماہ نو پر تو گھٹا کر دیا مہتاب کو

ہمقافیہ بر غزل امانت لکھنوی

جلوہ آئینہ مین اوس بت نے دکہایا مجھکو | بادۂ عشق صفائی سے پلایا مجھکو
خستۂ گلکاٹ کے مرنا ہی بتایا مجھکو | بر نہ خنجر کبھی قاتل نے لگایا مجھکو
لطف ساون کا سراسر نظر آیا مجھکو | جب چمک کر تری بجلی نے رولایا مجھکو
یاد ابرو نے سحر تک نہ سلایا مجھکو | نیچون پر تری دوری نے لٹایا مجھکو

ہمقافیہ برغزل جناب ظفر فرمانروای دہلی

ایسا کہویا مگر یار کی دوری نے غضب | مثل عنقا کسی پر بین نے نہ پایا مجھکو

آنکھہ پا ئین جو ہر کبھی تھی نہایت کل سے | آج فرقت کا سیہ روز دکھایا مجھکو

بخت خوابیدہ نے فرقتین سلایا ایسا | فتنۂ حشر کے غل نے نہ جگایا مجھکو

کیا غضب ہے ترا او تھنے نے بغل سے دلبر | اپنے سینے سے کئی بار اٹھایا مجھکو

سر قبر آکے جگانا کبھی بازیب صنم | ترے ٹوکنے کی تمنا نے سلایا مجھکو

روند کر دیکے دہمکانے پامال کیا | آسمانون نے دہین سر پہ اٹھایا مجھکو

زلف خمدار مین پابند ہوا آتا ہون سے | بخت برگشتہ عجب پیچ مین لایا مجھکو

نظر سیر سمہ و لالہ کا اٹھایا دل نے | ہمبغل اوس مہ کامل سے جو پایا مجھکو

سوز ہجر لب رنگین نے سراپا پہونکا | آتش لعل کے شعلے نے جلایا مجھکو

کس لئے زندہ شب ہجر پریرو نے رکھا | ہای کیون دیو سپیہ نے بھی نہ کہایا مجھکو

ہای رے ضعف کہ صیاد اگر آیا بھی | سایۂ کاہ نے دامن مین چھپایا مجھکو

ہوی اوقات بسر اپنی بغلگیری مین | وہ جو روٹھا تو گلے غم نے لگایا مجھکو

اسقدر محو تماشا ہون کہ ہر ذرے مین
نور اوس مہر کا پرتو نظر آیا مجھکو

قریب ابروی دلدار دیکھا ہمنے گیسو کو
ہوا محراب کعبہ تنگ الٰہی بار ہندو کو

دکھاتا ہی مہ نو آسمان کب ہر مہینے مین
لئے پہرتا ہی گردن پر تری شمشیر ابرو کو

ہین زلف و ابروی خمدار جانان ایکجا دونون
کیا ہی حسن نے کیا متفق سانپ اور بچھو کو

نہوگا نکہت مشک ختن سے آشنا یکدم
کہ تکتا ہی دماغ اپنا تری کاکل کی خوشبو کو

خمیدہ ہوں غم تیر نگاہ یار مین ای لب
سب آغوش کمان پاتا ہین بالکل اپنے پہلو کو

نکیون دو چشم تر مین قد جانان نظر آئے
ہی زیبا تر دو لی رعنائی سرو لب جو کو

عدم آراستہ عشق کمر مین ہوکا میدان ہے
گذر ہے سینۂ بیدل مین ہر دم نعرۂ ہو کو

گریزان ہین اگر خوش چشم مجھ سے غم نہین ہرگز
کہ وحشت صحبت انسان سے ہوتی ہر آہو کو

نمود خط نہین ابتک عذار صاف پر ایجان
نہین ہے حاجت تفسیر تیرے مصحف رو کو

غم دندان ہی اک پردہ نشین کا باعث گریہ
گہر کہتے ہین اہل آبرو یہ لوّ کے آنسو کو

انکھین ملاؤ یون کہ نظر کو خبر نہو
پہلو مین آؤ یون کہ جگر کو خبر نہو

بے اختیار سینے کے باہر ہے ہو نجائے
دلکو چراؤ یون کہ جگر کو خبر نہو

گرمانع نظارۂ عاشق ہین اہل شر
رویا مین آؤ بانی شر کو خبر نہو

ای باد صبحدم چمن حسن سے ادہر
یون لا تو بو کہ اوس گل تر کو خبر نہو

یہہ ادب سخت جانی عاشق کا سامنا
بیہوش کرکے دل کو قدم رنجہ کیجیے
کیفیت شراب تمنا دکہائیے

یون کاٹ سر کہ تیغ دو سر کو خبر نہو
اسطرح گھر مین آؤ کہ گھر کو خبر نہو
ظاہر ہو یون کہ دیدۂ تر کو خبر نہو

دیدار یون دکہاؤ کمر کا کہ مطلقاً
اس پرتو فدائے کمر کو خبر نہو

غافل سمجھ کے کھیل گناہ عظیم کو
کیا داخل ثواب نہین ہین بخیل ہی
بیوجہ رات دن نہین توبہ کا در کھلا
سرگرم قصد جرم ہنوا حیات مین
ہی دولت جہان کا اقبال دیدنی
ہر روز دوستی کی نئی اک بہار ہے
یہہ تیرہ بخت انجمن بخل کا ہے صدر
سن لیتے ہین سوال لب جان سایلان
مرجائینگے نہو گا اگر فہم اکتفا

غفار بولتے ہین غفور الرحیم کو
شفقت سے پالتے ہین جو در یتیم کو
منظور بخشش ہین ہے غفور الرحیم کو
گرمی جرم دیتی ہے آتش جحیم کو
ہوتی نہین ہے جنگ مین نصرت غنیم کو
کب پوچھتا ہی کوئی انیس قدیم کو
کہنا بجا ہی مہر بخیلان لئیم کو
کب احتیاج گوش ہے سمع کریم کو
محتاج جانتے ہین دولت کلیم کو

پرتو خیال صحبت سفلہ سے دور رہ

حاصل وقت ہی اس سے ندامت ندیم کو

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

کسی ابرو کی جنون نے کیا عریان مجھکو
صورت تیغ نہین حاجت دامان مجھکو

بے گل اندام کے گل داغ جگر سے نہین کم
آجکل لالہ ستان سے چمنستان مجھکو

روز ترسا کے عذابو نہین رکہا کرتا ہے
جانتا ہی بت کافر جو مسلمان مجھکو

رخ مسعود دکہادے کہ نحوست جاے
نظر آیا ہی چراغ مہ تابان مجھکو

ای جنون یاد جو آئی ہی کسیکی قامت
آج میدان قیامت ہے بیابان مجھکو

کاتے کہاتی ہی سر زلف مین گلزار کی سیر
ہوی سنبل کی جتا افعی پیچان مجھکو

ہی یہان پیش نظر صورت عشق رخ دوست
صاف آئینہ ہی اپنا دل حیران مجھکو

طاق طاقت ہوی ہر عضو کی غم کی مارے
صبح پیری جا ہوی صبح شب ہجران مجھکو

خون ہوتے ہین ہزار ایک خزانے کیلئے
گنج آتا ہی نظر گنج شہیدان مجھکو

بے سبب سیر سمجھتا نہین ہین آہو کو
دور سے آنکہین دکہاتی ہین وہ مژگان مجھکو

نہین محفل مین جو وہ شمع شبستان مراد
آج خوش آتے نہین سرو چراغان مجھکو

ترا ابرو ہون مجھے چاند سے کیا مطلب ہے
منھہ ترا چاند سے وہ چند ہی جانان مجھکو

۲۳۴

نظر آئے کہیں اوس ابروی خمدار کا منہہ
دیکہا ماہ رمضان دیکہے تلوار کا منہہ

سن لے مضمون کو مرے دیکہے گر اوس یار کا منہہ
ہوش بلبل کا اوڑ جاوے زرد ہو گلزار کا منہہ

ہو رسائی مری اوس یار کے گہر مین کیونکر
جبکہ دیکہا ہی نہین سایۂ دیوار کا منہہ

تیرے رخسار کی توصیف رقم کرتا ہون
میرے خامہ کے مقابل ہو یہہ گلزار کا منہہ

ہین خیال رخ پر نور سے اوسکے روشن
دل کے داغون سے بڑہے مہر پر انوار کا منہہ

روشنی تیرے سیہ خانے مین ہو گی کیونکر
آگے چمکیگا یہان مہر پر انوار کا منہہ

عارض و کاکل جانان سے تقابل توبہ
حوصلہ روز کا یہہ اور یہہ شب تار کا منہہ

سخت جانی نے کئے سیکڑون خنجر ٹیڑہے
کام کر جاوے مرے حلق پہ تلوار کا منہہ

دل مین اوس ظالم بیرحم کے کرتی ہی اثر
دیدنی ہی مری ہر آہ شرربار کا منہہ

گالیان لاکہون دیے جاتے ہین بوسے کیلیے
رفتہ رفتہ ابہی کہل جائیگا سرکار کا منہہ

یہہ صفائی ترے ہاتہون کی بدولت ہے اوسے
آئینہ دیکہکے کہتا ہی جو تلوار کا منہہ

وصف اوس غیرت شیرین کا جو ہو جاے رقم
پہر دو دن شکر سے ابہی کلک گہربار کا منہہ

حوصلہ چشم غزالان کا کرے ہمچشمی
روبرو تیرے چلے کبک کی رفتار کا منہہ

مردم آزار کے لب بند نہین ہوتے ہین
جب تب دیکہیے وا رہتا ہی سوفار کا منہہ

بلبلو پر گروہ کسی روز ہو رونق افزا
پہر نہ آئیگا نظر مہر پر انوار کا منہہ

دل

وہن زخم سے مکشوف ہی حال زار | صاف گویا ہی اگرچہ نہین گفتار کا منہہ
سجدے کرتا ہی ہر اک طاق خم ابرو مین | کعبۃ اللہ ہی خلیل اوس بت طرار کا منہہ
کیا برا مجھکو کہون ای شب تار رگ فراق | آگے آجاتا ہی اوس کاکل خمدار کا منہہ
سرخرو ہین درم داغ سے عشاق مین ہم | شکل گل کیون نہ شگفتہ رہی زردار کا منہہ

عشق نے اوس بت مہرو کے دکھائی پرتو
دب گئی کاہکشان دیکھہ کے زنار کا منہہ

غصے سے ہوگیا ہی رخ جنگجو سیاہ | ہوجا منہہ ترا خلش آرزو سیاہ
خانہ خراب زلف پریشان کا ای صبا | اسنے کیا ہی یار کا روی نکو سیاہ
جسم لطیف جسکو عطا ہو وہ پاک ہے | ہوتی نہین ہی رنگ کے مانند بو سیاہ
میخانہ اوسکے غم مین سیہ خانہ ہوگیا | ساغر سیہ ہے جام سیہ اور سبو سیاہ
رخ کی تلاش ہے شب تار فراق مین | روشن ہے منزل اور رہ جستجو سیاہ
ای شاہ حسن بوسون مین امساک عیب ہے | بخل عطا امیر کو کرتا ہے رو سیاہ
دہشت نہ چاہئے شب تار فراق مین | دو دن ہمتی بنائیگی ہمت کو رو سیاہ

مظہر اگر سیہ رہے پرتو نہین زوال
ہوتا نہین ہے پرتو خورشید رو سیاہ

ہی عشق دلکو ایک بت بیوفا کے ساتھ
کمبخت آشنا ہوا نا آشنا کے ساتھ

یارب شب وصال بہت پہلو کو چیر کر
دل ہی نکل نہ آئے کہین مدعا کے ساتھ

اوس گلبدن کو دیکھونگا صحن مین ضعف کے
جاؤنگا آج اوڑ کے چمن مین صبا کے ساتھ

کھینچی جو مین نے آہ تو آنسو روان ہوے
چلنے لگا یہہ قافلہ بانگ درا کے ساتھ

جوش جنون مین دیدۂ بدبین کا ہو برا
اوسکی قبا ہی چاک ہے میری قبا کے ساتھ

ممکن ہی اتفاق زمرد کا سانپ سے
ہی ربط خط سبز کو زلف دوتا کے ساتھ

دکھلائے یار گر کف رنگین کو باغ مین
اڑ جائے رنگ پہولونکا دزد حنا کے ساتھ

ای جذب شوق دست تمنا کا ہو برا
انگیا ہی اوسکی بر کی میری قبا کے ساتھ

اب کے نہین یہہ دور کہ جوش جنون مین رہ
دامان آسمان کو ہو دست دعا کے ساتھ

مجھہ سخت جان کو انس نہو تیر یار سے
آہن کو رابطہ نہو آہن ربا کے ساتھ

قامت مین اوس پری کی قیامت کا طور ہے
سائے کیطرح رہتے ہین فتنے بلا کے ساتھ

اہل سخن مین شیر نیستان ہون واقعی
حاسد کے ہوش اوڑتے ہین میری صدا کے ساتھ

جھک جھک گیا ہون ضعف سے تشبیہ دیجیے
مجھکو ہی یار کی نگہ شرمزا کے ساتھ

باقی رہے نہ اوسکی قدمبوس کی ہوس
جیمین ہی خاک ہو رہون نقش پا کے ساتھ

اوسکی ہنسی نے عاشق بیدل کی جان لی
غمزہ ستم تھا خندۂ دندان نما کے ساتھ

سوز غم دل مین نہان ہے کہ نہین
دل مین اب یاد بتان ہے کہ نہین

برگشتگی سے بعد فنا ہی بری ہین ہم	الجہا کبہی غبار نہ اپنا ہوا کے ساتہ
کہتے ہین جسکو نسخہ تسخیر خلق ہے	کیونکر نہ انس ہو مجہے اہل وفا کے ساتہ

اوس بت کا ہے خیال رکوع و سجود مین
پیرتو غضب کی بات ہی چوری خدا کے ساتہ

اللہ نے دیے ہین ہوا کو ہوا کے ہاتہ	جہونکے ہوے ہین قاصد باد صبا کے ہاتہ
ہون صرف ماتم آج کسیکے فراق مین	سینہ ہی اہل غم کا تو اہل عزا کے ہاتہ
اوس تک ہے دست رس جیسے ہی بند رہا	دیکہے ہین بندہی ہوے دزد حنا کے ہاتہ
آجلد سیمتن کہ دم نزع ہی یہان	دے نقد جان زرا اجل کو لگا کے ہاتہ
خواہان حق کو فکر سراپا گیا غرض	دیکہے کسی نے پاون نہ قبلہ نما کے ہاتہ
کہتے ہین اب دیکہے عشاق کی شبیہ	بیکار ہین مرقع حیرت فزا کے ہاتہ
موقوف دست و پایہ کہان خدمت عشق	سمجہے ہی بحر کشش ہین آہون رسا کے ہاتہ
پہر کیون نہ اونکو شوق سے کہیے زبان بہی	ہان اوہنین سناتے ہین انسان بلا کے ہاتہ

پیرتو ہے غرق بحر محبت مگر خموش
ہلتے ہین ورنہ یار ہر اک آشنا کے ہاتہ

ظالم ہے مجہے خدا نے دیے کس بلا کے ہاتہ	کچہ کہہ رہا ہون زلف صنم کو لگا کے ہاتہ

قابو سے اپنے لعل پر یہ نکل گئے — جاتا رہا دیار بدخشان اب اگے ہاتھ
مرجان کا پنجہ پنجۂ خورشید ہو گیا — مہندی لگے ہو کیا اوس نے دکہا ہاتھ
دوری نے تیری مایل پرواز کر دیا — ایجان مرغ روح اڑا دل لگا کے ہاتھ
ہین جو منہہ چہوا تو سزا گرم پا گیا — اوس شمع رو نے دل کیا ٹہنڈا جلا کے ہاتھ
لی جان اژدر شب تار فراق نے — مخطی ہوا مین زلف سیہ کو لگا کے ہاتھ
کہتا ہون لامکان سے مشابہ ہی وہ دہن — تشبیہ آئی دور کی طبع رسا کے ہاتھ
ہین کشتی وجود کے دو بادبان مگر — بیکار کب یہہ چلتے ہین رہرو بلا کے ہاتھ

پرتو رولائین دیدۂ شمس و قمر سے خون
دکہلائین گردہ چرخ کو مہندی لگا کے ہاتھ

اپنی نظر کہین صنم بیوفا کے ہاتھ — کرتا ہون یہہ دعا سوی کعبہ اوٹہا کے ہاتھ
کرتا ہی کیون یہہ عاشق خستہ جگر کا خون — خنجر ہی اور نہ تیغ ہی رنگ حنا کے ہاتھ
دہوکا ہی مجہکو خون شہیدان کے رنگ کا — اوسنے کئے ہین لال جو مہندی لگا کے ہاتھ
ہر چند ہاتہہ پائی رہی بوسے کیلئے — لے ہی لیا یہ مینے بغل مین دبا کے ہاتھ
ہین روشنی مین پنجۂ خورشید سے فزون — یہہ گورے گورے اوس صنم مہ لقا کے ہاتھ
پڑ پڑ کے پاون منتین کرتا ہون اوسکی یون — للہ جانے ہاتھ سے میرے چہوڑا کے ہاتھ

کہتا ہی وہ نشان مستانہ ہون بی سبب
پھر تلخ جب ہوئی تو ہوئی تلخ زندگی

انسان کی مرگ و زیست ہی لوگو خدا کے ہاتھ
ہی زیست میری اوس نگہ فتنہ زا کے ہاتھ

حق نیاز زاہد کم فہم نے غضب
برق تمام بیچ دیا ہے ریا کے ہاتھ

کوہ و دشت آئے ترے عاشق ناشاد کے ہاتھ
یانون مجنون کے تلے اور مجھے فرہاد کے ہاتھ

ہوتے ہین ابروی خمدار سے عاشق بسمل
گرچہ خنجر نہین اوس حسن خداداد کے ہاتھ

مر گئے اسمین جو کوتاہی ہوئی او ظالم
زیست عشاق کی ہی کیا تری بیداد کے ہاتھ

دیکھکر زلف مین کہتے ہین ترے شانے کو
یانون اب حد سے بڑہانے لگے شمشاد کے ہاتھ

کہان حجام اور اصلاح خط یار کہان
کٹتے ہین محکمہ حسن مین حداد کے ہاتھ

داغ دیتی ہی فلک کو ترے داغون کی بہار
کیا سوار رشک کے آیا ستم ایجاد کے ہاتھ

لال کیونکر نہ حنا سے رہے پنجہ تیرا
رات دن خون مین بہر رہتے ہین جلاد کے ہاتھ

مول لی مفت مین آزردگی اوسکی برق
اور آیا ہے بہلا کیا لب فرہاد کے ہاتھ

مانی معشوق رہے عاشق دلگیر کے ساتھ
کھینچ تصویر کسیکی مری تصویر کے ساتھ

قبر مین چین ملیگا کوئی دم اے ہمدم
کیجیے دفن مجھے یار کی تصویر کے ساتھ

دیکھ کر عارض پر خط کو سمجھتا ہوں ترے
ہاتھ آیا مرے قرآن یہ تفسیر کے ساتھ

خط روانہ ہی زبانی بھی ہے پیغام نیاز
ہمنے بھیجی ہی یہ تحریر اوسے تقریر کے ساتھ

بندے اللہ کے بیشک ہیں دولت جانین
مال ملتا ہی جو اس دور مین توقیر کے ساتھ

صرف تدبیر بدلنے سے نہین کچھ حاصل
اہل تدبیر بدلدین کہین تقدیر کے ساتھ

لطف کیا خاک جو تصویر بھی کھینچی اسکی
مانی اوس ماہ کی تصویر ہو تنویر کے ساتھ

دل مشتاق شہادت کی تمنا نکلے
قاتل آیا مرے سر پر کبھی شمشیر کے ساتھ

گر جوان رائے ہو ہیچ ہی رائے پیران
کار آمد وہی ہو جو کمان تیر کے ساتھ

کچھ اثر جب نہو دست کو تو سب ہیچ ہی زور
منھ سے ای آہ نکلنا کبھی تاثیر کے ساتھ

تھا تصور مین ہی ہمراہ دل برقو زار
آج دیکھا مرے صیاد کو نخچیر کے ساتھ

اوسکی طرح کب اوسکی زبان کو قیام ہے
گو ہمسے عہد زمانہ لطف دوام ہے

صیاد جسکو کہتے ہین اوسکا خرام ہے
ہر ہر ادای ناز مین انداز دام ہے

ساقی کا دور یہ سبب فیض عام ہے
حصے مین روز ہر کس و ناکس کے جام ہے

ہاتھ آئے عشق شاہ حسینان مین کوہ و دشت
مجنون مرا خطاب ہے فرہاد نام ہے

رہتا ہی وہ نظارہ رخسار و چشم مین
گہ محو آئینہ ہی گہے مست جام ہے

جائیگا چھوڑ کر مجھے وہ فتنہ گر کہاں
ہر ہر قدم پہ لطف ہم آغوشی دام ہے

اوسکے چلن کو گردش ایام ہو لئے
زلف و عذار مین اثر صبح و شام ہے

فرقت مین ترک راحت و آرام ہو گیا
عاشق کو سال بھر ترے ماہ صیام ہے

ہرگز نہین ہے اپنے پرائے پہ منحصر
واللہ اہل فیض کا سب فیض عام ہے

دو ایک سو ستم ہین تو دس پانچ لطف ہین
پرتو ہمارے یار کا چنگیز نام ہے

ادس رشک مہ کا آج جو گھر مین مقام ہے
کہتے ہین جسکو برج قمر اپنا بام ہے

کبک دری ہے دیکھئے چلتی ہے کس روش
کہتے ہین اب چمن مین وہ گرم خرام ہے

اچھا نہین یہہ حد سے تجاوز رقیب کا
چیونٹی کو پر جو نکلین اجل کا پیام ہے

آوارگی ہے عشق بت رشک ماہ مین
کب مجکو آسمان کی طرح سے قیام ہے

سمجھے ہی زمین شعر ہی یہہ وقف کی زمین
کب کہہ سکیگا کوئی کہ اپنا مقام ہے

کہتے ہین فاقہ کی نہین ہوتی دراز عمر
ذمن بیس دن کے بعد ہی عید صیام ہے

بے ہجر وصل مذہب عشاق مین مدام
مکروہ کون کہتا ہے **پرتو** حرام ہے

روشن ہے نور مہر حجاب سحاب سے
پنہان ہو حسن یار کا کیونکر نقاب سے

پیری مین تو زیادہ ہی حسرت شباب سے
کسطرح ہو نہ بوڑہون کو الفت خضاب سے

ممکن نہین ہے اہل تعلق سے ترک ربط
ہوتا نہین جدا کبہی نشہ شراب سے

تقدیر کو بدلتی ہے تدبیر ہی کہین
موی سپید کالے ہون کیونکر خضاب سے

پرنور عکس یار سے جام شراب ہے
روشن ہی آفتاب یہان ماہتاب سے

لاکہون بہائے چشم نے چشمے فراق مین
حیرت کی جا ہے نکلے ہین دریا حباب سے

آنکہین ہین انتظار مین دل یاد مین طپان
آفت مین جان ہی خلش اضطراب مین

ہو ترک ربط غیر کا اوس گل سے کسطرح
ممکن نہین ہے دور ہون کانٹے گلاب سے

تاثیر ہای غیرت گل کی یہہ دیکہنا
بوی گلاب آتی ہے دونون کا ب سے

دیکہے جو اوسکے روی پرانوار کو قمر
پہر نور مستعار نہ لے آفتاب سے

یہہ حوصلہ ہی ابر کا دیکہون تو منہ ذرا
بڑہ جائے امتحان مین چشم پرآب سے

سر سبز شاخ دل کو کرے کیون نہ رنج ہجر
بالیدہ ہی ہر ایک شجر آفتاب سے

یہہ تو نہین ہی خاک دغابازون سے حصول
پایا جہان مین کسنے نتیجہ سراب سے

نسبت نہین ہی چاند کو اوسکے نقاب سے
چہرے مین روشنی ہی فزون آفتاب سے

روتا ہون ایک طفل برہمن کی یاد مین
آنسو کا پانی کم نہین گنگا کے آب سے

اوس گلعذار کے یہہ تصور کا ہے اثر
بو باس آنسوون مین ہے بڑہکر گلاب سے

وہ بت نہا رہا ہی رقیبوں کے ساتھ آج	کیونکر کروں نہ غسل میں اشکوں کے آب سے
کچھ حوصلہ نہ دید کا کچھ ہجر کی نہ تاب	مٹی خراب ہے دل خانہ خراب سے
غم کہا رہے ہیں ہجر میں پیتے ہیں اشک ہم	ساقی نہیں ہے کام شراب و کباب سے
موسم بہار کا ہی خوشا و در حسین	ابھرا ہوا ہی یار کا سینہ شباب سے
افزوں ہے جو اک بت بیدرد کا فراق	پانی ہی مجھکو کم نہیں خنجر کی آب سے
چہرے کا رنگ فکر نے تبدیل کر دیا	تاثیر ہی فراق میں بڑھکر خضاب سے
دیکھو تو نازکی مرے نازک مزاج کی	رخسار نیلگوں ہوا بوسے کی تاب سے
فرقت میں اوسکی یاد سے تسکین ہی مجھے	ہوتی ہی جسطرح سے تشفی سراب سے
گر بازی غلام ہی اول تو کیا ہوا	کرتے ہیں گنجفہ کو شروع آفتاب سے
دل خون ہو گیا تو جگر بن گیا مرا	ساقی ترے بغیر شراب و کباب سے

آجاتا ہی جو یار کا سوتے میں بھی خیال
اٹھتا ہوں آنکھ پوچھتا پر لطف خواب سے

نازک کہاں تلک گل رخسار یار ہے	بوسہ تو در کنار نگہ تک بھی بار ہے
کیا سرخ میرے خون کف پا نے کر دیا	مرجان کی شاخ دشت کا ہر ایک خار ہے
بیتاب ہوں میں جان ہی جائیگی ایکدن	سرمایۂ قرار دل بیقرار ہے

خواہان نہین ہے حسن کا تکلیف مین کوئی
بس منتظر غروب کا ہر روزہ دار ہے

سایہ جو اونکے دانت کا شیشے مین پڑ گیا
خود روشنی مین عقد ثریا ستار ہے

ہم لاکھہ روئین سر کو پٹک کر ہزار بار
اوس نازنین کے لب پہ تبسم ہی بار ہے

طلعت سے حسن عارض روشن کی ای قمر
ہمسلک کہکشان ترا ہیولونکا ہار ہے

ای دل مین اپنا آپ گلا کاٹ لون نکیون
شمشیر اوسکے پنجۂ نازک مین بار ہے

ثابت ہوا یہہ سکۂ انجم سے ای فلک
قارون کیطرح تو بہی بڑا مالدار ہے

تارے نہین ہین دامن گردون مین ای صدف
گویا طبق مین صدقۂ دندان یار ہے

مہتاب و آفتاب سے ثابت ہی صبح و شام
غم مین کسی حسین کے فلک داغدار ہے

روشن ہے روز ہجر و شب وصل سے یہی
یکرنگ پر نہ گردش لیل و نہار ہے

ممکن نہین ہے ہجر مین عاشق کی زندگی
ہر شاخ گل ہی بوندی کی گویا کٹار ہے

گر داغ ہجر مجھکو دیا خود کہان بچا
روشن ہے مہر و مہ سے فلک داغدار ہے

ہنو کر ہے سحر چال ہی افسون جن طلسم
ناصح ہر ایک شیفتۂ رقص یار ہے

گر ڈالون چاک جوش جنون مین سے نکیون
مجھہ ناتوان کو پیرہن تن ہی بار ہے

روتی ہے خون ہجر مین پر لو کی چشم تر
نیسان مگر یہہ ابر تر لعل بار ہے

باعث گریہ جو دانتوں کی ہمارے یاد ہے
موتیوں سے پر ہمارا دامن فریاد ہے

صبح وصل گلبدن میں دل ہمارا شاد ہے
نغمۂ بلبل نہیں شور مبارکباد ہے

ہجر یون کا غل ہی دو دو آہ ہی فریاد ہے
خانۂ زندان ہی مجھسے خانہ آباد ہے

آزمایش ہو چکی وعدہ وہ اوسکا یاد ہے
شاد کیون او سیر ہمارا پھر دل ناشاد ہے

ملکے جوتی ہین تری تعویذ شیم زر نہین
اتصال مہر و مہ شب مین فسون ایجاد ہے

حلقۂ گیسوی جانان کی جو لکھتے ہین صفت
طایر مضمون کو بندش خانۂ صیاد ہے

آنکھین ہین نرگس تو عارض گل ہی او غنچہ دہن
قد ترا ای رشک گلشن غیرت شمشاد ہے

مہر سے وہ فیضیاب اور یہہ خدا کے نور سے
چاند سے وہ چند رخسار ستم ایجاد ہے

ڈھنگ میر قتل کے اوسنے نکالے سیکڑون
فن جلادی مین وہ ظالم ہی اک استاد ہے

خال و عارض سے ہی ثابت ہین گل و بلبل ہمیں
وای قسمت مجھپہ ہی اک ہجر کی بیداد ہے

وصف لکھتے ہین ہمارے ابروی خمدار کے
ہر الف اپنی غزل مین خنجر فولاد ہے

جا کے تیر ردزن در تک اوسکا ہی محال
یہہ ہی کیا مرغ نظر کو خانۂ صیاد ہے

یاد آتا ہی وہ جلسہ وصل کی شب کا اگر
پیچوان کا پیچ ہی اک خنجر فولاد ہے

ہنستے ہنستے دل کیا دیتا ہی وہ ظالم مرا
صدقے اس شوخی کے کیا اندازۂ بیداد ہے

نازکی سے اوسکے اسمین چھوتا ممکن نہین
آئینہ عکس پری کو قلعۂ فولاد ہے

بیکم وبیش انکا خاکا اوتار لیتی ہی بہت
ہی بجا کہئے جو میری انکہہ کو بہزاد ہے

جاکرے اوس سخت دلکے دل مین تمکین ہی نہین
یہہ بہی اک ای آہ بے در گنبد فولاد ہے

بات کم فہمون کی کیا انصاف سے گر دیکہیے
غیرت اہل سخن بیشک مرا استاد ہے

لکہتے ہین مضمون شب مہتاب ہجر یار کا
اپنے خامے پر یقین تیشۂ فرہاد ہے

کہینچتے ہین شعر مین اپنے تری تصویر ہم
ای پری خامہ ہمارا غیرت بہزاد ہے

قتل پر میرے اوسے آئیگا کیونکر رحم ہائے
دل نہین اوس سخت دل کا بیضۂ فولاد ہے

ہی ہجوم حسرت و درد و غم و حرمان و یاس
خانۂ دل اپنا فیض ہجر سے آباد ہے

جو کہ میری روشنی طبع کا قایل نہین
صاف وہ کم فہم گویا کور مادرزاد ہے

جان کہتی ہین کیا مجھے پروای طفل اشک ہو
آب مرتے باپ کے یہہ مثل جب باد ہے

یار کی تیغ تبسم نے کیا پرتو کو قتل
منت گریہ سے عاشق کی قضا آزاد ہے

ہوا کرتی ہے ایسی پہلوان عشق کی دہمکی
نکل جاتی ہی تن سے جان رستم پیشہ آدم کی

ہمارے دل مین اب اوسکے زنخدان کا تصور ہے
بجا ہی عین کعبہ مین جگہہ ہی چاہ زمزم کی

ستارون کی اوڑ ہی جاتی ہی رونق چمن حیرت سے
یہہ کچہہ تابان ہی ای مہرو تری پاپوش کی چمکی

سخاوت ایسی داغون کی ہے سرکار محبت مین
کہ سب داغ و درہم کو بہول ہی جاہین حاتم کی

ہی سرکش کی تواضع فیض کا باعث ای ساقی
بغیر یار بوی گل صبا لاتی ہی جب ہمدم
سواری درد کی آتی ہی دلمین کس تکلف سے
بجا ہی گر پرستان بام کو کہتے ہین سب میرے
ترے چاہ زنخدان کی جو دہن مین ہو جاری
رہے گر شوق یون ہی سیر دریا کا کسی صورت
دل عاشق الٰہی شکل پر یہہ پہچان لیتے ہین
الٰہی حاسد کم فہم سے ربط اور مین توبہ
مرے ہر ایک مصرع کی صفائی ایک ہوتی ہے

پہر ساغر اگر شیشے نے گردن بزم مین خم کی
حلاوت زہر کی ملتی ہی لذت ملتی ہی سم کی
یہان تسبیح کیا کرتے ہین بس آواز تم تم کی
کہ روز و شب رہا کرتی ہی یہان آواز چہم چہم کی
مرے آنسو پہ ہنستی ہی مقرر آب زمزم کی
دکہاؤن ایکدن اوسکو بہا آنسو شبنم پر کی
شباہت کاکل جانان مین ہے اطفال توام کی
بجا ہی یہہ نہین بنتی کبہی حیوان آدم کی
کہ کیفیت ہی اپنے شعر مین اطفال توام کی

ہمارے نالون مین ہی درد کی ضرب ایسی ای پرلو
علامت جسطرح ہوتی ہی ظاہر راگ مین سم کی

عمر پہر عاشق قد ستم ایجاد رہے
یون ہی سرگرم فغان گر دل ناشاد رہے
زیست پہر یون ہی ترے عشق مین ہم شاد رہے
نہ ہی دہشت صیاد کچہہ اس گلشن مین

مگر اس باغ مین ہم سایہ شمشاد رہے
جس جگہہ ہم رہین پہر کیون وہ آباد رہے
طالب کج رہی مایل فریاد رہے
قمریو صورت شمشاد ہم آزاد رہے

کون کہتا ہی نہین جذبۂ الفت مین اثر
وہ دلِ عشق رہے اور وہ فریاد رہے

نگہ ناز یہ ثابت نہو قاتل مرا خون
ہاتھ مین نام کو تو خنجر فولاد رہے

کیا عجب سوز غم ہجر نے ہونگا جو مجھے
موم کردیتی ہی بس آگ جو فولاد رہے

عمر ساری تو طلسمات کے پیچ مین کٹی
یعنے ہم شیفتۂ زلف پریزاد رہے

چاہیے بال کی زنجیر مجھے موم کا طوق
پاس کچھ ضعف کا اپنے مجھے حداد رہے

مرگ آجاتی ہے جو رنج مین ہوتا ہے
کسطرح زیست ہو اپنی وہ اگر یاد رہے

زیست بہر شام و سحر اوسکے گلی مین گذری
خاک ہی اپنی الٰہی وہین برباد رہے

جب ترے عارض روشن کی صفائی دیکھے
صورت آئینہ حیرت زدہ بہزاد رہے

گر دکہاؤن اثر آتش ہجران پر تو
موم ہو جائے وہین سنگ کہ فولاد رہے

چشم پر آب سرشک ہی ابر بہار کی
طلعت ہی آئینون مین در شاہوار کی

گل ہے اگر شبیہ تمہارے عذار کی
کانٹا ہی ہی نظیر مرے جسم زار کی

چکنی ڈلی کو ہاتھ مین رکھتا ہون اسلئے
تشبیہ اسمین ہی پستان یار کی

اے دل علاج گرمی ہجر انکا سہل ہے
پستان یار مین ہے شباہت انار کی

مژگان کا عکس دیکھ لو آئینہ خانہ مین
منظور ہو جو دید مرے جسم زار کی

[illegible]

چھوڑا ہی دست دعا ... ہی نہین وہ ہی نہین

[illegible]

اسطرح فصل گل مین شگفتہ ہین داغ دل — گو ہون خزان جو اس اثر یادون بہار کی

اوس گلبدن کے ہونٹھ سے لگتی ہی ای صبا — منقار بن گئی ہئے قلیان ہزار کی

ہی پیچوان پہ مجھکو یقین پیچ مار کا — اور یہہ گمان نکل ہہ کہ بانبی ہے مار کی

تیغ ہین لال زلف کے ہلنے سے ای صبا — کیا بات ہے نزاکت رخسار یار کی

ثابت ہوا ہے یار کے جوبن سے مجھکو صاف — قامت پہ پہبتی ہے شجر میوہ دار کی

ہمنے لکہے ہین اسقدر اوس گلبدن کے وصف — منقار ہے زبان قلم بہی ہزار کی

زلف سیاہ یا کوئی مار سیاہ ہے — ہی کان اوسکا یا کوئی بانبی ہے مار کی

اسدرجہ جوش عشق کی گرمی بدن مین ہے — سوزش مرے پسینے مین ہہی ہی شرار کی

کس خوش گلو کے ساتہہ رہی اسکو وقت حال — آواز خوشنما جو ہی مطرب ستار کی

ہر شمع پر ہی مجھکو گمان چشم غول کا — وحشت یہہ دیدنی ہے شب انتظار کی

موتی نہین ہی نت کا مگر مین ہی سانپ کا — افعی ہی نت تو ناک بہی بانبی ہے مار کی

زیبا نہین ہے پیری مین شوق خضاب شیخ — کسطرح ہو خزان مین پہر آمد بہار کی

دیکہہ اوسکی سرد مہری کی تاثیر ای طبیب — کافور ہو گئی ہے حرارت بخار کی

لوٹن کا ہر گمان کبوتر یہ واقعی — حالت لکہون جو خط مین دل بیقرار کی

ہی نو بہار حسن کی ہر بات مین بہا — گت ہی ستار مین جو بجائی بہار کی

کس کس نے طرز لی تری تابی دل بیقرار کی	سیماب باد برق وطایر قبلہ نما غضب

پرتو مرے دماغ پہ بابی کا ہو گمان
دن رات ہے خیال جب زلف یار کی

بچپے کے ہاتھ کیوں ایک جگنو ہی پیار سے
بیطرح ہو گیا ہی نگو گیسو یار سے

با آبرو ہیں مدحت دندان یار سے
مضمون ہین اپنے ترتہ کے درنشا ہوار سے

نسبت ہی خار کو جو مرے جسم زار سے
دو چار دن ہوے ہین بتہ ہون بخار سے

یہ ناتوان ہوں میں غم دندان یار سے
مکلو نگار روزن گھر آبدار سے

ظالم نے مجھکو قتل کیا ہی بنا کے زلف
ہر ایک بال کم نہین خنجر کی دہار سے

دکھلا رہا ہی صدمہ یہ صدمہ فراق مین
اللہ کی پناہ دل بیقرار سے

بجلی گری ہی دیدۂ گریان پہ میرے ہاے
آنکھین لڑائین اوسنے جو ابر بہار سے

تھا رازہست و نیست کا زیر و زبر مگر
مکشوف ہو گیا کمر و روی یار سے

غش سے اٹھا مین سونگ کے بو اسکی بارہا
نسبت گلاب کو عرق روی یار سے

جتنے غلام تھے حبشی سب پرے ہوے
اس منہہ پر آفتاب کو تشبیہ یار سے

یارب یہ خود ہو کو چۂ دلدار کو روان
باد صبا کو بغض ہے میرے غبار سے

الجھا شب سیاہ مین اس جسم زار کو
تشبیہ دی جو یار کے گیسو کے تار سے

دیکھو اثر جنون تغافل شعار کا
آتی نہین صدا ہی جیسے کو بسار سے

کہتا ہے جسکو صبح قیامت جہان تمام
ہے کیا وہ بڑھکے میری شب انتظار سے

پھر کسطرح لگے نہ رگ جان کو میری آگ
دیکھا بندھا ہوا ترا گلدستہ نار سے

نخ کی طرح جو آئینہ بہ جاے آب ہو
پرتو سے دور گرمی رخسار یار سے

ہم ابی جاشاہ ہین گو ہین فقیر سے
مطلب ہمین نہین ہے امیر و وزیر سے

ظالم کا کہین بھی ستم ای چرخ پیر سے
بچنا محال ہے کوئی طفل شریر سے

نقش قدم نے یار کے منہ چڑھکے کہدیا
بڑھکر مراد داغ ہی بدر منیر سے

دکھ سے نصیب روز تولد سے آجتک
غم میرے حصے کم نہین مادر کے شیر سے

ہوتے نہین ہین جمع شب و روز ایک جا
کیونکر رہے نہ بغض جوانون کو پیر سے

افتادون کو جگہہ سے اٹھاتا نہین کوئی
ثابت ہوا ہے جادہ کی ہر اک لکیر سے

ایسا رولایا عشق نے اک بحر حسن کے
طوفان اٹھا جہان مین موج حصیر سے

منظور ایک غیرت شیرین کا وصف ہے
بھر کر دوات لائینگے ہم جوی شیر سے

کیا کرسکیگا خاک نشینون کا زور و شور
ہوتا ہی کیا تلاطم موج حصیر سے

زخمی ہون شوخ چشمون کی نظرون کے اسقدر
بیجا مجھے گریز ہی مضمون تیر سے

باز آ خیال وصل شکرلب سے بے شعور
پرتو ملا ہے کسکو مزا تیر ہی کہیر سے

تجہکو مثال کسنے دی مہر منیر سے
شرمندہ ہو کے پہیر لیا منہہ نظیر سے

وہ بحر حسن جب ہوا آمادہ رقص پر
پیدا ہوی طپش مری موج حصیر سے

ای جان تو ایک ہی دیکہے یونہی سہی
عاشق کو کیا غرض ہے قلیل و کثیر سے

کیا خون آب آب کیا کوہ کن نے مفت
آواز آرہی ہے لب جوی شیر سے

پرتو جناب عشق بڑے خوش مزاج ہین
حضرت کو دوستی ہی جوانوں پیر سے

اہل سخن کو یار کلام اس سخن مین ہے
موتی یہہ سیپ مین ہی کہ دندان دہن مین ہے

پامال ہو کے مردم قالین بہی جی اوٹہے
سرمایہ حیات تری انجمن مین ہے

کل کوئی رونیوالا ہوگا سوای خاک
خندان جو آج پہولونکی صورت چمن مین ہے

کینہ کسی سے ہو کہ ہو ظلم سے ہی کام
خوبی ستم طبیعت چرخ کہن مین ہے

کرتے رہینگے وصف لب لعل یار کا
گویا زبان جب تلک اپنے دہن مین ہے

پابند ہین امیر و فقیر اس جہان مین
یہہ فکر مانع خشک ہین وہ خبط من مین ہے

ٹیڑہی ہی سو ذیونکی مرا کبات ہمہ ملو
دیکہو کہ پیچ مار سیہ کے چلن مین ہے

دل ہمنوائی بلبل شیدا نہین اگر — کیون تنگ زیست فرقت غنچہ دہن مین ہے

تعریف کی ہے اون لب شیرین کی اسقدر
لذت زیادہ شہد سے پرتو سخن مین ہے

زلف رخسار پری کو سیگمان درکار ہے — ہو خزانہ جسن جگہہ پہ مار وان درکار ہے

سینہ بے دل مین اپنے رہگیا سوز فراق — گہر تو ویران ہے ولیکن پاسبان درکار ہے

نما فلو کچہہ ہوش مین آو شباب و شیب سے — ہر بہار باغ عالم کو خزان درکار ہے

بی سبب ہرگز نہین ہی آمد و رفت نفس — کشتی عمر روان کو بادبان درکار ہے

زلف در رخسار پری ہوگیا روشن مجہے — آتش گل کو ہی ای بلبل دہوان درکار ہے

ای صبا اوس غیرت گل کی ستایش کیلئے — بلبل تصویر کو گویا زبان درکار ہے

چاہئے پیش نظر قد خمیدہ ہو مرا — دیکہنا ہر تیر کو ظالم کمان درکار ہے

ہاتہ کنگن کو نہین ہے آرسی کی احتیاج — حال جسم ناتوان کو کب بیان درکار ہے

ہی رقم دیوان میں وصف اوس غیرت خورشید کا — ہر زمین شعر کو اک آسمان درکار ہے

ہوگیا ثابت وجود قد جانان سے مجہے — باغ دنیا کو ہی سرو روان درکار ہے

جلوۂ رخسار جانان دیکہہ پایا ہی مگر — اب گل خورشید کو فصل خزان درکار ہے

ماجرای سوز پروانہ کی پرسش کیلئے — شمع کو بہی اب کوئی گویا زبان درکار ہے

رات دن منظور ہی اوس مہ کے ابرو کا خیال
شمشیر وانی مین مری چاک کتان درکار ہے

شوق ہنا ہی جسے اوس سے ہمکلامی کا مجھے
ہر بن مو کی جگہہ پر تو زبان درکار ہے

غم فرقت کی کیفیت عیان ہے
ہمارا جسم لاغر خود زبان ہے

شب وصل ایک بت کیا بے زبان ہے
الٰہی شرم ہی قفل دہان ہے

ہنین ہی یار کے رخسار پر زلف
چراغ حسن کا لیکن دہوان ہے

دل پرداغ کا مضمون ہی تحریر
زمین شعر صحن بوستان ہے

فلک کو اپنی ہر اک آہ ہی تیر
ہمارا قد خم گشتہ کمان ہے

مجھے ہی تیر ہر ایک سخت فقرہ
لب معشوق بہی گویا کمان ہے

نگاہ یار کو مین تیر سمجھا
گمان ابرو پہ ہوتا ہی کمان ہے

نہین ہے تل رخ رشک چمن پر
مگر گلشن مین بلبل باغبان ہے

تصور سے بچھا اوس ماہرو کے
مرا سینہ ہے یارب یا کتان ہے

کیا اوسنے مسخر بات ہی مین
کوئی تعویذ لب نقش دہان ہے

اوڑھایا تیر کیا عاشق کے دل سے
عجب طرز خرام جان جان ہے

مقابل مجہہ سے میدان سخن مین
عدو مین حوصلہ اتنا کہان ہے

ہوں زخمی خندہ دندان نما کا	دہان زخم بھی گوہر فشان ہے
ہوا رفتار سے اوس مہ کی ثابت	زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے
رقم ہے وصف دندان پر یہ دو	ہر اک مصرع مرا گوہر فشان ہے
دل عشاق ہیں گھنگرو میں پنہان	کوئی افسون خرام جان جان سے
سیاہی سے قلم بھی ہے سیہ پوش	رقم اپنے جو غمکی داستان ہے

مہ و خورشید پر تو نقش پا ہیں
زمین کوئی جانان آسمان ہے

چھٹ گیا جب چمن کوچہ جانان مجھ سے	لاکھوں آباد ہوئے دشت و بیابان مجھ سے
برسوں رکھتا ہے مرا چاند کو پنہان مجھ سے	چال چلتا ہے عجب گنبد گردان مجھ سے
لاغر ایسا ہوں گلے سے اتر آیا ہے جنون	ہو گیا خود ہی جدا اپنا گریبان مجھ سے
ناقبول ایسا سیہ کار نہیں ہوں کہ چھپائے	ہو گئی صبح وطن شام غریبان مجھ سے
ہے ترے تل کا تصور کہ خیال افیون	ایکدم ہی نہیں چھٹتی نئے قلیان مجھ سے
ربط پیدا کرے گلزار جہان میں یارب	صورت رنگ حنا دست حسینان مجھ سے
اپنے دامن کی طرح اوسکے بھی پرزے کردون	بچکے جائیگا کہاں دشت کا دامان مجھ سے
کسطرح اس دل بیتاب کی تسکین ہوتی	نیند منگ تھی شب فرقت میں گریزان مجھ سے

روش نکہت گل ضعف سے اوڑتا ہون صبا
اب کہان ہر کے رہا تخت سلیمان مجھ سے

عشق جھکو اتا ہی کیا کیا نہ کنوین او ظالم
دور جب سے ہے ترا چاہ زنخدان مجھ سے

ہین مری سبحہ و زنار مگر نسخۂ سحر
راست رہتا ہی ہر اک گبر و مسلمان مجھ سے

آدمی زاد سے مالوف پریزاد نہین
ربط رکھتا ہی ہوا جو وہ انسان مجھ سے

ٹھیلکہ باران کا یہان دیدۂ گریان نے لیا
کیون نہو وادی سرسبز بیابان مجھ سے

گر جنون ہو تو او سیکی مجھے زنجیر ملے
نہ چھٹے یار مرے اللہ در جانان مجھ سے

حسرت ویاس مرے ساتھ ہوین قتل تمام
خوب آباد ہوا گنج شہیدان مجھ سے

ہر قدم پانون سے الجھے رہے صحرا مین جنون
ربط رکھتے ہین بہت خار مغیلان مجھ سے

کر دیا حاکم ملک سخن ای طبع رسا
کیا ادا ہو مرا استاد کا احسان مجھ سے

تو جو چلتا ہے مین پیچھے ہوا جاتا ہون
صبر لیتی ہے تری جنبش دامان مجھ سے

گر نہوتا ترے دروازے کا سودا ای جان
ہر گز آباد نہوتا کوئی زندان مجھ سے

ہین وہ ہون شیر نیستان سخن ای برق
شکل روباہ ہین حاسد گریزان مجھ سے

اب صدف دفتر اشعار نظر آتا ہے
کلک بھی ابر گہربار نظر آتا ہے

آسمان پر یہ نہین عقد ثریا لیکن
رشتۂ سبحہ و زنار نظر آتا ہے

ادسکی مژگان کو نہ کیونکر کہون قاتل ابدال
موہر اک خنجر خونخوار نظر آتا ہے

بحر کو سکتے ہی آنے کی تمنا دنرات
لمبلا دیدۂ بیدار نظر آتا ہے

رنج سے دور نہین فرحت جاوید کبھی
ہجر مین جلوۂ دلدار نظر آتا ہے

ظلمت و نور مین کچھہ فرق نہین ہی باقی
روز مین دخل شب تار نظر آتا ہے

آمد و رفت کے جھگڑے ہین فقط دنیا مین
یان مزاریت کا بیکار نظر آتا ہے

داغ سودا ہین پیالے غم فرقت ساقی
دل مرا خانۂ خمار نظر آتا ہے

ہہین نہار خزان فصل بہاری سے جدا
دیکھیے پہول مین بہی خار نظر آتا ہے

دیکھتا ہون مین اگر گنبد گردان کیطرف
شیخ کا گنبد دستار نظر آتا ہے

جاکے جب سانپ کو گلزار مین دیکھا پرتو
یار کا گیسوی خمدار نظر آتا ہے

ایدل مرے خیال مین پائے وصال کے
آسان ہمنے معنی کیے ہین محال کے

جلوے ہین ابرو و رخ یوسف جمال کے
مشتاق ہم ہین اسلیے بدر و ہلال کے

معنے سنی ہین جو عوض بوسہ گالیان
معنے ہین یعنے سارے یہہ حرف سوال کے

نامحرمون کی آنکھہ سے پردہ ضرور ہے
کوٹھے پر اپنے آؤ دوپٹہ سنبھال کے

تارون سے بڑھکے دامن کاغذ مین پر ضیا
نقطے ہوے ہین وصف پریرو کے خال کے

آئے شب فراق اگر خواب کا خیال / تارے ڈرائے رات بھر آنکھین نکال کے

قارون کیطرح ہو نہ گرفتار حرص زر / پاتے ہین کیا نہ رنج طلبگار مال کے

کیا کیا نہ چرخ تفرقہ پیرا کے ہاتھ سے / دنیا مین رنج پاتے ہین طالب وصال کے

پیچون مین جب سے یار کی زلفون کے ہون اسیر / دشمن ہین سارے دوست مرے بال بال کے

پرتو ہزارون اسکی کمر کے ہین جان نثار / پہندے مین ساری خلق ہے اس ایک بال کے

ہم جو یاد رخ دلدار مین نالان ہونگے / شرر آہ چراغ شب ہجران ہونگے

تیری محفل مین حسینان جہان کو ہو فروغ / مہر ہو تجہ سے سارے کہین تابان ہونگے

خوش گلو ایسا ہی تو بزم جہان مین ایجان / ساز سار تیری آواز پہ قربان ہونگے

یکقلم حرف وہین صورت کاغذ ہون سپید / گر رقم وصف بیاض رخ جانان ہونگے

صورت شانہ جگر چاک نہو گا کیونکر / ہم اگر شیفتہ کاکل جانان ہونگے

جبل طور کا اس تربہ د ہوکا ہوگا / دفن جس قبر مین ہم سوختہ سامان ہونگے

شعلۂ شمع لحد پر ہو گمان تجلی کا / دفن جب شیفتۂ خندۂ جانان ہونگے

آستان کا ترے سودا مجھے پھر ہوتا ہے / وہی سنگ اور وہی دامن طفلان ہونگے

وجہ وحشت ہی تری سونے کی ہیچی ای بت / جسم پر لگ کے مرے سنگ زر افشان ہونگے

چاند سورج کا اوجالا ہی تمہارے ہی فقط
ورنہ روشن مہ و خورشید درخشان ہونگے

منت مہر اوٹھاینگے ترے شیدائی
صبح ہو جائے جو ہم چاک گریبان ہونگے

روبرو تیرے اوتر جائیگا پانی اونکا
بزم گلزار مین تفدان گل خندان ہونگے

بلبلا آب مین بنجائے صدف ای نیسان
عکس افگن اگر اونکے در دندان ہونگے

شاخ سوسن کی بنیگی وہین پرلو جو کبھی
آشنای سنئے قلیان لب جانان ہونگے

میکشی ثابت ہوی اس سے ہر اک میخوار کی
نشہ کے دورے مین کیفیت ہی برقی تار کی

شربت ناریخ نسخے مین ہو اپنے ای طبیب
جوش پر گرمی ہے عشق سینہ دلدار کی

تار آنسو کا مری گردن مین یادن رات ہے
عشق بت مین شیخ جی چاہتے ہین زنار کی

تیرے گہنگرو کی صدا سے مست ہے ہر ایک دل
ہی صدا اوسکی صدا منقار موسیقار کی

کفر اور اسلام کا دل سے تعلق ہے مگر
ایک ہی صورت ہے گو ہر کافر و دیندار کی

ہان لگیگا آج اعجاز مسیحائی کو داغ
جان ہونٹون پر ہے تیرے طالب دیدار کی

فتنہ خوابیدہ جاگ اوٹھے ہو محشر بپا
مرحبا کیا بات ہی ای جان تری رفتار کی

خون بچہ مظلوم کا ہر دم نہ یون اسکو چبا
لال ہو جائیگی ای قاتل زبان تلوار کی

میری حالت ہی عیان پرلو زبان حال سے

بات رنگ رخ مین اپنے ہی لب اظہار کی

نقاہت مانع شور و فغان ہے — مرے اللہ کس آفت مین جان ہے

خدا جانے کرین کیا اوسکو عیسیٰ — جو اوس بت کی ادا کا نیم جان ہے

بگاڑا آبرو کو رنگ رخ نے — عیان چہرہ سے اب راز نہان ہے

لکہی ہے مین نے مدحت اوس قمر کی — زمین شعر اول آسمان سے

جلاتی ہے یہہ اوسکے عشق کی اگ — معاذ اللہ تپ محرق کہان ہے

ہی صبح حشر یا صبح شب وصل — ہزارون فتنے اوٹہنے کا سمان ہے

زرا آ کر ادہر دیکہے تو فرما — کہ کس درجہ مری شیرین زبان ہے

نقاب اولٹی ہی اوسنے آج رخ سے — کہان دیکہو تو مہر آسمان ہے

ہوا ہے جلوہ گر جب سے وہ خورشید — زمین رشک چہارم آسمان ہے

تواضع سے ہی رتبہ کو بلندی — جہکے رہنے سے اونچا آسمان ہے

نہین جنت سے کم دلبر کا کوچہ
کہ رضوان اوسکا برق پاسبان ہے

گر فلک تک میرے رونے کی خبر اوڑ جائیگی — آبروی ابر باران چشم تر اوڑ جائیگی

کالا ڈورا باندہنا اکثر نظر کا توڑ ہے — سرمہ دے آنکہو مین تاثیر نظر اوڑ جائیگی

جل بجائیگی تمہارے ہاتھ مین او شعلہ رو
صورت طوطی حنا بے بال و پر اوڑ جائیگی

رفتہ رفتہ حشر برپا ہونیکی اوڑ ہی خبر
فتنہ رفتار ظالم دیکھ کر اوڑ جائیگی

وہ اجازت چاہتا ہی کسطرح چہوڑون اوسے
جان میری سنکے جانیکی خبر اوڑ جائیگی

مثل مجنون ریگ بہی انکی روان ہوگی نکون
میری وحشت کی جو صحرا مین خبر اوڑ جائیگی

اپنی آہ گرم ہو گلشن مین جب جلوہ فزا
جل کے جیون کافور خود باد سحر اوڑ جائیگی

رات کو اوسکے مقابل ہو اگر وقت خرام
آسمان پر رونق روی قمر اوڑ جائیگی

نوحہ ڈالے تو نے پر پھر خوف ہی کس بات کا
کیا قفس سے بلبل بے بال و پر اوڑ جائیگی

رخ سے بوی گل ہوی کافور تو کیا دور ہے
زلف سے اونکی اگر بوی اگر اوڑ جائیگی

سامنا ہوگا جو زلف صندلی رخسار کا
بوی مشک و عنبر و عود و اگر اوڑ جائیگی

جلوہ زلف و رخ دلبر اگر دیکھے کبھی
صاف **پرتو** طلعت شام و سحر اوڑ جائیگی

آج بیدل مین جو مجہ سے سبب اسکا کیا ہے
کہئے ای حضرت دل اپکا منشا کیا ہے

جان دیتا ہی کسی بت پہ یہ شیوا کیا ہے
یا الٰہی دل ناداں کا منشا کیا ہے

عشق کو کھیل سمجھتا ہے ارادہ کیا ہے
امن دشمن آرام کا قصا کیا ہے

بعد مدت کے لکھا آج کا وعدہ اوسنے
انسے دیکھینگے کہ تقدیر کا لکھا کیا ہے

رنگ بیڈھب ہے خدا جانے ادا کیا ہے

خط میں تحریر جو حال دل شیدا ہو جائے
نامہ برگشتہ شمشیر تمنا ہو جائے

آنکھ کا گر تری محفل میں اشارا ہو جائے
طرفۃ العین میں عالم تہ و بالا ہو جائے

مجھ سے جب جسم مرا سوکھ کے کانٹا ہو جائے
ہے یقین ربط گل اندام سے پیدا ہو جائے

گر نہ بولوں نہ سہی راز غم افشا ہو جائے
دہن زخم زبان دل شیدا ہو جائے

گر ترے دانت کو دیکھے کبھی او بحر کمال
کیا عجب ہے جو گہر سیپ میں آدہا ہو جائے

ترے رخسار کا گر خال نظر آئے اوسے
بدر بہی گہٹ کے دہن جیسا تارا ہو جائے

میرے آنکھوں کے شرارے جو چپک جائیں کبھی
شب تاریک بہی اک نور کا ترکا ہو جائے

جیب بیکار ہوئے کہتی ہیں ادائیں اوسکی
آئے اس بزم میں زہرہ بہی تو سکتا ہو جائے

جائے کسطرح وہ کعبہ کو کبھی بہولے سے
او بتو بس کوئی بندہ جو تمہارا ہو جائے

جان عالم کو بچانا نہیں ہوگا دشوار
آج گر یار مرا انجمن آرا ہو جائے

آمد ورفت نظر وجہ کدورت ہے کہیں
عارض صاف نہ اوس یار کا میلا ہو جائے

حاسد کور درون اور مرے ہوتے یہ فروغ
شپرہ سا منہ خورشید کے بینا ہو جائے

کوئی فرقت میں نہیں اپنا رہا ہمراہی
کیا عجب دور جو سایہ بہی ہمارا ہو جائے

اک نظر میری طرف وصل کی شب ہے ای شرم
دست نازک نہ رخ یار پہ پردا ہو جائے

شوق اوس شوخ کو جو سرکا ہی پرتو ذرات
کاش کوڑی دل بیتاب ہمارا ہو جاے

مجروح کیا کس نے تمسخر کی نظر سے
پیدا ہی تبسم دہن زخم جگر سے

کیا خاک سے پہولا ہے شہیدونکی گلستان
بو خون کی آتی ہے مجھے ہر گل تر سے

خالی نہین چوری بہی نزاکت سے تمہاری
پہلو سے لیا دل بہی تو دزدیدہ نظر سے

ہی اسکو وجود اوسکو عدم بال کو کیونکر
تشبیہ بہلا دیجیے پہر اوسکی کمر سے

ہی ابرو و مژگان پہ ترے خون مرا ثابت
محضر کا ہی مضمون عیان زیر و زبر سے

اک آنکھ سے کوٹھے پہ اور اک روزن در پہ
دیکھین کہ ستمگر نظر آتا ہی کدہر سے

ممکن نہین اعلی سے عنایات کی امید
بجتی نہین دیکہی کبہی پایل آب گہر سے

رہتی ہی ان آنکھونمین دکہائی نہین دیتی
کچھ کم نہین ظالم کی کمر تار نظر سے

آتے ہی خیال اوسکا نظر آگیا کوچہ
کرتے ہین سفر دور کا ہم عزم سفر سے

کس کان حقیقت کی ہنسی کا ہون مین زخمی
چھڑکتا ہی نمک ہر دہن زخم جگر سے

بوسے لب شیرین کے لئے اور زبان کے
پایا ہی مزہ ہمنے بہت بڑہکے شکر سے

بوسے کے عوض بات سنی تلخ کسی کی
حنظل کا مزا پایا لب تنگ شکر سے

جاتا ہے غضب کوچۂ سفاک مین پرتو

اگہ دل نادان نہین انجام سفر سے

رہ بہول کے ظالم وہ کہین ادہر آئے — ای گردش گردون مری امید بر آئے

ساتہہ شرکت آنکہون نہین جو لخت جگر آئے — ہمسلک گہر لعل کے ٹکڑے نظر آئے

مشتاق شہادت کی تمنا یہہ بر آئے — اوس ابروی خمدار کا خنجر نظر آئے

پہلو سے گیا اٹہہ کے جو تو صبح شب وصل — ہم آپ مین ایجان نہین عمر بہر آئے

کوٹھے پہ چڑھے چاند وہ اپنا جو کسیدن — گردون سے زمین پر وہین سورج اوتر آئے

محفل مین تری ولولہ رشک کے باعث — ممکن نہو ا ضبط یہان اشک بہر آئے

بیتابی دل حد سے بڑہی جاتی ہے یارب — کسطرح شب ہجر کی مدت بسر آئے

یہہ مانگ ہے پہر کیون تری خورشید کے ہوتے — ممکن ہی نہین کاہکشان گر نظر آئے

فرقت مین قرار اس دل مضطر کو ہو یارب — گر یار نہ آئے نہ سہی نامہ بر آئے

گر دیکہے اوس حور کو دیکہے کوئی اوسکو — خورشید پر انوار بہی ذرہ نظر آئے

خود رفتگی عشق کے ہاتہون سے الٰہی — وان اپنی پہنچ ہو نہ جہان سے خبر آئے

کیا کیا نہ مزے لطف کے ملتے ہین ستم مین — اپنی شب ہجران کی نہ ہرگز سحر آئے

بزم طرب آرزوی وصل و گلستان — پیچہے ہین سبہی نالون مین پہلے اثر آئے

پہنچی نہین پہنچی کبہی پہنچے تلک اوسکے — کیون اوسکی کلائی مرے پنجہ مین در آئے

اسواسطے روتا ہون شب وصل مین پرتو
اوس تک نہ کہین نالۂ مرغ سحر آئے

یارب ملے کہین وہ مرا سیمبر مجھے
دولت کی آرزو نہ تمنای زر مجھے

ملتی نہین ہی ہای کچھہ اپنی خبر مجھے
کرتا رہیگا گم یونہین عشق کمر مجھے

گردش نے چشم یار کی آوارہ کر دیا
تقلید مہر و ماہ سے شام و سحر مجھے

مرتا ہون جسپہ اور نکلتا ہی جسپہ دم
اوس بیوفا نے پوچھا نہین بہولکر مجھے

اب ہے یقین کنج لحد مین ملیگی جا
ہوتا نہین ہے وصل ترے گھر مین گر مجھے

لائی ہے بوی یار پھر آئینگے زخم دل
بھاتا ہوی ہے آج نسیم سحر مجھے

کرنے دے عرض حال شب وصل اوس سے کچھہ
بیتاب کرتا ہی غم ہجر اسقدر مجھے

ہنگام نزع سمجھا مین اور دم نکل گیا
وصل صنم مین جب نظر آئی سحر مجھے

کرتا ہون اوسکی سیر تصور مین رات دن
آتا ہے دور سے ترا کوچہ نظر مجھے

چلتا نہین مین دہوپ مین زنہار یکقدم
سایہ ہے دود آہ کا بالای سر مجھے

بندے کا کیا جواب بن آئیگا پیش رب
ترسا کے یون ہی ماریگا اوبت اگر مجھے

پرتو یہہ ہجر یار مین رنگ مزاج ہے
صندل کے دیکھنے سے ہوا درد سر مجھے

کچھ گلا تجھ سے نہیں ای ستم ایجاد مجھے	رنج دیتا ہے مرا ہی دل ناشاد مجھے
ناتوان فرقت شیرین نے کیا ہی ایسا	سایۂ کاہ ہوا تیشۂ فرہاد مجھے
چاند کو تیرے رخ صاف سے کیا نسبت ہے	داغ آتا ہی نظر باعث ایراد مجھے
طایر حسن کے بس شہپر پرواز ہین یہ	بولتا ہی خط سبز ستم ایجاد مجھے
ناتوان کرکے اوڑاتا ہی ہوا پر ہردم	صورت ہوش غم ہجر پریزاد مجھے
سنگ در سے ترے ٹکراؤنگا سر او شیرین	توڑون تیشے سے نہین طینت فرہاد مجھے
دیکھتا ہون جو قمر کو شب فرقت او حور	یاد آتا ہی ترا حسن خداداد مجھے
دیکھتا ہر کس و ناکس سے کہان دبتا ہے	اک پسند آئی یہان سختی فولاد مجھے
فیض استاد کی دولت سے کیا کرتی ہے	سبکا محسود مری طبع خداداد مجھے
بال کہتے ہین کمر کو تری معدوم ہے وہ	اسمین ایجان ہے گنجایش ایراد مجھے
غمسے اوس رشک سلیمان کے ہوا غیرت مور	بلبلا ہو گیا اک قلعۂ فولاد مجھے
بہہ گیا خون مری آنکھ سے آنسو ہوکر	نیشتر خاک لگائے کوئی فصاد مجھے
شحنۂ ضعف کو معقول نہین ہے یہ گواہ	ورنہ کرد الیگی مخطی مری فریاد مجھے

حاجت منت جلاد نہین ہے پرتو
ہر نفس ہجر مین ہے خنجر فولاد مجھے

بس ہو چکی نماز مصلا اوٹھائیے
ای شیخ وہ شراب کا شیشہ اوٹھائیے

آخر کچھ انتہا بھی بھلا ابتدا کی ہے
کب تک کسی کا غمزہ بیجا اوٹھائیے

عاشق تمھارا منت خورشید کیوں اوٹھائیے
اور شکل ماہ چہرے سے پردہ اوٹھائیے

مدت ہوی کہ راگ کی محفل جمی نہیں
مطرب ستار لیجیے طبلہ اوٹھائیے

چلتے ہو کس خیال میں ٹھوکر کا خوف ہے
پاؤں میں آرہا ہے دوپٹہ اوٹھائیے

جی چاہتا ہے آج جڑ ہا مینگے حساب
ساقی بڑہا کے ہاتھ پیالا اوٹھائیے

یہہ ضعف ہے کہ ہل نہیں سکتے ہیں جا ہے ہم
ای شوق دید یار قدم کیا اوٹھائیے

اللہ کا ہے شکر کہ مہمان یار ہو
پرتو درود پڑہ کے نوالا اوٹھائیے

اک ہم ہیں کہ اپنی یہہ بہلائی نہیں جاتی
اک تم ہو کہ تم سے وہ برائی نہیں جاتی

کہٹ کہٹ کے ہوا بدر ہلال اور بہی صفات
کیا ظلم ہے انگشت نمائی نہیں جاتی

یہہ تفرقہ ہے دیدنی جو کوہ شکن تہے
اب اون سے کمان تک بہی چڑہائی نہیں جاتی

اسد رحیم آج عالم اسباب سے ہوں تنگ
آنکہوں میں نظر تک بہی سمائی نہیں جاتی

اللہ ری نزاکت بت سفاک کی اپنے
بکہرے بہی اگر زلف بنائی نہیں جاتی

کیا سخت کیا اوس بت بیدرد نے دلکو
للہ بہی اب شکل دکھائی نہیں جاتی

یہہ ضعف بڑہا جاتا ہی اپنا کہ سر مو
منت بہی کوئی سر پہ اوٹہائی نہین جاتی

وہ دن گئے جو توڑتے تہے دانت سے ہڈی
اب دیکہیئے روٹی بہی چبائی نہین جاتی

ثابت یہہ ہوا آئینہ بینی سے مقرر
جو صاف ہین بس اون سے صفائی نہین جاتی

پہنچایا ہی ہمت نے در یار پہ اوسوقت
جب ضعف سے زنجیر ہلائی نہین جاتی

پرتو یہہ پشیمان ہین وہ اپنے کئے سے
جہوٹی ہی کوی بات بنائی نہین جاتی

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

تلاش یار کو بہوجہ ہی سزا کیلئے
مزاج ناز مین حیلہ کہان جفا کیلئے

غرض کے باب ہی ہین کہولتے ہین اہل غرض
مگر زبان ہی اظہار مدعا کیلئے

نہین دلیل جنون چاک دامن عاشق
کہ چاک زیب ہے اسی اجہنو قبا کیلئے

اوسے یہہ ضد ہی کہ محرومی وصال ہے
نہین ہے حکم ادہر آنیکا قضا کیلئے

وہ بت وصال مین بیتاب ہوکے کہنے لگا
خوشی آرہے ہین مجہے چہوڑدو خدا کیلئے

ہی شوق وصل و تمنای دید زلف مجہے
یہہ دل ستم کیلئے ہی نظر بلا کیلئے

حجاب عرض غرض ہو گیا ہی قفل وہان
زبان کہلتی نہین میری مدعا کیلئے

ہوا وصل بتان نے کیا ہے مجہے مجبور
خدا سے شرم جو آئی ہی کچہہ دعا کیلئے

کہا شکایت ناسور دل پہ جانان نے
دریچے گہر مین بنائے گئے ہوا کیلئے

کہین زبان سے کیا دیکہہ لے یہہ حال تباہ
ستمگر آئینہ ہی صورت جفا کیلئے

ہی سرنگون تو بجا ہی وہ شرم کا پتلا
ضرور چاہئے نیچی نظر حیا کیلئے

وہ عاشقون کی تغافل سے جان لیتے ہین
وفا خراب گئی مفت مین وفا کیلئے

وہ آئے میری عیادت کو ہای غش ہو کر
زبان ضعف ملی عرض مدعا کیلئے

خدا سے لطف صنم کا ہون ملتجی ہردم
میری زبان ہے اس ایک التجا کیلئے

کرون نہ یار سے شکوہ کبہی کہ شاعر ہون
گلہ روا نہین بیداد نا روا کیلئے

نہوگی شکوہ قاتل سے آشنا ہرگز
زبان خدا نے مجہے دی ہی مرحبا کیلئے

بیان درد جگر سے ہوا ہے دل ٹکڑے
خموش برق آشفتہ جان خدا کیلئے

پہرتی ہی آنکہہ مین صورت دم رقت تیری
اپنے ہر اشک مین ہی شکل و شباہت تیری

جان لیتی ہی ستمگر شب فرقت تیری
ملک الموت نہ ٹہرے کہین الفت تیری

پڑ گئی مہر درخشان سے بہی طلعت تیری
چاند کے منہ پہ جہلکتی ہے صباحت تیری

ناصحا جانتا ہون کیا ہی ضرورت تیری
ضد دلاتی ہی مجہے اور نصیحت تیری

کیسی اولٹی دل نادان ہی قسمت تیری
نہو دشمن کے بہی حصہ مین مصیبت تیری

بہاگئی تب سے مریجان محبت تیری — بنگئے بتلی مری آنکہون ہی صورت تیری

لذت شکر کا دکہاتی ہے محبت تیری — زہر قاتل ہے مریجان عداوت تیری

کیون نہ آتش کو جلائیگی فصاحت تیری — فخر ناسخ ہوی برق یہ بلاغت تیری

نہوے زخم جگر کیون مرے ممنون نمک — شور کرتی ہی بیان یاد ملاحت تیری

یا سمن کے ہی نظارون نے دئے لاکہون گل — گل کہلاتی ہے نئے یار صباحت تیری

ہمیے بدنام کیا تیرے تغافل نے غضب — کرتی ہی شہرۂ آفاق عنایت تیری

بیجا اے سکو زرداغ دیا جاتا ہے — فخر حاتم ہوی اے عشق سخاوت تیری

درد ٹہنڈا رہے آباد رہے اے دل زار — کیا شب ہجر مین دیتا ہی رفاقت تیری

تیرے قد سے قد طوبی کو لگا کر دیکہا — یہہ ہی تشبیہ نہین اے سہی قامت تیری

لطف دیدار کا ہی مشق تصور سے حصول — رہتی ہے مد نظر شکل و شباہت تیری

کچہہ تکلف نہین کہتا ہون نہین سچ یہ برق
ایک مدراس مین ہے ذات غنیمت تیری

بے پردہ وقت شام جو وہ مہ نکل پڑے — غش کہا کے آفتاب فلک سر کے بل پڑے

کام آئے زہد خشک نہ زاہد یہان ترا — اوس بت کی چلتی باتو پہ لاکہون پہسل پڑے

بیہوشی مین ہی ہمکو خیال سجود ہے — غش کہا کے گر پڑے بھی اگر سر کے بل پڑے

کم مایہ جو اچہلنے لگے باغ دہر مین
فوارے کیطرح سے وہ سب سر کے بل پڑے

وہ تیز سوز عشق ہے رستم کی بہی میان
مانند شمع موم کے چربی پگہل پڑے

اونکو اکیلا پا کے تمنا کے فقرے آج
بی اختیار میری زبان سے نکل پڑے

رکہنو نہ ہاتہہ رقص مین زہرہ جبین کبہی
مانو تو بات موی کمر مین نہ بل پڑے

کس کس کے باندہ گانہ پٹکے کو اومیان
مانند زلف موی کمر مین نہ بل پڑے

دشمن کو بہی نہ بار غم ہجر ہو نصیب
آئی سماں سر پہ بلا سے جبل پڑے

ربڑ کی گولیون سے یہہ پرتو ہوا ثبوت
کمظرف بات بات مین ہاتہون اوچہل پڑے

اس وجہ اوسکا شیفتہ سارا زمانہ ہے
انداز دلفریب چلن ساحرانہ ہے

چرچے ہین میرے عشق کے ہر جا پے رات دن
اک یہہ بہی ہر گذشت عجایب فسانہ ہے

دست فلک سے طایر سیمین نہ چہٹ سکا
ہالہ ہے شکل دام تو مہ تخم دانہ ہے

روئے پہ میرے باغ مین بلبل ہین مست آج
نالہ ہے اپنا یا کوئی رنگین ترانہ ہے

ساقی کے غم مین صورت مینا تمام رات
آنکہون سے پہوٹ پہوٹ کے آنسو روانہ ہے

اہل جہان کو اس سے نتیجہ نہین اگر
قارون کا زمین کے نیچے خزانہ ہے

فصل خزان نے باغ کو ویران کر دیا
بلبل ہے پہول ہے نہ کہین آشیانہ ہے

ناخیر کیون ہی آپکو ایجان بناؤ مین
مین سر پٹک رہا ہون تو کہتی ہے خلق
اظہار درد ہجر سے آزردگی نہو
ہمکو کسی سے دہر مین کینہ ذرا نہین

حاضر جو آئینہ ہی تو موجود شانہ ہے
دن بھر یہہ کیون نماز بھی تو پیچگانہ ہے
میرا گلہ یہہ تمسے فقط دوستانہ ہے
بیگانہ ہی ہر ایک ہمارا یگانہ ہے

دن رات محو ہون مین کسیکے خیال مین
فکر غزل کا کہنے کو **پرتو** بہانہ ہے

ای سپہر حسن کیسی طلعت امید سے
ہوگئی دونی خوشی دیکھا جو اوسکو جلوہ گر
رقص پر آمادہ ہی جب سے تو ای زہرہ منش
یہہ پریشان دل آئے یاد کی گہر مین ہولکر
آنکھہ گو دو ہین مگر شئی دو نظر آتی نہین
ہی یہہ کچھہ تکرار شوق دید وقت فکر شعر

اشرفی ہر ایک انگیبہ کی تری خورشید سے
مجھکو تیرا ابروی خمدار ماہ عید سے
ہی ترے گہر کی زمین چرخ اور تو ناہید سے
عاشقون کے باب مین دربان کو تاکید سے
خود نظر مین عاشقون کی جلوۂ توحید سے
جس جگہہ پر لفظ نظارہ ہی بالتشدید سے

ای مہ ہجر اک شب جلوہ گر ہو بام پر
کب سے **پرتو** مبتلای اشتیاق دید سے

بادر دو یاس ناغمین بہنے جو آہ کی
آواز چار سمت سے آئی پناہ کی

[حاشیہ کی تحریر دستی، بیشتر ناخوانا]

پلکوں کیطرح دامن تقوی بہی چاک ہے
اللہ ری تیزیاں تری تیغ نگاہ کی

ای شوق دید روزن دیوار بند ہین
بیٹھا کوی راہ نہین رسم و راہ کی

کب کوی یار مین یہہ رخنہ انہین سبب
حاجت تہی ایسے باغ کو ایسی ہی چاہ کی

فرہاد مین نے کی تو کئے اوسنے قطع ہونٹھ
کیا خوب آج داد ملی دادخواہ کی

فرقت کی شب تلاش جو اوس حور کی کرون
مشعل ضرور چاہئے گردون کے ماہ کی

کہتے ہین دل کو خانہ رب قدیر ہے
اللہ ری منزلت یہہ تری جلوہ گاہ کی

خال سیاہ یار کے نظارہ سے غضب
جاتی رہی تمیز سپید و سیاہ کی

بوسہ جو لے لیا تو کرو قطع دو نو ہونٹھ
تعزیر ایسی چاہئے ایسے گناہ کی

ساغر تو درکنار کہ بوی شراب بہی
قسمت مین تہی ہمارے نہ بخت سیاہ کی

کب دل کے آس پاس ہے پرتو ہجوم غم
گہیری ہوی ہے قلعہ کو پلٹن سیاہ کی

آیا جو یار بام پہ گیسو سنوار کے
مرغ قرار ہمنے اوڑایا اوتار کے

اقرار مین خلل ہو جو اوس گلعذار کے
پرزے اوڑا دون دامن ابر بہار کے

وہ بت ہمین کہین نظر آجاے یا خدا
کرتے ہین بس دعا یہی دامن پسار کے

اب ہتکڑی ہے ہاتہہ مین ای انقلاب دہر
ہم بہی تہے چہونے والے کبہی زلف یار کے

وحشت کے ہاتہون ہجر مین صحرا نشین ہین آج
کل تک تو ہنسنے والے تہے ہم کوی یار کے

برگشتگی سے دور نہین گردباد ہو
بہیکون اگر گلے سے گریبان اتار کے

سہرا بندہا ہی فرق سے نیرنگیون کا واہ
صدقے ہین عندلیب عروس بہار کے

اللہ رے جوش اشک کہ تہمتے نہین کبہی
انکہون نے میری سیکہے ہین طور آبشار کے

اوس گل کی بات ہے ہین شگفتہ گل امید
ہین رنگ بو لچال مین باد بہار کے

کانٹے نکالتے نہین صحرا مین ہم جنون
چہک چہک کے پاون پڑتے ہین ہر گام خار کے

کیونکر فراق یار مین آرام ہو مجہے
سوتا ہی پاون لنگ ہی اپنے پیار کے

بے مہ تو لطف بادہ کشی کا ذرا نہین
پرتو ہیون نہ جام مین کیون ساتہ یار کے

ہون دور مین جو ایک بت رشک ماہ سے
صبح شب فراق ہوی مہر آہ سے

ظالم ہو پردہ دار یہ ممکن نہین کبہی
جلوون ہی جہلنی ہو گئی تیر نگاہ سے

یان تار تار جیب ہے بکہری ہے زلف وان
ظالم کو رشتہ ہی مرے حال تباہ سے

روتی ہے انکہہ اوسکے ذقن کے خیال مین
دریا کو فیض ہونے لگا آب چاہ سے

یہہ چاند سورج آپکے ای آسمان حسن
طلعت مین کم نہین ہین ذرا مہر و ماہ سے

ہی چاندنی طلائی دوپٹہ ترا اگر
چہرہ ہے صاف تر ہی دہ چند ماہ سے

یہہ حوصلہ ہی طور کا مجھہ سے مقابلہ
آتی ہے اب صدا یہہ تری جلوہ گاہ سے

اوسکو ہنسا کے مجکو رولاتا ہی اب رقیب
یہہ روسیاہ کم نہین ابر سیاہ سے

اوسکی گلی مین حسرت پابوس بیٹھہ کر
نقش قدم کیطرح اوٹھے ہم نہ راہ سے

نعرہ بہی اپنا نعرۂ یاہو سے کم نہین
ہلنے لگا ہے عرش مری آہ آہ سے

کیونکر پیون شراب نہ عہد شباب مین
موی سیہ شبیہ ہین ابر سیاہ سے

جو عارضی ہے وہ کسی صورت نہ رہ سکے
اکدن جدا ہی نور ہیینے مین ماہ سے

پرتو نے باندہی دہن نظر آیا نہین جو وہ
رخش خیال تیز ہے مرغ نگاہ سے

جو کچھہ مجہپہ گذرا وہ کیا جانتا ہے
یہہ دل جانتا ہی خدا جانتا ہے

بدن پر جو ہے خاک تیری گلی کی
ترا عاشق اوسکو قبا جانتا ہے

نصیحت ہوی جب فضیحت ہوا خوب
یہہ دل حسن کو اب بلا جانتا ہے

مری ٹہنڈی سانسون کو سنکر الہی
وہ بیدرد ہے ہے صبا جانتا ہے

خدا کی پنہ ایسے بیدرد بت سے
جو عاشق کے خون کو حنا جانتا ہے

شب وصل بہی منہہ چہپاتا ہے ہمسے
ستانے کو ظالم حیا جانتا ہے

خدا نے سمجہہ دی ہی اولٹی بتون کو
ستمگر برے کو بھلا جانتا ہے

دنیا مین ہو بشر تو نصیحت پذیر ہو

مین اوسکو مرا آشنا جانتا ہون	خدا جانے وہ مجھکو کیا جانتا ہے
پڑے خاک ایسی سمجھہ پر ہین دشمن	جنہین دل مرا آشنا جانتا ہے
غضب شیخ صاحب بڑے رند نکلے	ہنوز اک جہان پارسا جانتا ہے
ابھی عشق سے باز آتا نہین یہہ	غم و درد کو دل غذا جانتا ہے

غضب اوس سے ہو سے جو رنو نے چاہا
سوال اسکو اوسکو گدا جانتا ہے

ای جنون حسن خیال یار کی تاثیر ہے	حلقۂ زلف مسلسل پاؤن کی زنجیر ہے
مر گیا مانگ اوس بت شیرین ادا کی دیکھکر	کہکشان افسوس میرے حصے جوئی شیر ہے
دیکھہ کر اوس شعلہ رو کو دیکھتا ہون جب اوسے	شعلۂ شمع فروزان چشم تر مین تیر ہے
بھنی وابرو نہین اوسکے یہ وہ بچھو سیہ	ہو لکر اوسنے ڈسا جسکو وہ بس اکسیر ہے
دوستون کی دوستی کا کچھہ نہین ہے اعتبار	خود بخود پروانہ ہی اب شمع کو گلگیر ہے
ہر در و دیوار سے آنے لگی سُر کی صدا	رقص پر آمادہ جو اینٹ ہے بے پیر ہے
رہتے ہین ہمرہ دل عشاق سایہ کیطرح	اوپری ہیکر تمہاری چال مین تسخیر ہے
جب پڑی آنکھین ہماری تو حسینون پر کہا ای	پاک ہے نیت سراسر اور خوش تقدیر ہے
یہہ تعلی اور ہر اک طفل نادان واہ واہ	ہر زمین شعر گویا باپ کی جاگیر ہے

تاب گویائی نہ مجھکو طاقت تحریر ہے یہہ گلا ہی اب ہمارا یا تری شمشیر ہے	کیا گلہ اغیار سے ضعف اپنا خود ہی ہے رقیب یہہ اشارا روی خسمہ مار کے اغیار سے

تلخ ہے جینا خیال بوسۂ شیرین مین ہاے
عاشقون کے واسطے پرتو یہہ ٹیڑہی کہیر ہے

بیٹھے بیٹھے تجھے ہوا کیا ہے
سنگدلی بات کی دوا کیا ہے

بت بیدرد پہ جو دل آیا
مرے اللہ ماجرا کیا ہے

تجھہ سے کیا خاک ای حسین تشبیہ
تری تصویر مین ادا کیا ہے

کیا کرون مین اگرچہ تم ناصح
سب بہلا کہتے ہو برا کیا ہے

کسلئے بیقرار ہے یارب
دل ناداں کا مدعا کیا ہے

اوس گلی سے جو بدحواس آئی
جلد بتلادے ای صبا کیا ہے

تم ہی عیسی کا گر نہین اعجاز
کہو گہنگرو مین پہر صدا کیا ہے

آئینہ ہے مری طپش او بت
دیکھہ لے صورت وفا کیا ہے

جان لیسنگی سیاہ بختون کی
مقصد چشم سرمہ سا کیا ہے

خلش غم مین لطف ہے پرتو
وصل مکبخت مین مزا کیا ہے

سبب جور بیوفا کیا ہے	مین جو عاشق ہوا خطا کیا ہے
روٹھے روٹھے ہمارے سے رہنا	جانتا ہون یہہ دلربا کیا ہے
کہا اوسنے ٹٹول کر دل کو	تیرے آغوش مین بتا کیا ہے
دست قاتل کہین نہ رک جائے	لب فریاد مرحبا کیا ہے
رہا دل مین امنگ ہو ہو کر	مرے قاتل کو ہو گیا کیا ہے
مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا	چل یہان سے تجھے ہوا کیا ہے
رات دن آہ کر رہا ہی جو یون	مفت مین دل کو ہو گیا کیا ہے
مجھہ سے بگڑا وہ بت جو بن بن کر	حسن تقدیر کے سوا کیا ہے
مین جو لیٹا کہا وہ جھنجلا کر	ہٹو صاحب یہہ ماجرا کیا ہے
مرے خون کے تو آپ منکر ہین	سر دامن لگا ہوا کیا ہے

جبہہ سائی نہ کی جو ای پرتو
یہہ جبین پر لگا ہوا کیا ہے

اوبت بخدا دیکھئے انجام کہ کیا ہے	دن رات جو عاشق ہمہ تن دست دعا ہے
دل تہا سو تری کاکل مشکین مین پہنسا ہے	ایجان مرے سینہ صد چاک مین کیا ہے
پرتو مرے اوستاد کو وہ رتبہ عطا ہے	شاگرد مرا آپ کا فخر شعرا ہے

وہ مرہی گیا صاف جسے اوسنے چہوا ہے ۔ اوس زلف کو پہر کیون کہون کالی بلا ہے

عاشق کے دل زار کو یہہ کہینچ رہا ہے ۔ ایجان ترا انداز نہین کاہ ربا ہے

دل جب سے تری زلف پریشان مین پہنسا ہے ۔ اس زار کے سر روز نئی ایک بلا ہے

ملتا ہی سبک ضعون کو یان رتبۂ عالی ۔ روشن ہے نظر کہ ہر اک آنکہہ مین جا ہے

یا دل جو گرفتار ہی رستا نہین ہرگز ۔ ڈر کیا جو وہ بت غصہ سے کچہہ بول رہا ہے

اوگل ترے آنے کی ہوس ہے یہہ چمن کو ۔ ہر برگ شجر ایک کف دست دعا ہے

بیدل جو ہوا دل مرا اس کربت کافر ۔ افسوس صد افسوس یہی شرط وفا ہے

زنہار نہین بوالہوسی عشق مین زیبا ۔ عشاق کو اظہار وفا ترک وفا ہے

اللہ نگہبان ہے ترا ای فلک دون ۔ نالہ مرا اب تیر کے مانند ہوا ہے

روتا ہی ہر اک دیکہہ کے صورت مری افسوس ۔ بیدرد ترے درد نے یہہ حال کیا ہے

شاہی مین گذر جاتے ہین دن رات ہمارے ۔ سایہ تری دیوار کا کیا ظل ہما ہے

جادو ہے فسون ہے نہ کوی سحر ہے لیکن ۔ ظالم فقط انداز ترا ایک بلا ہے

آزردگی یار کے فتنے ہین سراپا ۔ دل تنگ ہے آغوش سے جان تن سے خفا ہے

شیدا ترا ملتا نہین اوروں سے پریرو ۔ انداز نیا رنگ نیا ڈہنگ نیا ہے

وہ حسن پہ نازان ہین تو ہم عشق پہ نازان ۔ معشوق سے عاشق کا کب انداز جدا ہے

پرتو کسی جادے سے یہہ جادہ نہین ملتا
انداز جدا ہی ترا اور ڈہنگ جدا ہے

ہرانجمن عیش مجھے بزم عزا ہے
غم بڑہنے لگا ہجر مین ساقی کہے جو دیکہی
یہہ حسن کا ہی حکم کہ سولی پہ چڑہا دو
فرقت مین تری ہم تو گئے دو نوجہان سے
گرایک بہلائی ہے برائی ہین ہزارون
دنیا مین جو ملجایگی تعزیر برون کو
بزدل کبہی عاشق نہین ہوتا ہی کسیکا
حاجت نہین شایق کو ترے راہبری کی

بیدرد ترا ہجر یہہ کچہہ دردفزا ہے
افسوس می عیش فزا رنج فزا ہے
کاکل کے گرفتارون کی کیا خوب سزا ہے
جینے مین مزا ہے نہ تو مرنے مین مزا ہے
می عیش فزا ہے مگر ایمان گزا ہے
ایدل یہہ بتا کس لئے پہر روز جزا ہے
دون ہمتی کہتے ہین جسے عشق گزا ہے
خود شوق رہ عشق مین بس حوصلہ زا ہے

ہوتا ہے یہان حسرت و ارمان کا خون روز
دل ہجر مین پرتو مرا میدان غزا ہے

ہم پند کو ناصح ترے مانا نہین کرتے
شیرین دہنون کو کبہی چاہا نہین کرتے
ہم چاند ہمین کہتے ہین اچہا نہین کرتے

سمجہاتے ہین وہ لوگ جو سمجہا نہین کرتے
فرہاد سا سر تیشے سے توڑا نہین کرتے
تم کو رہین کہتے ہو بیجا نہین کرتے

دم نکلتا تو ہے حسرت ہی نکل جانے دو
دل سے ارمان شہادت کا نکل جانے دو
دل ناداں کو سنبھل جانے دو

ای پردہ نشین طالب دیدار بنا دے | کب روزن در سے تجھے جھانکا نہین کرتے

ہی دولت بیدار ہمین عالم غفلت | کب خواب مین اوس چاند کو دیکھا نہین کرتے

عشاق ترے ابروی خمدار کے اوبت | کعبہ کے بھی محراب مین سجدہ نہین کرتے

اوس یوسف ثانی کی جدائی مین غم و درد | کس روز ہمین چاہ جھکایا نہین کرتے

مینای می ناب دکھاتا ہی پھر ساقی | جو صاف ہین وہ راز چھپایا نہین کرتے

کیون سر پہ چڑھاتے ہو غضب زلف سیہ کو | کالون کو بشر ہول کے پالا نہین کرتے

کب گالیان کھاتے نہین اوس شوخ کی پرتو
کب وصل مین ہم شوق سے چھیڑا نہین کرتے

شیدائی رخ زلف کا سودا نہین کرتے | پابندی قانون املا نہین کرتے

کب ہم صفت قامت بالا نہین کرتے | پڑہتے ہین نماز ایسی کہ سجدہ نہین کرتے

ہی مد نظر جودت فہم کس و ناکس | ہر ایک کو ہم شعر سنایا نہین کرتے

دل کھونے مین پایا ہین مزہ عاشق جانباز | کھوتے نہین جو لوگ وہ پایا نہین کرتے

ہوتے ہین زبردست بھی اک روز زبان زیر | کب شاہون کو مٹی مین ملایا نہین کرتے

ہی ضعف پھر کعبہ بیٹھے ہم کوی صنم مین | جنبش صفت نقش کف پا نہین کرتے

لکھتے ہین تری خط کی جو تعریف مین مضمون | ہم شعر مین اصلاح دوبارا نہین کرتے

ٹہوکر جو لگائی ہوے زندہ وہین مردے	تم وہ ہو کہ تقلید مسیحا نہین کرتے

سچ ہے کہ بناوٹ مین نہین راستی پرتو
جو نام کے زاہد ہین وہ تقوی نہین کرتے

ہمقافیہ بر غزل جناب شریف الشعرای مدراسی استاد حضور دام اقبالہ مصنف

نفرت ہے کہا سگ نہین بو الطلبون سے	صیحا تلگا تے نہین ساغر کو لبون سے
تنگ آہ شرربار ہر اکدم ہے لبون سے	تکلیف مین ایذا ہی ہم ایذا طلبون سے
ناصح تجھے اسباب خموشی سے غرض کیا	خاموش ہین ہم شام و سحر سو سببون سے
رو دیتے ہین اگر وہ تو نہین فکر کا موقع	ہم لو انکو منالینگے ابھی لا کہہ ڈہبون سے
ارمان سیہ بختون کے بو سو نکابرآئے	یونہی رہے مسی کو جو ربط اوسکے لبون سے
اوس حسن کے اور میرسیہ بختی کے جلوے	روشن ہین فلک روز و دن ظاہر ہین شبون سے
تاریخ ندے دلکو نیا گردش دوران	ہم ربط بڑہاتے نہین راحت طلبون سے
فریاد صدا رعد کی برق آہ بکا مینہ	کم ہجر کی راتین نہین ساون کی شبون سے
وہ حماین خار رکرآئینے ہین کیا خیر	دبتا ہی حلب آپ کے ان دو حلبون سے

حد سے نہین بڑہتے کبھی انجم مین پرتو
سیکھے ہین ہم انداز ادب بے ادبون سے

سراپا عاشق بیدل ترا ہین قول ہے
پر سرخاب ہے فریاد شکوہ بال عنقا ہے

بتون کے عشق نے کیا رفتہ رفتہ رنگ لایا ہے
کبھی دل تھا ہمارا کعبہ اب رشک کلیسا ہے

ہو گیا ابروی جلاد سپہر حسن کے آگے
ہلال گنبد دوار ماہ نو سپر کا ہے

مرا مرغ تصور بازہی فکر سراپا سے
نہ غم رہتا ہے یار دکا نہ اسکو چرخ پیر کا ہے

کبھی دہوکے سے بھی پڑتی نہین ہے مہ جبینون پر
نہین روشن مری آنکھون نے کس سورج کو دیکھا ہے

شب تاریک غم ہوتی ہے روشن یاد آتے ہی
برنگ شمع تصور اوس بھبوکے کا بھبوکا ہے

سنا ہے جب سے وقت قتل وہ ہوتا ہے بے پردہ
ہوس ہے موت کی اور ذبح ہونیکی تمنا ہے

کچھہ ایسی بات ہے تیرے سراپا اور سراپا کی
گمان صبح صادق ہے یہہ آوے خور کا دہوکا ہے

عدم جنکو ہے ہستی مین نظر آتی وہ پھر کیونکر
اگر یا وہ نہین کہتے دہن وہ کسنے دیکھا ہے

کیا پیلو تہی دل نے جو دیکھا دست رنگین کو
اسی کے واسطے کیا ہمنے اس ظالم کو پالا ہے

ہمارے خون مین گرمی تہی کچھہ کچھہ جوش سودا کی
کہ ہر اک خار صحرا کی زبان مین ایک چھالا ہے

مرے رشک پری کے آگے مہر و ماہ در پئے ہین
یہہ تارا شام کا وہ صبح کا اے چرخ تارا ہے

پس مردن خیال آتا ہے جب میرا وہ کہتے ہین
یہہ پھر کیون آتا ہے تغافل کا جو مارا ہے

نظر کی شکل آنکھون مین کبھی رہتا ہے وہ چنچل
کبھی دل مین نہان عاشق کے ہم رنگ سویدا ہے

کیا دیوانہ مجھکو اوس پری کے عشق نے جب سے
خیال کاکل پیچان نہین گردن مین گیرا ہے

تپ غم سے سراپا جل گیا ہوں اسقدر ہے ہے
مرے آغوش مین یہہ دل نہین پرتو ہیولا ہے

اوس لب پہ گمان ہے کہ عقیق یمنی ہے
ہر دانت پہ دہوکا ہے کہ ہیرے کی کنی ہے

گنجینہ زر داغ جدائی کا ہے سینہ
ای سیم بدن تیرا گرفتار غنی ہے

جیتے جی ملینگے کبھی اب خواب مین تجہہ سے
کیا خوب بیان وصل کی تدبیر بنی ہے

اندام پہ ہے نقش دوپٹہ کا چکن کے
ایجان کہانتک تری نازک بدنی ہے

ہوتا ہے اوسے دیکتے ہی نرم دل اپنا
کہتا تو بہت کچہہ ہے پہ پنبہ دہنی ہے

آسان محبت نہین شیرین دہنون کی
یہہ سخت مصیبت ہے بڑی کوہ کنی ہے

فریاد ہے ایدل کہین ظالم نہ خفا ہو
کیا راہ محبت مین تری راہزنی ہے

رشک گل تر عارض رنگین ہے کسیکا
اور زلف کی بو غیرت مشک ختنی ہے

آتے ہین نظر روشنی طور کے جلوے
موسی کیطرح میری زبان پر ارنی ہے

بجلی سے جو فریاد کیا کرتے ہین عاشق
بیدرد کو بہروا ہے پہ چاہی سہنی ہے

اقرار پہ ہرگز نہین لازم ہے بہروسا
طینت مین حسینون کے تو وعدہ شکنی ہے

ظالم نے کیا تیغ تغافل سے مجہے قتل
ہوتی ہے وہی بات جو پیش آمدنی ہے

اوگل چمنستان مین جو جاتا ہے نالان
عاشق پہ گمان ہے کہ یہہ مرغ چمنی ہے

کچھ ہی ہو مین لے لون بت بیدرد کا بوسہ
پرتو مرے جبین تو یہی بات ٹھنی ہے

ہمقافیہ بر غزل جناب اسد اللہ خان غالب دہلوی

مٹھی مین اوسکی کب دل پر اضطراب ہے	گویا قران صاعقہ و آفتاب ہے
سچ ہی کہ دوستی مین نہایت ثواب ہے	لیکن زیادہ ربط بڑہانا عذاب ہے
نام خدا بہشت ہرا وہ آفتاب ہے	پرتو سے جسکے ذرہ ہر اک ماہتاب ہے
ہم مست ہین نظارۂ خورشید حسن مین	دیکھو بہار دید مین کیف شراب ہے
لی آبرو گہر کی نکلتے ہی آنکھ سے	آنسو کے قطرہ قطرہ مین یہہ آب و تاب ہے
کیا آرزوی حور ہے توبہ مآل زہد	زاہد خیالی بات یہ مٹی خراب ہے
اوس روی پر ضیا ہے کہان ماہ کو مثال	کیا ماہ بلکہ مہر سے روشن نقاب ہے
ہوجاتا ہی وصال ہی امید وصل مین	ناکام بہی ہر ایک یہان کامیاب ہے
تیری نگاہ اور کمر کے خیال مین	کچھ دل کو اضطراب ہے کچھ پیچ و تاب ہے
ایام ہجر مین ہی یہان مبتلا اسیر	وان موسم بہار ہی عہد شباب ہے
وہ شعلہ ہی کسیکا رخ آتشین کہ واہ	جسکی ضیا سے بزم جہان فیضیاب ہے
پرتو حیات اپنی تہی قاصد کے دم تک	یہہ موت کا پیام جو خط کا جواب ہے

کیا خواہشون سے اس دل حسرت مآب کی
اللہ کی قسم مری مٹی خراب کی

رنگت ہے صبح شیب مین شام شباب کی
ای چرخ دیدنی ہی کرامت خضاب کی

تلخی دکہاتے ہین مرے آنسو شراب کی
آتی ہے بو جلے ہوے دل سے کباب کی

اپنا بدن ہے دفتر اعمال نیک و بد
ہی بند بند فرد ہمارے حساب کی

زاہد جو ترش رو ہوا ذکر شراب سے
شاید کہ دیکھی ہے کبہی تلخی شراب کی

اہل عدم تکلف دنیا سے ہین بری
حاجت نہین ہے موی کمر کو خضاب کی

مجنون مرا لقب ہے بیابان مقام ہے
جاگیر کی ہوس ہے نہ خواہش خطاب کی

بولا وہ بحر حسن مری چشم تر کو دیکھ
دریا بہا سکینگے یہہ صورت حباب کی

لب چوم کر ہون مست کسی مست ناز کے
کیفیت آب خضر مین دیکھی شراب کی

خون دل اور لخت جگر بس ہین ہجر مین
کسکو ہی احتیاج شراب و کباب کی

ہونٹون پہ دم ہے بہر خدا رحم او بتو
کچھ انتہا بہی ہے ستم بیحساب کی

درد و الم ستاتے ہین بطرح راتدن
آفت ہے ہای ہای جدائی جناب کی

کیونکر نہ رشک آئے مجھے اوسکو دیکھیے
رخسار یار رنگ ہے رسائی نقاب کی

یارب ہون زار زار یہہ کس گل کی یاد مین
ہی بو ہو قطرہ قطرہ پیدا گلاب کی

رکہتا ہی وصل کا بت بیمہر سے خیال
خواہش تو دیکھیے دل خانہ خراب کی

دبتا ہے دیکھ دیکھ کے چہرے کو اونکے مہر
ای آسمان ہے دیدنی قسمت نقاب کی

پرتو جو روز ہجر ہے دو شب کے ساتھ ہے
عاشق ہون جب سے مانگ پر اوس آفتاب کی

همقافیہ بر غزل امانت لکھنوی

منظور دل ہے یار کا وصف دہان مجھے
عنقا کا بال چاہئے جای زبان مجھے

شان کمر مین ہے یہی درد زبان مجھے
ملتا نہین ہے نام کو مطلق نشان مجھے

ہجر لب خمش نے یہ بخشی توان مجھے
فرہاد کا خیال ہے بار گران مجھے

چکر سے بخت کے ہو خصومت کہان مجھے
رکھتی ہے دوست گردش ہفت آسمان مجھے

پاس مزاج شیفتۂ زلف چاہئے
حد ادب کے بال کی ہون بیزبان مجھے

جوہی کا آج سیج بچھا دے نہال کر
دلہن بنا کے اوسکو دکھا باغبان مجھے

ناگن کہا تو پہول کی چوٹی کو جان مین
کوڑون سے مار مار پنہا بدھیان مجھے

ہے ہے چمن مین مجھ سے خفا ہو گیا وہ گل
ایکہی ہے آج رنگ بہار و خزان مجھے

وہ چاند آج بام پر آئیگا ای جنون
لازم ہے پھر جیب گریبان کتان مجھے

اوس ماہ کے فراق مین بڑہتا چلا ہی ضعف
فرش زمین کرنے لگا آسمان مجھے

اک کو سنا گئے ہی مین لاکھ گالیان
پھر اور کیا دلائیگی میری زبان مجھے

گلگشت آسمان کی خبر خاک لیجیے
سیر زمین شعر سے فرصت کہان مجھے

زلف سیاہ و عارض رنگین یار نے
دکہلا دیا ہی آتش گل کا دہوان مجھے

تلخی بہی ہو بوسۂ لب شیرین کی واہ واہ
شکر کہلا رہی ہین تری گالیان مجھے

تیر نگاہ یار ترحم کی اک نظر
کب تک بنا ئینگی تری دوری کمان مجھے

یہہ ناتوان ہون غم مین ترے ای غزال چشم
منظور ہے ملینگ تنگ نردبان مجھے

اوس مہروش کے ہجر مین کیا انقلاب ہے
ہی شام اپنی آہ سحر کا دہوان مجھے

بی اختیار وہ گل تر یاد آگیا
رخصت ہو سیر باغ کی ای باغبان مجھے

ہون محو روی دوست نہ لاؤن خیال مین
بلبل ہزار گل کی کہے داستان مجھے

شعلہ رخون کے غم نے ببو کا بنا دیا
دل کی جگہہ ہی شمع کی حاصل زبان مجھے

بتون کے ہاتھہ ہے دل نادان کی آبرو
آتا ہے گوش گل نظر اندہا کنوان مجھے

صداد عشق سیم بدن ہے جنون کی وجہ
چاندی کی مشتون سے پہنہا بیڑیان مجھے

صحرا مین شادی ایک پری کے جنون کی ہے
ریگ روان دکہاتی ہی تخت روان مجھے

اک وارہی مین کام یہہ قاتل تمام ہو
قربان جاؤن چہوڑ نہ دے نیم جان مجھے

ہونٹون پر اوسکے رنگ جو مسی کا جمگیا
آتش مین لعل کا نظر آیا دہوان مجھے

آنکہون کے آگے قدرت خالق کا کہیل ہے
کیا کیا دکہا رہی ہین مری پتلیان مجھے

پہر تو لکہی غزل پر امانت کی یہہ غزل

آنسو کے تار تار مین پنہان ہے جسم زار ۔ بخشا ہے غم نے خلعت آب روان مجہے

دل ہم بہار غنچۂ لالا نہ کیون بنے ۔ گنتا ہے باغیون مین اگر باغبان مجہے

ای قمر یو وہ سرو خرامان ہین جو آج ۔ صحرا کی راہ ہے روش بوستان مجہے

ہی اتصال حقہ کو اوس گل کے ہونٹھ سے ۔ ہو ملیگا آج آتش گل کا دہوان مجہے

ای باغبان بہار کا موسم ہی باغ مین ۔ دو چار دن اجازت یک آشیان مجہے

گر ڈالون مضطرب بت محمل نشین کو آج ۔ ملجائے کاش دام جرس کی زبان مجہے

افشان لگاو گال پہ بالائے خط سبز ۔ دکہلاؤ آج گرد قمر کہکشان مجہے

منت کا طوق آج ہے زیب گلوی یار ۔ آہنگرو پنہاؤ نئی بیڑیان مجہے

زخمی ہین شعر شعر سے حساد کے جگر ۔ اللہ نے دی کٹار کی گویا زبان مجہے

تو بہ یہہ منہہ ہلال کا ہمسے مقابلہ ۔ کہتی ہین کان مین یہہ تری بالیان مجہے

گہر گہر پہرا تلاش مین مانند زرد کے ۔ جو سر تیرے پہ نہ ملی کوڑیان کی مجہے

دیتا ہون اس زمانے مین داد سخن یہہ کچھ ۔ اہل زبان کہتے ہین نوشیروان مجہے

رہنا ترا کہنچے ہوئے ای کاکل صنم ۔ کہنچیگا دار گت بخدا موکشان مجہے

آتش لگی ہوی ہے کسی گل کی ہجر کی ۔ رہنے کو ہو چمن کے ہوا کا مکان مجہے

دیکار طبع کا جو ہوا امتحان مجھے

پہلے ہی اسپہ پھول کا زیور پہنائینگے
ای نونہال ہم تجھے دلہن بنائینگے

رہ پھولکر اوپر وہ کسیدن جو آئینگے
ہم داغ دل مین سیر گلستان دکھائینگے

سوسن مین وہ نظارہ لالا دکھائینگے
مہیندی لگاکے آج جو مسی لگائینگے

مشاطہ دیکھین آئینہ بخت کیا دکھائے
وہ تو صفر کی چوتھی کو جلوہ دکھائینگے

گوشے مین دوڑ جائیگا چلا کے مثل تیر
ابرو کی تم کمان جو عدو پر چڑھائینگے

بے کھٹکے وصل اوس گل خندان کا نہی نصیب
رورو کے باغ رشک سے اب خار کھائینگے

مرمر کے خاک مزرع تمنا کو ہوگیا
اس چاٹ مین کہ وہ مجھے منہہ سے لگائینگے

دم لب پر آئے بہی نہ کہینگے تجھے برا
شکوہ ترے ستم کا زبان پر نہ لائینگے

فکر معاش کیا ہین مربی جناب عشق
جی بہر کے غم کہلائینگے اور خون پلائینگے

آگے ہمارے نالون کے ارض و سما ہین کاہ
اسکو اوڑائینگے اوسے اوپر گرائینگے

آزردگی ہے زینت آئین دلبری
شاید بگڑ کے وہ مری جان پر بنائینگے

چھپ چھپ کے وہ اپنے طالب دیدار کو یونہین
پھر لن ترانیاں ابہی کب تک سنائینگے

ایذا کا ذائقہ نہ فراد تکو درد کا
پھر عاشقون کے دلکو نہ کیونکر دکھائینگے

اے دل نچہوڑ دست تحمل کو ہاتھ سے
وہ یون ستائینگے ہی تو کب تک ستائینگے

اوس مہ کو مہر آئیگا بخت سیاہ پر | دل مین ہے چلکے داغ جگر کے دکہائینگے
کوڑ دن کی یہ ہوس وہ دولہا بنائیے | ہمتو پہنا کے ہار اوسے دلہن بنائینگے

دیکہو تو صاف داغ غلامی جبین پہ ہے
پر تو ہم اوسکے منہ سے قمر کو ملائینگے

رشک چمن بہار جو ہی دل کے داغ کی | پہبتی ہے میرے سینے پہ دیوار باغ کی
کر مجکو خاک فرع تمنا کو ای فلک | خواہش ہے ایکماہ کو روشن دماغ کی
میری زبان کہان یہہ عدو کی زبان کہان | منقار عندلیب ہو منقار زاغ کی
گالون کے عکس سے ہے منور جہان تمام | پہیلی ہے روشنی ترے دونو چراغ کی
ساقی کے غم نے خوب پلایا ہی خون دل | حسرت نہین ہے دل مین ہمارے ایاغ کی
ہو جاتا ہون مین آپ ہی اپنے سے بیخبر | رہتی ہے دہن جو اوسکی کمر کے سراغ کی
اک گل نے بہر دیا مرے سینے کو داغ سے | جاتی رہی ہوا یہ تمنا فراغ کی
دن مین بہی ہے دہوپ یہی شب مین چاندنی | رعنا ہے روشنی ترے رخ کے چراغ کی
دل ہے اک آفتاب کے غم سے بہرا ہوا | ای چرخ ہوس نہین ترے خالی ایاغ کی

اوس گل کے ہجر مین نہین پر تو چمن کا دہیان
ہی اپنے لالہ زار مین گلگشت باغ کی

۲۹۳

یاد ابرو ہے پھر اس رزم گہ دل میں مرے
پھر چلیگی وہی تلوار خدا خیر کرے

پھر ہوا نرگس دلدار کی دوری کا مرض
پھر ہوں بیمار کا بیمار خدا خیر کرے

پھر دکھائیگا مقدر وہی نظارہ یاس
پھر ہے دل طالب دیدار خدا خیر کرے

پھر بنانے لگا بیمار مجھے شوق وصال
پھر ہوا ہجر کا آزار خدا خیر کرے

بدگمان پھر مرے جانب سے ہیں دربان اونکے
پھر نگہبان ہیں ہشیار خدا خیر کرے

پھر وہی طور وہی جور ہیں اونکے ہیہات
پھر وہی غم کے ہیں آثار خدا خیر کرے

پھر وہی منتظری اور شب وعدہ وہی
پھر ہیں دم کے وہی آثار خدا خیر کرے

دیکھنا آج لگاتے ہیں کسکا جی ہونپہ
کیا سیہ تاب ہے تلوار خدا خیر کرے

خوابمیں اپنا خیال آتے ہی وہ جھنجلائے
بیگنہ ہوئیں گنہگار خدا خیر کرے

مرغ دل بال کے پھندے میں پھنسا ہوں ہے
ہوا زلفوں میں گرفتار خدا خیر کرے

یہی کھلتا ہے جگیگا کوئی تازہ فتنہ
بند ہیں دیدۂ بیدار خدا خیر کرے

ہمدم دست حنائی نگار آج ہوئی
رنگ کچھ لائیگی تلوار خدا خیر کرے

یار بیخبری کیونکہ خبر لیتی ہے موت
جان بلب ہے ترا بیمار خدا خیر کرے

سائل بوسہ ہوں ہے یا نہیں اک صاف جواب
قصہ کیوں کسلئے تکرار خدا خیر کرے

خاک کردے نہ کہیں جوش کدورت مجھکو
خفا ہوتا ہی نہیں یار خدا خیر کرے

بند جب روزن دیوار کو پایا او سکے	ہو گیا سایۂ دیوار خدا خیر کرے
وصل کے دم پہ مری زیست رہیگی کب تک	جان لینے لگا دلدار خدا خیر کرے
غم مین اک شاہد رعنا کے سراپا جسے	پھر گئے کافر دو دیدار خدا خیر کرے

زلف وہ پھانس ہی ہے دل عاشق پر تو
ہین سر دار گنہ گار خدا خیر کرے

ہمقافیہ برغزل خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

ڈالی نقاب کینہ رخ صاف یار نے	دکھلایا ہائے سد سکندر غبار نے
برسایا خون جب مژۂ اشکبار نے	منہہ کر لیا سیہ وہین ابر بہار نے
بسمل کیا ہی یاد سیہ خال یار نے	آفت مین مجھکو ڈالدیا کو کنار نے
روندا نہ کیس کیس مین ہی مجھکو یار نے	ٹھوکر لگائی ایک اوس نی سوار نے
دکھلایا رنگ جب چمن حسن یار نے	دی جان حلب نے چین نے ختن نے تتار نے
ہی وجہ مرگ فرقت مژگان گلعذار	کام اپنا بس تمام کیا ہای خار نے
بے آب ہر کنار ہے ابرو کے روبرو	بوندی کی آبرو کو لیا اس کٹار نے
روشن ہو خاک شمع سر قبر ہمدمو	مارا ہی تیرگی شب ہجر یار نے
ای گل نہین ہی کیا دل صد چاک ہمدمو	شانہ اگر ضرور ہے گیسو سنوار نے

پرتو حصار یاس و تمنا مین پہنسگیا
ڈالا ہے کس بلا مین شب انتظار نے

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

نہ گیا مر کے سر کوچۂ جانان ہم سے
خوب سرسبز ہوا روضۂ رضوان ہم سے

عشق خوش چشم دکہاتا ہی تماشے کیا کیا
رم غزالون کیطرح کرتے ہین انسان ہم سے

کافر عشق صنم ہین یہہ سخن زیبا ہے
اہل اسلام ہوئے فایز ایمان ہم سے

برہن لیتے ہین پہنکا دامن اپنا
فیض پاتے ہین جنون کوہ و بیابان ہم سے

استخوانون کو نہ سو گنگا کبہی اپنے ہی
کیون مکدر ہوا آشنا سگ جانان ہم سے

ہو ادہوای خدائی جو بتون کو یا رب
نظر آتے نہین رہنے لگے پنہان ہم سے

بزم مین آنے سے یون گرم نہو شمع خو
کام نکلے روشن سرو چراغان ہم سے

اسکے غم مین ہین مدام آنکہہ سے آنسو جاری
آب پاتے ہین تر گوہر دندان ہم سے

ہو قیامت مین کوئی اور قیامت برپا
وام لے صبح قیامت جو گریبان ہم سے

خواب مین خوابگہ یار سے منزل پرتو
دور ہے خوف نگہبانی دربان ہم سے

ہمقافیہ بر غزل جناب ذوق مرحوم دہلوی

298

فغان وآہ ہین پیدا مری زبان کیلیے — دل حزین کی ہی خلقت غم نہان کیلیے

طوافِ خاک ہی خوبان غرور شان کیلیے — کہی زمین کی قدمبوس آسمان کیلیے

او آفتاب دل و ماہتاب جان کیلیے — نہ ہے جفای ستمگار آسمان کیلیے

ہی نور داغ تمنا سے ضو بیان کیلیے — یہی ہے مہر مرے دل کے خاکدان کیلیے

ہوی ہی خار تباہی گلستان کیلیے — نہین ہی غم کوی بلبل کو آشیان کیلیے

ہی دردین تپ فرقت دل تپان کیلیے — توان عذاب مین ہی جان ناتوان کیلیے

ہی تو تیای گرفتار چشم خاک قدم — بنا ہی طور کا پتھر اوس آستان کیلیے

ہوا یہ حال کہ افیون ہے شیر کہین کو — عصای پیری اد تیر ہے جوان کیلیے

سدا فلک لیے پھرتا ہی چاند اور سورج — صباح و شام مرے ماہ مہربان کیلیے

یہ بات ٹھیک ہے حصہ بقدر جثہ ہے — کہ کاہ کوہ ہی فرہاد ناتوان کیلیے

گداز و سوز مین عشق بتان کی لذت ہے — خمیر شمع ہو ترکیب استخوان کیلیے

یہ منہ ہی شمس و قمر کا کہ تجھ سے ہون دوچار — دو خال ہین یہ دو رخسار ضوفشان کیلیے

حریم خانہ جانان ہے دور ہین عاشق — موذن ایک نہین کعبہ مین اذان کیلیے

خیال گوشہ نشینی ہی عشق ابرو مین — ضرور چلہ کشی ہے مجھے کمان کیلیے

ترے فراق مین زیبا تر آج نیسان کا — خطاب ہے مری چشم گہرفشان کیلیے

بناؤ گھر دل عالم مین بس مروت سے
تلاش ہے جو ہمین نام بی نشان کیلئے

ہی جوش غم مین ہوای مکان غیرت حور
کہ ہے بہشت محل عیش جاودان کیلئے

خدا کیواسطے خاموش ای لب فریاد
وہ مجھپہ کرتے ہین بیداد امتحان کیلئے

ہوی ہے بال کا پھندا ہوای موی کمر
ستم شعار مری طایر توان کیلئے

ہے جوش پر اثر سوز ہجر شعلہ زغان
زبان شمع ہے لازم مجھے فغان کیلئے

سپہر حسن ہو تم سر پہ چاند سورج ہون
ہی دور شمس و قمر زیور آسمان کیلئے

نہین ہے حاجت شمع فروغ شمس و قمر
بس ایک پیر مغان محفل مغان کیلئے

نگاہ ناز سے اکدم تو دیکھ ادہر قاتل
ہی منتظر دل بسمل تری سنان کیلئے

وہ آج میری عیادت کو آئینگے یارب
عطا ہو تاب بیان بندہ کی زبان کیلئے

غم فراق نگاہ مسیح کا ہون مریض
ہی درد مجھکو طبیب مزاجدان کیلئے

نہ پھیر عشق سے منھ ای دل حزین ہرگز
ہی خلق بندہ فقط سوزش نہان کیلئے

زبان پہ پیر مغان ہی کا نام آتا ہے
جو زاہد آتے ہین میخانہ مین اذان کیلئے

دو ہتیلیان مری پرتو دو کشتیان ہین مجھے
سیاحت یم نیرنگی جہان کیلئے

ہمقافیہ بر غزل جناب حکیم مومن خان صاحب مومن دہلوی

۲۹۹

بیوفا دل آزمانا چھوڑ دے | چھوڑ دے مجھکو ستانا چھوڑ دے
دل مین آتا ہے تو پہلو مین ہی آ | ورنہ یون درپردہ آنا چھوڑ دے
ہی اگر خوی حجاب ای سخت دل | آئینہ کو منھہ دکہانا چھوڑ دے
حشر سے پہلے نہ برپا حشر ہو | نالۂ دل غل مچانا چھوڑ دے
ہوگی یکدم مین ہوا ای شمع تو | دل پتنگون کا جلانا چھوڑ دے
ہی غلاف کعبہ اسود کیون وہ بت | زلف مین ابرو چھپانا چھوڑ دے
دلبہ لطف جور جانان ہو اگر | اس چمن مین صرصر آنا چھوڑ دے
ہم کہینگے شاہد مست حجاب | ہر قدح کو منھہ لگانا چھوڑ دے
یار اوٹھنے مین ہزارون افتر ہے | مجھکو پاس اپنے بٹھانا چھوڑ دے
گریہ مینا اگر ہو گوشہ زد | غنچہ ہر اک مسکرانا چھوڑ دے
بعد مردن بہی ہون زیر کوہ غم | اٹھ ہوا یہ بار اوٹھانا چھوڑ دے
ای فلک تو جم رہیگا تا بکے | مجھ سے اوس مہ کو چھڑانا چھوڑ دے
کامل الفن تجھکو قاتل کیا کہین | نیم بسمل چھوڑ جانا چھوڑ دے
وہ امیر شام گیسو کسطرح | بیکسو کا دل دکہانا چھوڑ دے

ہی جنون پیر ہو کو زلف یار کا

مار کیون پتھر کی کہانا چھوڑ دے

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ قادر علی صاحب موجد مرحوم لکھنوی

میسر ہو اگر دیدار روی خمدار قاتل کی
شب سلخ مہ شعبان ہو گی عید بسمل کی

پہنچتی ہی شمیم روح افزا زلف قاتل کی
ہوا ہی قتل سے بس ناکہین جان آئی بسمل کی

قدم رنجہ وہ فرماتے ہین گہر مرے عنایت سے
الٰہی بعد مدت کے نکلتی ہی ہوس دل کی

تصور اوسکے بالے کا ہی دلکو راہ غربت مین
مسافر کو رہا کرتی اگر فکر منزل کی

ہی کیون حال دل مجنون سے غفلت اسقدر تجھکو
سراسر لازم لیلی خبر گیری ہے محمل کی

ملا یا سوز ہجران صنم نے مجھکو مٹی مین
عناصر مین نہین بیکار شرکت آتش و گل کی

کنارہ کش جو اک بحر لطافت ہو گیا مجھ سے
ہی بہتی گوشہ رومال پر دامان ساحل کی

یہان جس وقت تیری شمع عارض کا خیال آیا
زیادہ ہو گئی رونق ہمارے غم کی محفل کی

سویدا روشنی دل سے زیاں ہو نہین سکتا
سیاہی کب رہی ہے صاف داغ ماہ کامل کی

ہوا ہے ایک معشوق نزاکت کیش پر عاشق
ذرا نازک مزاجی دیکہیے پرتو مرے دل کی

ہمقافیہ بر غزل مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی

دل اک غمخوار تہا پہلو میں اب ہوتا ہی خون وہ بہی
جو قسمت سے ملا ہی شاکی بخت نگون وہ بہی

دل وحشی سے بہلاؤن طبیعت خاک فرقت مین
ملا اک ہمدو دست قسمت سے گرفتار جنون وہ بھی

جو ملتا ہی رفیق یک سیرت شاد ہوتا ہون
زبون ہوتا ہی لیکن صورت بخت زبون وہ بھی

مریدہ نشین کی مرحبا کیا بات ہی ای دل
محبت سے ہوا حاصل سوا اک درد دردون وہ بھی

فراق ساقی گلفام مین پھیکی تلخ ہی عشرت
شراب ناب ساغر مین جو ہتی ہی موج خون وہ بھی

سراپا دیدنی ہی انقلاب فرقت ساقی
دہرے ہین جام اک دو طاق مین سو واژگون وہ بھی

تصور مین لگی تصویر جانان ہاتھ عاشق کے
بس مدت نظر آیا بیچون وچگون وہ بھی

مین وہ محمود ست ہون ہنگام تقسیم غم ای پرلو
جو اک ملجا ئیگا بار دگر ٹہکر کہون وہ بھی

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ قادر علی محو جد مرحوم لکھنوی

وصل راحت ہے ہجر اذیت ہے
عشق رعنا کوئی مصیبت ہے

بت خدائی جو کرتے پہرتے ہین
مرے خالق کی ساری قدرت ہے

کیون نہ اوس دلربا کو پیار کرون
پیاری سیرت ہے بہولی صورت ہے

مجھے دل سے زیادہ غم ہی عزیز
کہ ترے ہجر کی عنایت ہے

قدر کیون اوسکی چشم فتان کی
فتنہ انگیزیان جو دولت ہے

ہی تپیدست حاص آخر کار
حرص خود رہبر قناعت ہے

۳۰۳

لاؤ اوس گلبدن کو پہولون مین / چارہ سازو یہی وصیت ہے

آنکہہ بیدار ہے تو کیا غافل / دل ہوا خواہ خواب غفلت ہے

دن مین ای مہروش قمر کو نہ گہور / حسن باطل کی کیا حقیقت ہے

سارے خورد و کلان ہین حور نژاد / شہر مدراس باغ جنت ہے

حسن اعمال ہے ثواب و عذاب / یعنے نیت جحیم و جنت ہے

ہے میسر وصال رونے سے / چشم پرآب ابر رحمت ہے

کیون نہ ڈوبے سفینۂ عصیان / متلاطم جو بحر رحمت ہے

کون اس چارسو مین ہے آزاد / خلق مرہون نقد حاجت ہے

جب لڑائی ہوئی مزے لوٹے / اوسکی گالی ہمین غنیمت ہے

خون و لخت جگر ہین آب و طعام / آہ جانسوز شکر نعمت ہے

کیا غذا دایم المرض جو ہو شاہ / ایک صحت ہزار نعمت ہے

منہ نہین پہیرتا جو خوبون سے / میرے دل کی فقط مروت ہے

زاہدون کو پسند جلوۂ حور / حسن انسان ہے جسکو رغبت ہے

بستر غم مرا تنور ہوا / کسقدر جسم مین حرارت ہے

دل ہے دولت سرائے عشق بتان / کسکا گہر کسکی یان اقامت ہے

پھر کر مہر تیرے پرتو کی
جوش غم سے تباہ حالت سے

ہمقافیہ بر غزل جناب اسد اللہ خان غالب دہلوی

تجھسے پردہ مجھے وحشت ہی سہی
تری اس پردے مین شہرت ہی سہی

تیری محفل مین چلے ذکر مرا
مجھ سے اعدا کو عداوت ہی سہی

دل مین ایجان نہین آتا ہے جو تو
ترے ارمان کی خلوت ہی سہی

جان ہم دیتے ہین تم بوسہ نہ دین
یہہ عداوت وہ محبت ہی سہی

خواب مین ہو جو سیر دیدار
ایسی ہشیاری سے غفلت ہی سہی

تہم گیا درد اگر وصل کی شب
ہے غنیمت کہ یہہ فرصت ہی سہی

عشق چھوڑینگے نہین ہم ناصح
نہین آرام مصیبت ہی سہی

پہنکڑی ہی سہی گر پہول نہین
ہان فقط بوسون کی رخصت ہی سہی

ظلم کرنا ہی جو تیری خو ہے
صدمے سہنا مری عادت ہی سہی

درد دل اور نہین کچھ نہین غم
مدعا کہنے کی فرصت ہی سہی

دل کے بہلانے کو پرتو شب ہجر
اپنے آغوش مین حسرت ہی سہی

زبان پر ماجرای راہ تن طبع پریشان کا
یہی اک سنئے ای پرتو ہمیں فسانہ آتا ہے

ہمقافیہ بر غزل جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

یار کی آرزو کیئے نہ بنی — ہر طرح جستجو کیئے نہ بنی

باتوں باتوں اوسے کیا مایل — بات بے گفتگو کیئے نہ بنی

ایسا بگڑا وہ میرے نالوں سے — کہ بجز شر و غو کیئے نہ بنی

ہے وہی چاک جیب دست جنون — ناصحو کچھہ رفو کیئے نہ بنی

عشق چاہ ذقن سے تیرے بغیر — گلہ آبرو کیئے نہ بنی

اور دونی ہوی طپش دلکی — ذکر حسن نکو کیئے نہ بنی

دم منت عرق عرق ہو نئیں — عاجزی بے وضو کیئے نہ بنی

نہوا میں شریک عیش حنا — جگر و دل لہو کیئے نہ بنی

شوخ یکتا کے عشق میں ہرگز — دل کو بے ایک سو کیئے نہ بنی

نہ ملا کچھہ جواب ای پرتو
اوس سے کچھہ گفتگو کیئے نہ بنی

ہمقافیہ بر غزل جناب اسد اللہ خان غالب دہلوی

چارہ سازو مجھے ہوا کیا ہے
ہجر کے درد کی دوا کیا ہے

ظلم کب تک خدا سے ڈرنا ہان
بت بے پیر ماجرا کیا ہے

رات دن ہے دعای وصل صنم
اور عاشق کا مدعا کیا ہے

ق

بندہ اپنا کیا بتون نے مجھے
کیا خبر طاعت خدا کیا ہے

ہم حسینون پہ مرتے ہین مدام
اب قضا کیا ہے اور ادا کیا ہے

خلش سبزہ گر نہین بہار ورہ
غمزۂ چشم سرمہ سا کیا ہے

ہجر مین لطف زندگی ہو جا ہوئی
می گلگون بھی کیا ہوا کیا ہے

سب غرض ہی کا ساتھ دیتے ہین
آجکل اور مہر و وفا کیا ہے

خبر رفتن اس سے ہے ظاہر
پھر جرس کی یہان صدا کیا ہے

کر دیا ہجر نے مجھے تصویر
مین تو واقف نہین دعا کیا ہے

اپنے خط کا جواب تو آیا
دیکھین تقدیر کا لکھا کیا ہے

یہہ تجاہل تو دیکھو کہتے ہین
ظلم کیا چیز ہی جفا کیا ہے

اوس سے تشبیہ چاند کو کیا ہو
اسمین ای آسمان کیا ہے

کرو تدبیر وصل ای مہرو
گر بھلا ہی نہین برا کیا ہے

۳۰۷

ہم قافیہ برغزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

ہر حسینے مین گو د خالی ہے	چال افلاک کی نرالی ہے
کیون نہ دیکھون اسکو چاند کیطرح	طوق اوس ماہ کا ہلالی ہے
نہ پھنسے کسطرح دل پر خوار	جبکہ دستار خوان پہ جالی ہے
انکا پایہ بلند کیون نہ رہے	شاعرونکا مزاج عالی ہے
روند ڈالا تری تلاش مین یار	باغ مجھکو ریاض خالی ہے
نہون بیزار کالی صورت سے	دونون آنکھونمین پتلی کالی ہے
نظر آتا ہے زلف سے رخ سرخ	رات مین بھی شفق کی لالی ہے
شب فرقت مین جان کیون نہ گئی	آخر اک روز جانے والی ہے
دست مرشد سے کیون نہ پائین ثمر	شجر صدرہ کی یہہ ڈالی ہے
مجھے اوسنے بٹھایا صوفے پر	نخل مقصود کی نہالی ہے
جس عمل سے ہو دید یار حصول	مرکے نزدیک وہ جمالی ہے
لاابالی مزاج ہے پرتو	کہ سر شوخ لاابالی ہے

وعدے کے وقت شام زبان سے نکل گئی	جھوٹے کی رہ مین آنکہ بچھے تو بیچل گئی
نخوت دیا نہ وصل نہ بھی منہ بہر آئے	اٹھہ بیٹھکر کہا کہ اٹھو تو یہ چل گئی

تعریف میری چرب زبانی کی کرکے یار
بولا ادا سے آج زبان کیا پہسل گئی

قابو نگاہ چہپا ہون کی غفلت سے بنتی ہے
فورًا نظر ہماری کسی پہ بدل گئی

آپس مین کٹ مرے ہین کئی عاشق حرام
اک دو قدم وہ چلتے ہی تلوار چل گئی

اوس لیلی وش کے لائے پہ کیون زعم استعدا
مجنون کیطرح آج تو دلا دہل گئی

دو روز کے امنگ پہ اتنا غرور تہا
اب کیا گہمنڈ ہی کہ جوانی تو ڈہل گئی

گہبرا کے یار نے کہا صبح شب وصال
چہپ بجگئے جی صبح ہوئی تو ب چل گئی

پہر تو یہان جو زمرہ خوبان نظر پڑا
اوس مہر پر نظر مری پہلے پہل گئی

ہمقافیہ بر غزل جناب شریف الشعراء راسخ اوستاد حضور مصنف دام اقبالہ

میکش ہون مجکو کوئی خرابات چاہیے
ساقی سا شیخ قبلہ حاجات چاہیے

کاکل ہٹا نہ عارض روشن سے ماہرو
دن ہوگیا تمام بس اب رات چاہیے

جانباز نہ چال چل ای شہسوار حسن
گہوڑے سے روند ڈال مجھے مات چاہیے

میرا غبار ہے سر دامان یار پر
آخر تو کچہہ تلافی مافات چاہیے

خندان تہا وصل مین تو ہون گریان فراق مین
اس گردش فلک مین مکافات چاہیے

محفل تک اوسکی پہنچے لباس رقیب مین
حیلہ ضرور بہر ملاقات چاہیے

اوسکے دہن کو چشمۂ حیوان کا کلام
کہنے کو کہتے ہین مگر اثبات چاہیے

۳۰۹

وصل صنم کی آج الٰہی کروں دعا	ہر مو زبان بہر مناجات چاہیے
اے شیخ تو بھی شیخ رہو یا شر الجوار	دنیا میں جب تلک ہو کوئی بات چاہیے

پرتو کو کیا غرض ہے کسی مہ صفات سے
ای آفتاب حسن تری ذات چاہیے

ہمقافیہ بر غزل جناب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا مکان دیدہ مردم میں سمانے پائے	خوب آوارہ غربت نے بھٹکانے پائے
مرغ دل میرا کسطرح بہانے پائے	دام کے حلقے تری زلف دوتا نے پائے
حلقۂ باب میں عشاق کے تری فرقت کا	دل میں صبر آنکھ میں کچھ نیند نہ آنے پائے
زہد خشک اپنا ہی وجہ توکل جب سے	شیخ نے تھوڑے سے تسبیح کے دانے پائے
کاکل شہم تری یار پریشان ہوگی	شانہ زلفوں کو اگر ہاتھ لگانے پائے
مشک نافہ ہے نسیم سحری کا جھونکا	نکہت زلف کے لطف اہل سبا نے پائے
جگر و دل ہیں زر داغ کے گنجینہ یاس	ہاتھ سے سیم کناروں کے خزانے پائے
کس پہ نشا ہے لی ہم جو مکہ اونہے خواب میں	زلف کو ہاتھ نہ غفلت میں لگانے پائے
جان مجروں کا نگہبان نظر کو ہے یہ حکم	دل میں بجز درد کوئی اور نہ آنے پائے
دل میں دایم کوئی بت صورت ارژنگ رہے	یاالٰہی مرے پہلو سے نہ جانے پائے

ظاہر رسم وفا کا نام سنتے ہین فقط
چاند سورج کو تمہارے چاند سے عرج مثال

اس زمانے مین یہہ عنقا کیطرح مفقود ہے
وہ قران منحوس ہے اور یہہ قران سعد ہے

اہل دنیا کا ہے پرتو صاف الٹا خیال
نفع مین انکے ضرر ہے اور ضرر مین سود ہے

فراق ساقی مین میخانے کی خرابی ہے
اگرچہ قاتل میکش ہے احتسابی ہے
ہے اسقدر وہ گل نوبہار آتش رنگ
سبق ہے عشق کی مکتب مین اپنا پوشیدہ
کسیکا پرتو رخ ہے کہ مایۂ طلعت
رہلی ہے کیف خرابات دہر سے وحشت
بہرا ہے جوشش گریہ سے آنکھہ مین پانی
ہیں امیح خوانِ پر یہ دل و جگر اپنے
رکابیہ ہے بہر حال مذہب پر خوار
تری سواری مین رہتا نہین کسیکا عروج
سنا دیا جو اجرا حساب صدمۂ ہجر
بہار جلوۂ ساقی اگر نہین گلفام
ہماری آبلہ پائی کا صبر کام آیا
نہو نہو کہین پوشیدہ راز بے پردہ
ہے چاندنی مرے کوٹھے کی چاندنی پرتو

ہر ایک شیشہ خالی دل شرابی ہے
جو رات پوچھے تو محتسب شرابی ہے
گلابی دامنی بہی آتشی گلابی ہے
رفیق دست تصور رخ کتابی ہے
کہ آفتاب مین اک جلوہ آفتابی ہے
کہ ہوشیار رہو ہے اوسکی یا خرابی ہے
ہماری آنکھہ پہ عینک جو ہے سو آبی ہے
سراسر ایک سوالی ہے اک جوابی ہے
کہ اسکی شام و سحر پیشوا رکابی ہے
ہر اک سوار جلو مین ترے رکابی ہے
وہ بولا ناز سے تو بہی بڑا حسابی ہے
یہہ کیون شراب گلگون قدح گلابی ہے
کسیکا سینہ ہی اوبہرا ہوا حبابی ہے
کشائش لب مطلب مین بے حجابی ہے
جو آج یار کی پوشاک ماہتابی ہے

ہر دم مجھے نظارۂ تنویر یار ہے
پتلی ہر ایک آنکھ مین تصویر یار ہے

صحبت کا یہہ اثر ہے تلون زجا ہے
گویا مرے مزاج مین تاثیر یار ہے

بوسے لب و زبان کے لئے اسقدر کہ بس
تقریر میری لطف مین تقریر یار ہے

لکہی جو بات بس وہی پیش آئی ہے ضرور
پیشانی کا لکہا مجھے تحریر یار ہے

اوس سیمتن کو دیکہ کے رد پے اپنا کر لیا
یہہ گرد نامہ نسخۂ تسخیر یار ہے

از خویش رفتہ ہون اوسیکے خیال مین
توقیر جو مری ہے وہ توقیر یار ہے

اک آن مین رقیب کی ہین آن بان رد
لیکن حقارت اوسکی بہی تحقیر یار ہے

دل کیون نہ دے فریب مجھے بات بات مین
پرورده نوازش تزویر یار ہے

سر کاٹ کے اپنون کے کیا غیرون کو سرفراز
کیا کور چشم جوہر شمشیر یار ہے

پرتو ہے تجہکو داد خدا سا کہ داد ہی
فریاد دل صدای پر تیر یار ہے

ای مہ تری وہ سراسری ہے
سورج سے جیسے برابری ہے

ہر داغ ہے فرد جور حرص
ہر لالۂ چمن کا دفتری ہے

دور پر ترے شوق ادرنا کے لایا
مین بہی ہون پرا جو تو پری ہے

صورت مین ہوا جگل ہے مظلوم
سیرت مین فقط ستمگری ہے

بے یار شراب غم ابالب
نرگس کے پیالے مین بہری ہے

بشتے سے حسین نگار مین
پریون سے مجھے برادری ہے

خالق تو عقبے کو بچانا
یہہ دور تمام نیچری ہے

اوسی ابر بہار رکھے قدم سے
دل کی کہیتی ہری بہری ہے

مر کر چھپا ہیں عشق میں جاں دہر سے
فکر ہمکو فشانی زخم جگر گئی

دیکھے ہیں جلوے گیسو و رخسار یار کے
آنکھوں سے اپنی وقت شام و سحر گئی

اوس گلبدن کی زلف میں الجھا دل حزیں
نادام اوڑ ھکے بلبل بے بال و پر گئی

زاہد سے کچھہ نہ دامن تقوی کی پوچھیے
مقراض زلف ناہ جبیناں کتر گئی

یہہ ضعف نے کیا ہے خود دیکھنا مجھے
بیتاب ہوں میں ہجر کی تاب نظر گئی

دہوکا خوف مدکا ہوا اہل بزم کو
کاکل جو اوسکے منہہ پہ ہوا سے بکھر گئی

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو عشق زلف کی
جو کچھہ گذرنی تھی وہ مرے سر گذر گئی

کس بات کا ابھی دل نازک پہ بار ہے
بولو تو آج کسلیے صورت اوتر گئی

برق ہیں بت پہ شیخ زمن آجکل فدا
ہے ہے وہ پارسائی سابق کدہر گئی

ہمقافیہ بر غزل جناب میر وزیر صاحب نور لکھنوی

شب وصل ایسی بسر ہو گئی
پلک مارتے میں سحر ہو گئی

ملاقات کی رات کوتاہ تھی
سر شام ہی سے سحر ہو گئی

شب وصل اونکو جو آیا عتاب
غضب غصہ کرتے سحر ہو گئی

ستم امتحاں ہے برای کرم
اجی دل کو دل کی خبر ہو گئی

کہون کیا کہ اک طرفۃ العین مین
جوانی کی مدت بسر ہوگئی

کوئی تیسرا تو نہ تھا بدمعاش
تمہین آئینہ کی نظر ہوگئی

وہ گہبرا کے بولے شب وصل مین
سحر ہوگئی جی سحر ہوگئی

بکہرتی ہی زلف اوسنے منہہ ہٹائی
ابہی شام تہی پہر سحر ہوگئی

شب ہجر مین کالے کوسون ہے دور
شب وصل دم مین سحر ہوگئی

خروس و موذن کا مطلب یہی
اٹہو سوتے کیا ہو سحر ہوگئی

یہہ لپٹی کسی کی کمر سے نظر
کہ پتلا میان کمر ہوگئی

جماہی کے ہین ساتہہ انگڑائیان
تمہین آج کسکی نظر ہوگئی

نہ آیا جو وہ دوسرے بار پہر
طبیعت کی حالت دگر ہوگئی

مین گہبورا تو اوسنے ادا سے کہا
تجہے کس موے کی نظر ہوگئی

شب غم سپہر تصور پہ جب
وہ مہر آیا پرتو سحر ہوگئی

واسوخت پروین المسمی باسم تاریخی تسخیر دل

۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا خدا تپ زدۂ عشق کوئی زار نہو
زندگی آفت جان زیست گراں بار نہو

کسی بیکس کو کبھی عشق کا آزار نہو
مبتلا اس مرض موت میں زنہار نہو

۲

نہ پری کی کوئی حسرت نہ غم حور رہے
جان کر دل کے لگانے سے بہت دور رہے

الاماں عشق بتاں کا کوئی خواہاں نہ رہے
گل کے مانند کوئی چاک گریباں نہ رہے

سر کوئی زلف کے سودے میں پریشاں نہ رہے
مثل شبنم ہمہ تن دیدۂ گریاں نہ رہے

۳

زیست کا لطف جوانی کا مزہ فوت نہو
عشق عاشق کے لئے خود ملک الموت نہو

عشق کہتے ہیں جسے دشمن جاں ہے لوگو
بے نشانی ہے نشاں اسکا جہاں ہے لوگو

کام عشاق کا فریاد و فغاں ہے لوگو
ہر جوان پیر ہے پیر اس سے جواں ہے لوگو

بے ستوں پر سر فرہاد کو توڑا اسنے

قیس نالاں کو بیاباں میں چھوڑا اسنے

اسی ظالم نے کیا لالہ کو داغی ہے ہے	انکھیں نرگس سے لڑا کر کیا اندھی ہے ہے
خوب کی اسنے گلستان کی خرابی ہے ہے	حشر سے پہلے قیامت ہی دکھائی ہے ہے

طوق قمری کو دیا سوز درون بلبل کو
صحن گلشن میں کیا چاک گریبان گل کو

برگ آلودہ شبنم ہے ہر اک دیدۂ تر	دل صد چاک ہے ہر پھول چمن میں یکسر
جنبش شاخ سے پیدا طپش دل و جگر	صحن گلزار ہے سینہ پر داغ مگر

پتے پتے میں نشان اسکا نظر آتا ہے
جلوہ گو باغ جہان اسکا نظر آتا ہے

اسنے بلبل کو فدای گل گلزار کیا	سرو آزاد کا قمری کو گرفتار کیا
شمع محفل کا پتنگے کو طلبگار کیا	الغرض گرم بہت حسن کا بازار کیا

یہہ وہ پھندا ہے کہ پابند نہ چھوٹا اسکا
یہہ وہ ہی دام کہ اک تار نہ ٹوٹا اسکا

یہہ شرر وہ کہ دل و جان آتش گل کا ہی ہوا	یہہ وہ گلزار کہ ہی گوشہ نشین جسمیں جڑا
یہہ وہ صحرا کہ درندوں کو نہیں جسمیں اماں	اسی بیابان کا آہو ہے ہر اک شیر ژیان

یہہ وہ ہی گاہ کہ ہر کوہ ہی پانی اس سے
یہہ وہ قصہ ہے کہ عالم کی کہانی اس سے ۸

چشم انجم کو اگر دیدہ بیخواب کیا
ابر کو گریہ عشاق سے بے آب کیا
آسمان پر ہمہ تن برق کو بیتاب کیا
کہیں قطرہ کہیں چشمہ کہیں تالاب کیا

روز سورج کو تپ غم سے جلایا اسنے
مہ روشن کو کم و بیش بنایا اسنے ۹

عہد میں اسکے میسر نہیں ہوتا ہی کمال
دو پہر ہی مین ہے خورشید کو گردون پہ زوال
کر دیا اسنے گہٹا کر مہ کامل کو ہلال
دیکھیے دیکھیے اس عشق کا ہی کیا اقبال

کیا کہوں راحت جان ہی یہہ جگر سوز بہی ہے
مہر ہے ماہ بہی ہے رات ہی اور روز بہی ہے ۱۰

دلکو عاشق کے کہین معدن سیماب کیا
قطرہ اشک کو رشک در شاداب کیا
جوش گریہ سے کسی آنکہہ کو تالاب کیا
سینے کے داغ کو خورشید جہانتاب کیا

سیر دکہلائی زمین اور فلک کی اسنے
آبرو لی بشر و جن و ملک کی اسنے ۱۱

سب مین محکوم اسیکے یہہ ہی سبکا حاکم
حلقہ دردوکا ارباب طرب کا حاکم

حکمران روم کابھی اور یہ حبشہ کا حاکم	زیر و بالا عجم اور عرب کا حاکم

١٢
دیکھتے دیکھتے اک حشر دکھا دیتا ہے
نامیون کے بہی نشانون کو مٹا دیتا ہے

اسنے موسی کو بہی بیہوش بنایا کہ نہین	اور کنوین اسنے زلیخا کو جھکایا کہ نہین
اسنے منصور کو سولی پہ چڑہایا کہ نہین	دام مین اپنے فرشتون کو بہی لایا کہ نہین

١٣
آسمان اور زمین پر ہے اجارا اسکا
ذرے ذرے مین چمکتا ہے ستارا اسکا

اسکے آگے مین فلاطون سے دانا نادان	اسکی حکمت کے مقابل ہے بیابان یونان
اسکی مرغوب ہوائی سبب صدمہ جان	اسکے پرہیز مین عشرت ہے مقدم ہر آن

١٤
فہم و عقل و خرد و ہوش بہلا دیتا ہے
یہہ مرض وہ ہے کہ رستے پہ لگا دیتا ہے

اسکی گرمی سے ہوا گرم دماغ آتش کا	خوب اسنے کیا پانی کا کلیجا ٹھنڈا
اسی بیدرد نے بس خاک کو برباد کیا	بند ہوگئی ہے اسی ظالم کی ہوا کو بہی ہوا

١٥
آتش و آب و گل و باد مین یہہ شامل ہے
یعنی ہر ایک کی بنیاد مین یہہ شامل ہے

یہہ وہ ہے آگ کہ کافور ہے پانی اس سے
یہہ وہ پانی کہ سمندر کو روانی اس سے
یہہ وہ آزار کہ دیتی ہے جوانی اس سے
یہہ وہ تصویر کہ ٹہہر آتا ہی پانی اس سے

١٦
عشق کے جلوے سے خالی نہ زمانا دیکھا
اسکے پردے مین خدائی کا تماشا دیکھا

بادہ خوار و نکو رہا بادہ پرستی ہی کام
ہو گئے شیخ زمن سبحہ بکف صبح و شام
گبر کو ورد زبان آٹھہ پہر بت کا نام
کہین سبحہ ہی کہین بت ہی کہین گلگون جام

١٧
نظر آتا ہے ہر اک رنگ مین جلوا اسکا
میکدہ اسکا حرم اسکا کلیسا اسکا

یہہ ادب وہ کہ تکلف نہین اصلا جسمین
یہہ وہ آئین کہ نہ تکلیف گوارا جسمین
یہہ وہ انداز کہ ہر رنگ ہے پیدا جسمین
یہہ وہ محفل کہ دوئی کا نہین پردا جسمین

١٨
اسکے پابند کو آزاد لقب ملتا ہے
خود خدا ملتا ہے واللہ یہہ جب ملتا ہے

یہہ وہ ہے خال کہ ہے مردمک دیدۂ حور
یہہ وہ ہے نور کہ تاریک ہے یان شعلۂ طور
یہہ وہ نشہ ہے کہ بیقدر ہے آب انگور
یہہ وہ ہے جام کہ لاکھون ہین قدح جسکے حضور

اسکی مستی بخدا عالم ہشیاری ہے

۱۹

ہر قدم فتنۂ خوابیدہ کی بیداری ہے

یہہ وہ ہے درد کہ درمان کی نہیں جسکو طلب	یہہ وہ ہے رنج کہ عشرت کا یہی ہے مطلب
یہہ زبان وہ نکرے بات کوئی جز یارب	یہہ وہ طب ہے کہ نہیں جسکا فلاطون کو مطلب

۲۰

یہہ وہ آسیب پری کو بھی ہے سایا جسکا
یہہ بلا وہ کہ بلا مر بھی ہے سکتا جسکا

یہہ نگاہ وہ کہ نہیں صاحب خانہ شادان	یہہ وہ محفل ہے کہ حضار ہین اسکے نالان
یہہ وہ ہے خواب کہ مطلق نہیں جسکا امکان	یہہ وہ بازار کہ سودے جہان یا سود زیان

۲۱

کوئی فریاد کوئی شور و بکا کرتا ہے
عشق ہر ایک کو جینے سے خفا کرتا ہے

یہہ نہوتا تو نکلتی نہیں گنگرو سے صدا	یہہ نہوتا تو کبھی سازین سر کب ہوتا
یہہ نہوتا تو ستار کا نہ بلبل روتا	کیا صبا ہے گلزار طرب اسکی ہوا

۲۲

یہی مطرب ہے یہی نغمہ ہے اور ساز یہی ہے
یہی رقاص یہی رقص یہی ناز بھی ہے

یہہ وہ خنجر ہے کہ سو ٹکڑے سپر کرتا ہے	یہہ وہ تیشہ ہے کہ لاکھون کے سر کرتا ہے
یہہ وہ نشتر ہے کہ غربال جگر کرتا ہے	یہہ وہ ہے تیر کہ مرغ حذر کرتا ہے

شعر ۲۳	پھر وہ ظالم ہے کہ مظلوم کا جی کھوتا ہے پھر وہ خود سر ہے کہ پامال ہر اک روتا ہے	
عشق تو عشق ہی اک قہر خدا حسن بتان نسخۂ عشق کا ہی حسن ہی زیب عنوان		وہ اگر آفت دل ہے تو یہہ ہی دشمن جان عشق کی حسن کے صدقے مین بڑی عزت و شان
شعر ۲۴	یہہ نہین گر تو بھلا عشق کی بنیاد کہان یہہ مصیبت یہہ بلا اور یہہ افتاد کہان	
یہہ پری وہ کہ نہ فرمان سلیمان مین رہے یہہ وہ گل ہے کہ نہ آغوش گلستان مین رہے		یہہ وہ حور کہ نہ پابندی رضوان مین رہے یہہ وہ بجلی کہ نہ افلاک کے دامان مین رہے
شعر ۲۵	مبتلا اسکے گرفتار ہین آزاد ہے یہہ اس گلستان مین وہ قمری ہین تو شمشاد ہے یہہ	
یہہ وہ مہتاب ہی کہ ہر اک کو ہی اسی ضیا اسکا دیدار ہی عاشق کیلیے عین بقا		اسکا دیوانہ شب و روز ہی دل مردم کا اسکا ہر ایک اشارہ ہی قیامت کی ادا
شعر ۲۶	یہی سوتے ہوے فتنون کو جگا دیتا ہے حشر سے پہلے ہی حشر بپا دیتا ہے	
اس خط سبز پہ کہتا ہی زمرد ہیرا		اس لب لعل سے بیرنگ ہر اک لعل ہوا

یہہ وہ دندان ہیں کہ لی آبروی دُرِ نجبا
یہہ وہ ہی انکہہ کہ لیکر ہوے سرمہ دانا

۲۷
یہہ ذقن وہ ہی کہ چہوٹا نہ کوئی دل اس سے
نہیں جہانکیگا کنوین کیا چہ بابل اس سے

اگے اس ہونتہہ کے مہنہ غنچہ کا مطلق نہ کہلا
یہہ وہ ہی پان کی رنگت کہ شفق سے ہی سوا
یہہ زبان وہ ہے کہ سوسن کو حسد ہی جسکا
یہہ وہ معشوق کہ معشوق جہان جسپہ فدا

۲۸
یہہ وہ عارض ہے کہ فق رنگ ہے روی گل کا
یہہ وہ ہی زلف کہ اڑتا ہے دہوان سنبل کا

اس کمر کا ہی تجسس مین عدم کو ہی عدم
یہہ وہ ہے انکہہ کہ ہی جس سے غزالوں میں بہی رم
چشمۂ خضر میں اس لب کے تصور سے ہی دم
خجل ان ناق سے ہر ناف ہی کعبہ کی قسم

۲۹
یہہ وہ ابرو ہے کہ کستا ہے گلا خنجر کا
یہہ وہ مژگان ہے کہ دم بند ہے ہر نشتر کا

یہہ وہ کاجل ہی کہ ہی جس سے بصارت بینا
یہہ وہ مسی ہی جسے کہئے سویدا دل کا
یہہ وہ سرمہ ہی کہ ہی انکہہ ہر اک طور نما
یہہ وہ غازہ ہی کہ ہی آبروی اہل صفا

۳۰
یہہ وہ ہی پان کہ عاشق کا لہو کرتا ہے
یہہ وہ بیڑا ہے حذر جس سے عدو کرتا ہے

باعث قتل ہوی بیگنہی عاشق کی
آج وہ خود ہی بس قتل پشیمان ہوگا
دیکہکر گال مین اگر روی درخشان اوسکا
مہ و خورشید چراغ تہ داماں ہوگا

یہہ وہ بالا کہ ہے غش عالم بالا اسپر
یہہ وہ نتہی ہے بڑا چاند کا حلقہ جسپر

یہہ وہ لچہ کہ گلے کٹتے ہین صد ہا اسپر
یہہ وہ کنگن کہ فدا دست تمنا اسپر

۳۱

یہہ وہ پازیب کہ ہر سر مین ہی سودا اسکا
غدر اسکا ہی فساد اسکا ہے فتنہ اسکا

اس خرابات مین مدہوش ہی ہر اک ہشیار
یہہ وہ ہی جام کہ جمشید ہی اسکا سرشار

یہہ وہ مستی ہے کہ ہی درد فراق اسکا خمار
یہہ وہ شیشہ ہی کہ پریونکا نہین اسمین شمار

۳۲

یہہ وہ ساقی ہے کہ میخوار ہی بدحال اسکا
یہہ وہ بادہ ہے کہ ہے جوش مہ وسال اسکا

یہہ وہ سورج ہی کہ حربا ہی ہر اک غیرت حور
یہہ وہ ہی چاند کہ انسان ہی جسے جلوہ پر

یہہ وہ تارا ہے کہ عالم کو دیا جسنے نور
یہہ وہ بجلی ہی کہ جسکی تب سے جلا خرمن طور

۳۳

یہہ وہ افسون ہے کہ انسان کو بھی ناچار کیا
یہہ وہ منتر کہ فرشتون کو گرفتار کیا

یہہ وہ غمخوار کہ غم تازہ دیا کرتا ہے
یہہ وہ ہمدم کہ عزیزون سے جدا کرتا ہے

یہہ وہ مونس ہے کہ مصروف بکا کرتا ہے
یہہ وہ معشوق ہے کہ خواہان قضا کرتا ہے

کیا ہی دلچسپ ہین واللہ دائین اسکی

شعر ۳۴	جی میں آتا ہے کہ لوں خوب بلائیں اسکی	

یہہ وہ گل ہی کہ فدا جسپہ بشر ہوتے ہیں	جان شیرین صفت مرغ چمن کہوتے ہیں
ہای شبنم کیطرح آٹھہ پہر روتے ہیں	خفتہ بختی کا یہہ عالم کہ نہیں سوتے ہیں

شعر ۳۵	کف افسوس کو ملتے ہیں فغان کرتے ہیں
	صدقے اس باغ پہ بس طایر جان کرتے ہیں

یہہ وہ ہی شمع کہ پروانے ہیں لشان جسپر	یہہ وہ شعلہ ہی کہ جلتے ہیں فرشتون کے بھی پر
یہہ وہ ہی نور کہ اک ذرہ ہی ماہ انور	یہہ وہ ہی روز کہ سورج کا نہیں جسمین اثر

شعر ۳۶	یہہ وہ عارض کہ سکندر ہی حیران جس سے
	یہہ وہ کاکل کہ پریشانی پریشان جس سے

یہہ وہ چاندی کہ ہر اک سیم بدن آسیہ گر	یہہ وہ سونا کہ زر گل کو صبا صدقے کرے
یہہ پری وہ کہ فدا جسپہ فرشتون کے پر	یہہ وہ منزل کہ جو ہشیار قدم آئین ٹہرے

شعر ۳۷	دشمن عقل ہے دیوانہ بنا دیتی ہے
	طایر ہوش کو پر دیکے اڑا دیتی ہے

یہہ وہ تعویذ کہ عامل تہ و بالا ہوجاے	یہہ وہ ہی نقش کہ اک حشر کا نقشا ہوجاے
اس فتیلے کا جلا خاک کا تودا ہوجاے	یہہ وہ ہی حکم کہ حاکم بیان بندا ہوجاے

٣٨

بس کسیکا کبھی اسپہ نہین چلتے دیکھا
جسے دیکھا کف افسوس ہی ملتے دیکھا

یہہ وہ ہی سیر کہ دبتے ہین موکل اس سے
یہہ وہ ہی جن کسیکا نہ بڑا بل اس سے

یہہ وہ ہی جن کہ فرشتو نہین ہی بل چل اس سے
یہہ موکل وہ کہ چلتی ہی بڑا کل اس سے

٣٩

کیا دلاویز بنی جان سے لٹکا اسکا
لایق دید ہے واللہ تماشا اسکا

یہہ وہ جادو ہی کہ جادو پہ بہی جادو اسکا
یہہ وہ منتر ہی کہ منتر نہ کرے روا اسکا

یہہ وہ افسون ہی کہ افسون پہ بہی ہوا قابو اسکا
یہہ وہ ٹونا ہی کہ ٹونا ہی ایمان جوا اسکا

٤٠

یہہ وہ رشتہ ہی کہ ہر پاؤن کی زنجیر رہے
یہہ وہ گنڈا ہے پریخوان کا گلوگیر رہے

یہہ وہ طالب ہے کہ مطلوب کرے طالب کو
یہہ وہ سالب ہے کہ مسلوب کرے سالب کو

یہہ وہ قالب ہے کہ مقلوب کرے قالب کو
یہہ وہ غالب ہے کہ مغلوب کرے غالب کو

٤١

یہہ وہ رستم ہی کہ رستم کا جگر پانی ہو
یہہ وہ ہی گرز کہ گرزونکا اثر پانی ہو

یہہ وہ گردون ہے کہ چکر مین رہے گردون کو
یہہ وہ لیلا ہے جنون اسکا ہی ہر ہامون کو

نقشہ بدلا نظر آتا ہی خدا خیر کرے
عضو مین فتنہ نظر آتا ہی خدا خیر کرے
[illegible] مین نامہ بر آتا ہی خدا خیر کرے
[illegible] جم آتا ہے خدا خیر کرے
آفت [illegible] عاشق [illegible] رہتی ہے
[illegible] وہ کیون باہم [illegible]
[illegible] تازہ کوی [illegible] ہوتا ہے
دل کو [illegible]

یہہ وہ بیچون ہی کہ جلوہ نما ہر چون کو	یہہ وہ دریا ہی کہ بے آب کرے جیحون کو

۴۲
کون اس جنس کا عالم مین خریدار نہین
اسکا بازار ہی کیا مصر کا بازار نہین

یہہ وہ ظالم ہی کہ مجرم سزا دیتا ہے	یہہ وہ دشمن ہے کہ سولی پہ چڑہا دیتا ہے
یہہ وہ عیسی ہے کہ مردون کو جلا دیتا ہے	یہہ وہ قاتل ہے کہ خون لاکہون بہا دیتا ہے

۴۳
باعث زیست بہی ہے اور سبب مرگ بہی ہے
یہہ بہار اور خزان ہی ہی گل و برگ بہی ہے

جسے کہتے ہین محبت ہی حقیقت مین وبال	دوست تو دوست کہ دشمن کو نہو اسکا خیال
ہای اس آفت جان کا ہے قیامت جنجال	ہر گہڑی اسکی مہینا ہی ہر اک روز ہی سال

۴۴
اسکا طالب ہے وہی جسکی قضا آئی ہے
اسکا عالم ہی عجب عالم تنہائی ہے

خوبرویون کو کوی ہول کے چاہا نکرے	نقد جان دیگر اس جنس کا سودا نکرے
سامنے حور بہی آجاے تو پروا نکرے	ہای اللہ کسیکا کبہی شیدا نکرے

۴۵
دل لگانا جسے کہتے ہین بڑی آفت ہے
درد ہے رنج ہے ایذا ہے غم و زحمت ہے

[illegible]

کوئی دل خواہش گلپوشی عشرت نکرے
پابزنجیر رہے زلف کی الفت نکرے

ڈال لے طوق گلے مین یہ ہیہ حسرت نکرے
دار چڑہجائے یہ گیسو سے محبت نکرے

۴۶

غم نہین حلق پہ گر خنجر فولاد رہے
پرنہ دل عاشق ابروی پریزاد رہے

جان دینے کی کوئی حسن پہ عادت نکرے
گر پری آنے نظر میں طبیعت نکرے

دل آزاد کو پابند مصیبت نکرے
جیتے جی موت گوارا کرے الفت نکرے

۴۷

کسی دل کو ہوس شربت دیدار نہو
خون پی لے مگر اس بادہ سے سرشار نہو

دیکھ لے گل کو خیال رخ رعنا نکرے
جا کے سنبل کی طرف زلف کا سودا نکرے

آہ و نالہ صفت بلبل شیدا نکرے
دیکھے نرگس ہی کو خوش چشمون کو دیکھا نکرے

۴۸

کوئی اس رنج و مصیبت مین گرفتار نہو
مرض موت ہے بہتر یہہ آزار نہو

کوئی شیرین دہنون کے نہو غم مین برباد
مثل مجنون نکرے دشت بلا مین فریاد

توڑ لے تیشہ سے سر اپنا بزنگ فرہاد
آئے زنہار کسی غیرت لیلیٰ کی نہ یاد

دم کسی دشمن جان کا کوئی مارا نکرے

ش ۴۹ جان دے دل کے یہ دینے کو گوارا نکرے

شمع رو ہوئیگا کوئی بھول کے پروانہ نہو | گلعذار وئیگا کوئی بلبل دیوانہ نہو
محو دیدار کے ارمان مین مستانہ نہو | خون سے لبریز کسی آنکھ کا پیمانہ نہو

ش ۵۰ ساغر وصل کو منہہ سے نہ لگائے کوئی
آتش ہجر سے دل کو نہ جلائے کوئی

نکرے بھول کے کوئی کسی محبوب کو پیار | نکرے آنکھ کسی نرگس جادو سے دوچار
نہ خزان لائے کہین سینے مین داغون کی بہار | گرمی ہجر سے آئے نہ تپ دق زنہار

ش ۵۱ زخم سے بے نہ کسی سینے کے آلے ہوجائین
پردہ پوش خلش خار نہ چھالے ہوجائین

مرض عشق کہان اور کہان رہی طبیب | ہای عاشق کے سرہانے کوئی کیا آئے طبیب
موت کہتی ہے کہ خالی نہین یہان جای طبیب | بھلے اپنے کو خود آکے سمجھ جای طبیب

ش ۵۲ اسکے بیمار کو ہوتی نہین صحت سے ہے
جان لیتی ہے بس اکدن شب فرقت سے ہے

امن بلا سے رکھے محفوظ خدا بندون کو | صدمۂ عشق بتان ہو نہ عطا بندون کو
نہ ملے گل کی روش چاک قبا بندون کو | سنبل زلف نہو دام بلا بندون کو

٥٣

کوی قمری کی طرح غم سے نہ ناشاد رہے
چمن دہر مین بس غیرت شمشاد رہے

غرض اس حسن نے فتنے نہ جگائے کیا کیا
رنج عشاق کو ظالم نے دکہائے کیا کیا

اسنے کیا کیا نہ بگاڑے نہ بنائے کیا کیا
ہای بیچارون نے صدمے نہ اٹہائے کیا کیا

٥٤

ایک مین بہی انہین تازہ گرفتارون مین
سینہ چاکون مین جگر ریشون مین دل افگارون مین

مجھے یون ولولۂ عشق جنون خیز نہ تہا
گرم آہین نہ تہین نالہ مرا گلریز نہ تہا

مو بمو سوز درون یون شرر انگیز نہ تہا
خواب راحت سے حذر عیش سے پرہیز نہ تہا

٥٥

اک پریزاد نے مٹی مین ملایا مجھکو
برق نظارہ نے بیطرح جلایا مجھکو

یعنے اک روز گیا مین جو پئے سیر چمن
ہوگیا شوق تماشائے گل و سرو و سمن

بند ہگئی سر مین مرے خوب ہوائے گلشن
روش باد سحر رک سکا مین پرفن

٥٦

باغ مین جا کے عجب حسن کا جلوا دیکہا
صحن گلزار مین اک شاہد رعنا دیکہا

ہوئین دو چار جو آنکہین تو کچہ مین بیٹہا
غش جو آیا تو زمین پر صفت سایہ گرا

اسطرح بیٹھ گیا جی کہ نہ زنہار اوٹھا
بہا گئی اوس گل رعنا کی مجھے جوت ہوا

شعر ۵۷
چھٹی ہوگیا بس عشق کے بیرا نے مین
اگئی نیند مجھے سرو کے ہمسائے مین

بعد کچھ دیر کے جب ہوش مرا آنے لگا
پیشتر دل بس یار کے مجمع تھا ہو لگا ہو نکا
کہل گئی آنکھ تو گھبرا کے اوٹھا اور سنبھلا
سمجھ تو ہی یہ کہ کبھی گل نہیں ہوں جدا

شعر ۵۸
خوف سے چپکے در خیون مین یہ طرفا دیکھا
سیر کی سیر تماشے کا تماشا دیکھا

ہو سیر اک گل کیا نظر آیا مجھکو
باغ رضوان کا نظارا نظر آیا مجھکو
کیا ہی عجیب تماشا نظر آیا مجھکو
گل پر اک شرم سے کاشانا نظر آیا مجھکو

شعر ۵۹
پاک ہر عیب سے اوس غنچہ دہن کو دیکھا
چمنستان مین اک تازہ چمن کو دیکھا

سر کو سرمایۂ لطف گل و سنبل کہیے
جعد کو طرۂ شمشاد ہی یا اول کہیے
ظلمت و نور مین یا حسن تو کل کہیے
مانگ کو کوئی چمن تھیر تا طل کہیے

شعر ۶۰
مشترک جادہ یہ سنبل مین ہی ہی اور گل مین
بڑھ گیا ربط اسی راہ گل و سنبل مینا

گل نظر آنے لگے عارض رنگین سے خجل بستگی کا دہن تنگ سے غنچہ سایل	خلد کہتا تار ما گلزار سے بلبل کا دل خود گل کو دو دندان سے ندامت حاصل

٦١

ہر چمن کو نہیں حاصل تہی بہار اوس رخ کی
دل سے جنت تہی مگر عاشق زار اوس رخ کی

زلف کے پیچ میں الجہی رہی جان سنبل بستہ ہر شکن زلف تہی نشان سنبل	ہمہ تن وصف میں مصروف زبان سنبل بال بال اوسکا شانا تہا نشان سنبل

٦٢

مسی ایسی تہی کہ سوسن کا دہوان اڑتا تہا
پان سے آتش گلشن کا دہوان اوڑتا تہا

چشم و ابرو سے خجل نرگس و شاخ نرگس حسن قابو سے خجل نرگس و شاخ نرگس	اوسکے جادو سے خجل نرگس و شاخ نرگس دیکھی ہر سو سے خجل نرگس و شاخ نرگس

٦٣

انکہیں دکھلاتی تہی کیا ابروی خمدار کی شاخ
پہول تہے نرگس سہلاکے تو تلوار کی شاخ

کان بصورت گل ناک تہی چنبے کی کلی گل اصبع تہے یہ ناک تہی چنبے کی کلی	پہول بہے خوش سے فرخناک تہا چنبے کی کلی آگے اوس مین کے بس خاک تہی چنبے کی کلی

کان کو کان نزاکت جو مقدم بولوں

ق ۶۴

ناک کو وجہ طرہ بنا کی عالم بولون

اوس فرق کی رہی گلزار کے ہر جاہ کو چاہ	سبزے کا حسن خط سبز سے تہا رنگ سیاہ
شاخ گل شقہ پہ کرتی رہی حسرت سے نگاہ	قد موزون کی تمنا مین ہوے سرو تباہ

ق ۶۵

جب دم اوس سینۂ گلرنگ کا عنوان دیکہا

غنچہ و گل کو بہم دست و گریبان دیکہا

پنجہ وہ رنگ حنا سے ہوا جس سے تغییر	انگلیون کی نہین کم اوسکی رگ گل سے لکیر
اور ہر اک پور سے غنچہ کی ہوی کم توقیر	برگ گل ناخن رنگین کا نہ تہا اوسکے نظیر

ق ۶۶

خط پیشانی گلزار خط دست ہوا

باغ بہی اوس بہ تن باغ سے خود پست ہوا

وہ کلائی کہ چمن کو نہ کل آئی اوس سے	اور وہ پہنچا کہ پہنچنے کو جدائی اوس سے
منہہ چہپائی ہوگئی تہی رسائی اوس سے	تہی عیان سیر مین اعجوبہ نمائی اوس سے

ق ۶۷

باغ مین اوسکے جو منہہ آنے کو تیار ہوا

ناف سے نافۂ آہو بہی خطا وار ہوا

اوس کمر پر تہی ہر اک شاخ گل تر صدقے	ہوگئی گال پہ ہر سبزۂ منظر صدقے
ہوی غنچون کی چٹک اوسکی ہنسی پر صدقے	تہا چمن اوس چمن حسن پہ یکسر صدقے

۶۸

جب کمر فرط نزاکت سے لچک جاتی تھی
سیر رنگینی قدرت کی نظر آتی تھی
اوسکے زانو کی صفا کیا کہون کیا کرتی تھی
ساق با سرو کو بڑھکر تہ پا کرتی تھی
باغ مین شیشۂ گل کی جلا کرتی تھی
چوٹی سنبل تھی اوسی پہ فدا کرتی تھی

۶۹

رخ گل پر قدم اپنا کف پا نے رکھا
بڑھ کے آنکھون کو پئے فرش حنا نے رکھا
روش نکہت گل باغ سے جس دم وہ چلا
صورت بلبل نالان مین تڑپتا نکلا
خلش خار جدائی نے مرا کام کیا
ہوگئی سیر چمن ایک ہوا کا جھونکا

۷۰

باغ سے گھر کو جو مین با دل نالان آیا
سنبل زلف کے مانند پریشان آیا
دن گذرتا تھا خیال رخ روشن مین تمام
ہجر مین ہوگیا رخصت سبھی آرام
ہوگئی کالی بلا زلف کی دہن مین ہر شام
ابتدا ہی مین ہوا [illegible] انجام

۷۱

ایکدم کل نہ پڑی نیند نہ آئی مجھکو
باغ کی سیر نے کیا سیر دکھائی مجھکو
وہ ہنسی یاد جو آئی مجھے رونا آیا
ضبط کو چال کے انداز نے پامال کیا

۳۴۱

شوق روتا ہی رہا آٹھ پہر رنگ حنا	یاد گیسو میں ملا لطف پریشانی کا

شعر

ہو بہو صرف سخنان ہمہ تن درد ہوا
دھیان میں صبح بناگوش کی دم سرد ہوا

آنکھیں وہ یاد جو آئیں تو ہوا میں گریان	ذہن میں اوس لب کی رہی آٹھ پہر لب پہ فغان
دل میں [illegible] تھا تصور میں ابھی [illegible]	یاد میں پان کے لاکھے کے ہوا خون [illegible]

شعر

آبرو ریز ہوا شوق زنخدان اوسکا
چشمہ پڑھنے لگا نوح کا طوفان اوسکا

دھیان اسدرجہ کمر کا مجھے گم کرتا تھا	کمر لینے کو جھپٹا عدم ڈرتا تھا
سنکے عنقا بھی مری گم شدگی ڈرتا تھا	عالم نیستی خود سرد نفس بھرتا تھا

شعر

اسقدر بیخبری تھی کہ خبر اپنی نہ تھی
بند آنکھیں تھیں نظر ہی نظر اپنی نہ تھی

دل جو گھبرایا تو پھر عازم گلزار ہوا	گلشنوں میں یہ پہنا ہمنفس خار ہوا
پھر نہ جب اوس گل خوبی سے میں دوچار ہوا	سرو کا سایہ بھی سینے پہ مرے بار ہوا

شعر

باتیں کچھ منہ پہ ہی سوسن کے لئے آنے لگی
بدلی جب آنکھ تو نرگس بھی ہوا کھانے لگی

	دل لگی سرو و سمن مین سحر و شام رہی	٧٩

مین چکور اوسکا ہوا اور وہ مرا ماہ ہوا وہ جدہر چلنے لگا اوسکے مین ہمراہ ہوا		اوسکا مین شیفتہ وہ میرا ہوا خواہ ہوا کہربا جذبۂ الفت سے وہ مین کاہ ہوا

	بلبل اوسکا مین رہا اور وہ رہا گل ہوکر سیر کرتے تہے چمن مین گل و بلبل ہوکر	٨٠

وہ مرا گہر مین اوس گہر کا ذرا نکلا یعنے ہرہیس مین مجہہ سے نہ وہ تنہا نکلا		وہ پری ہو گیا اوسکا مین سایا نکلا اوسکا مجنون مین ہوا وہ مرا لیلا نکلا

	پاس مین اوسکے رہا اور وہ مرے پاس رہا پاس اوسکا مجہے اور اوسکو مرا پاس رہا	٨١

بعد مدت کے کہین بر سر قابو آیا پیچہے پیچہے ہی مین ہمرنگ شب مو آیا		انہین رنگون مین سر ہاتہہ وہ گلرو آیا ایکدن گہر لقا وہ جو لب جو آیا

	ہاتہہ گستاخ ہوئے بوسے کی لب کے لئے پاؤن بڑہنے لگا پہر حاصل مطلب کے لئے	٨٢

نہ وہ موقع رہا باقی نہ وہ قابو ہی رہی خون رولایا مجہے ہر سر و لب جو ہی رہی		خلل انداز ہوئے دشمن بدخو ہی رہی خار کہانے لگا بلبل سے وہ گلرو ہی رہی

۸۳

جان گھبرا گئی خلوت کا مزہ فوت ہوا
باغیوں کا ادہر آنا ملک الموت ہوا

آ گئی سر پہ جدائی کی گھڑی ہائے غضب
کس مصیبت میں مری جان پڑی ہائے غضب

خون رولانے لگی مستی کی دہڑی ہائے غضب
پھر وہ سیے نہ کبھی آنکھ لڑی ہائے غضب

۸۴

کیا خبر چین کسے کہتے ہین آرام کسے
لوگ سب صبح کسے کہتے ہین اور شام کسے

وہ ادہر مجھ سے جدا اور مین ادہر اوس سے جدا
ایکدم رہنے لگا آٹھ پہر مجھ سے جدا

تھا مری نظرون مین کہنے کو مگر اوس سے جدا
نہ تو دل اوس سے جدا اور نہ جگر اوس سے جدا

۸۵

منقلب حاشیہ گردون کو جو پایا مین نے
کام بگڑا ہوا سازش سے بنایا مین نے

جب قیو نے بہرا امن مطلب پایا
رفتہ رفتہ کسی تقریب سے اوسے گھر لایا

جلوہ خوبی طالع سے فلک شرمایا
شب اندوہ گئی روز سعادت آیا

۸۶

پھر وہ آ جو گیا برج حمل کہتے تھے
دوست سب گھر کو مرے شادی محل کہتے تھے

وصل کی شب کا عجب رنگ جمایا مین نے
فرش پھولون کا لب بام بچھایا مین نے

باتوں باتوں میں مزا زیست کا پایا تونے	دہن اوس غیرت عیسی کو بنایا میں نے

شعر ۸۷

پیروی کرنے لگے جام و صراحی خُم کی
قلقل شیشے سے پیدا ہی صدا قم کی

آنکھ سے آنکھ لڑانے کا مزا ہاتھ آیا پاؤں سے پاؤں لگانے کا مزا ہاتھ آیا	ہونٹھ سے ہونٹھ ملانیکا مزا ہاتھ آیا سینے سے سینہ دبانیکا مزا ہاتھ آیا

شعر ۸۸

کام کرتے ہیں وہ عاشق کہ دکہانے کا نہیں
لب اظہار میں کچھ لطف چھپانے کا نہیں

ہیں دہر لطف سے بیہوش اودہر غش میں وہ حور سحر عید نظر آنے لگی وہ شب نور	پانی پانی ترا ہاتھوں وہ ہوا غیرت حور ہو گیا اتنے میں بس صبح جدائی کا ظہور

شعر ۸۹

دکھہ دیا آکے وہیں اوسکے ہوا خواہوں نے
گھر بچھوڑا مرے اکروز ہی گمراہوں نے

دیکھکر اوسکو میں رویا تو وہ گھبرانے لگا ہاتھہ ترکر میں بش گریہ کو بہلانے لگا	انکھیں بہر آئیں اشاروں ہی میں سمجھانے لگا وہ گلے ملکے زبان پر یہ سخن لانے لگا

شعر ۹۰

غم نہ کہا صورت یعقوب مری جان کی قسم
تو عزیز دل و جان ہے مہ کنعان کی قسم

۹۴

بڑھ گئی قدر یہہ شب کی کہ شب قدر ہوی

وہ مرے حال پہ گریاں مجھے شادی وصال
غیر تھا رشک سے اوس جسکے ہر انجم کا حال

قہر کرنے لگا مجھ زار پہ وہ ماہ جمال
آسمان سے بھی مرا ہو گیا دونا اقبال

۹۵

بدر خود داغ بدل رہ گیا لالا ہو کر
مین جو لیٹا رہا اوس چاند سے نالا ہو کر

ہمکناری مین شب ماہ بسر ہونے لگی
کس سیہ مستی مین ای واہ سحر ہونے لگی

ناتھا پائی کہون کیا دو دوپہر ہونے لگی
مجھے اوسکی اوسے میری نہ خبر ہونے لگی

۹۶

لذت وصل نے بیخود یہہ بنایا مجھکو
ہو گئی صبح بھی تو ہوش نہ آیا مجھکو

فتنہ پرداز وہین جمع پس و پیش ہوے
بانی تفرقہ ناعاقبت اندیش ہوے

مانع خیریت وصل وہ بدکیش ہوے
ہمہ تن نوش سے وہ متنفر نیش ہوے

۹۷

دیکھکر مجھکو وہ آئینہ لگا سکتا تھا
سبب پاس حیا کچھہ نہین کہہ سکتا تھا

مستعد ہو گئے اغیار جو لیجانے پر
رکھہ کے رونے لگا وہ ہاتھ مرے شانے پر

رحم آیا اوسے بیحد مرے غم کھانے پر
رہا مائل مین پریزاد کے سمجھانے پر

ش ۹۸
وعدہ آنے کا کیا کہا کے مرے سر کی قسم
دی اوسے مین نے سلیمان پیمبر کی قسم

وہ روانہ جو اودہر آئینہ رخسار ہوا
اشک خونی سے بنا لال رخ زرد مرا

مین نے رو رو اودہر آئینہ یہ پانی چہرکا
غم مین اوس رشک سکندر کے عجب رنگ بنا

ش ۹۹
دل مین ہونے لگا کہٹکا خلش فرقت کا
آیا اوس گل کی زبان پر جو سخن رخصت کا

ہوش کیطرح غضب وہ بت طرار گیا
اوسکے جاتے ہی سب آرام دل زار گیا

نیند کی شکل مرا طالع بیدار گیا
جیتے جی دشمن جان ہای مجہے مار گیا

ش ۱۰۰
غش اودہر آگیا مجہکو جو وہ بر مین زہا
مین ہی آپ اپنے مین ہرگز کبہی گہر مین زہا

بیخودی مین وہ خود آرا ہوا بستر سے جدا
بدگمانون نے کیا عاشق مضطر سے جدا

بلبل زار ہوا ہای گل تر سے جدا
زیست قمری کی ہو کسطرح صنوبر سے جدا

ش ۱۰۱
پہر وہی روز مصیبت وہی بیتابی تہی
وہی نالہ وہی گریہ وہی بیخوابی تہی

پہر ہوا جسد پریزاد کا سایا مجہکو
عشق کے دیو نے مبہوت بنایا مجہکو

[illegible]

پہر مرا بخت زبون پیچہین لایا مجہکو | کیا مقدر نے سیہ روز دکہایا مجہکو

ط ۱۰۲
پہر مرے حال پر احباب ترس کہانے لگے
مژدہ وصل سنا کر مجہے سمجہانے لگے

چارہ سازی کی بنی بات تو دل شاد ہوا | مجہہ سے راضی مرا شوخ ستم ایجاد ہوا
دایمی بندہ نوازی کا جو ارشاد ہوا | دل ہی میرا مرے گہر کیطرح آباد ہوا

ط ۱۰۳
آمد و رفت جو اوس شوخ کی یان جاری تہی
دور دل سے مرے سب ہجر کی دشواری تہی

دن ہوا عید کا ہر دن تو ہوئی شب شب عید | خوب اوس مہ سے رہی فایز مطلب شب عیش
مری ہر شب کو بتانے لگے بس شب عیش | روز نوروز سے ہوتی تہی مخاطب شب عیش

ط ۱۰۴
عشرت تازہ کے باعث غم دیرین نہ رہا
پردہ ربط مین اندیشہ بد بین نہ رہا

دونو جانب سے لگی ہونے صفائی دل کی | راحت جان نے مرے بات بنائی دل کی
پہر نہ دل سے ہوئی منظور جدائی دل کی | بعد مدت کے یہہ امید بر آئی دل کی

ط ۱۰۵
خوف غماز کا اندیشہ اغیار نہ تہا
پہول ہی پہول کی صحبت تہی کوئی خار نہ تہا

[illegible]

نہ وہ کہسار رہا زینہار غم فرقت کا | ٹل گیا سر سے مرے کوہ گران آفت کا

رنگ جمنے کو لگا آٹھ پہر عشرت کا | گرم ہنگامہ شب و روز رہا صحبت کا

پھر نہ پہلو سے کسی دم وہ جدا ماہ رہا

گھر مرا جلوۂ مہتاب سے دلخواہ رہا ۱۰۶

کیا اوس ماہ نے روشن مرے ویرانے کو | کر دیا رشک دہ طور سیہ خانے کو

کبھی محفل مین ہوا دخل نہ بیگانے کو | کام جز شمع کسی سے نہ تہا پروانے کو

ساتھ اوسکے مین رہا اور وہ مرے ساتھ رہا

ہاتھ مین اوسکے شب و روز مرا ہاتھ رہا ۱۰۷

نہ ہوا مجھ سے جدا حور لقا اٹھ پہر | رشک جنت مرا گھر ہونے لگا اٹھ پہر

چلتی تھی روضۂ رضوان کی ہوا اٹھ پہر | گل کہلانے لگی پھر باد صبا اٹھ پہر

پھر خزان کو ہوا دخل گلستان مین مرے

دن بسر ہوتے تھے سیر گل و ریحان مین مرے ۱۰۸

اوسکے پوشاک پہ تھا مین روش گل قربان | حسن رخسار پہ بصورت بلبل قربان

پای گیسو پہ رہا ہمسر سنبل قربان | گھر مین ہونے لگے سب سیر جز و کل قربان

ہر طرح ہوگیا مرہون مقدر ہوکر

۳۵۱

۱۰۹ ه	اوسکے پہلو مین رہا جامے سے باہر ہوکر	

مرا شیرین وہ ہوا اسکا مین فرہاد ہوا سرو وہ ہوگیا قمری دل ناشاد ہوا	میر الیلی وہ تو مین قیس کا ہمزاد ہوا وہ مری شمع مین پروانیکا استاد ہوا

۱۱۰ ه	یعنے ہر بہس مین اوس سے مرا رشتہ ہی رہا صحبت ایسی تہی کہ وہ مجہسے نہ تنہا ہی رہا	

رات دن عیش و مسرت ہی سے بس کام رہا مجہہ سے چین اوسکو تو اوس سے مجہے آرام رہا	لطف زلف و رخ جانان سحر و شام رہا ورد اوس بت کا ہر اک دم بخدا نام رہا

۱۱۱ ه	شیخ سے کام رہا اور نہ حرم سے مجہکو تہا غرض آٹھ پہر اک صنم سے مجہکو	

پہر نہ یہہ دور فلک تفرقہ انداز ہوا مین نیاز اور وہ مہر و ہمہ تن ناز ہوا	اوسکا ہمراز مین اور وہ مرا ہمراز ہوا اوسکا دلسوز مین اور وہ مرا دمساز ہوا

۱۱۲ ه	دل لگی اوس سے مری آٹھ پہر ہونے لگی اس خریداری سے اوقات بسر ہونے لگی	

گہر انور سے اوس مہر کے پر نور ہوا حجرۂ حجرہ اثر حسن سے معمور ہوا	سنگ در رشک وہ روشنی طور ہوا شب تاریک مصیبت کا خلل دور ہوا

١١٣

آسمان گہر کو مرے اہل نظر کہنے لگے
چارپائی کو ہر اک برج قمر کہنے لگے

گہر کو اوس غیرت گلشن سے بسایا مینے
جامے مین شوق سے پہولا نہ سمایا مینے

ہار پہولونکا سمن بر کو پہنایا مینے
چوم کر لب اوسے گودی مین بٹہایا مینے

١١٤

ہمبغل یار سے بس صبح و مسا ہونے لگا
مجہپہ قربان وہ مین اوسپہ فدا ہونے لگا

اوسکا غمخوار مین اور وہ مرا غمخوار رہا
اوسکا مختار مین اور وہ مرا مختار رہا

مرا مطلوب وہ مین اوسکا طلبگار رہا
اوسکا مین یار رہا اور وہ مرا یار رہا

١١٥

ایکدم مجہسے جدا آئینہ طلعت نہوا
دخل غم بزم طرب مین کسی صورت نہوا

صبح مین یار کو خورشید درخشان سمجہا
بر مین دل اور تن بیجان مین اوسے جان سمجہا

شام مین رشک فزای مہ تابان سمجہا
اوس مسیحا کو مری زیست کا سامان سمجہا

١١٦

راتدن رہنے لگا سکل تمنا دل مین
جگمگاتا رہتا تہا ہر وقت اوسیکا دل مین

دوست کہتے تہے مبارک ہو یہہ عشرت پر لو
رہے قایم یہہ دلا اور یہہ صحبت پر لو

سحر وصل کرے یون ہی رفاقت پرتو	تم سے مہجور ہو دایم شب فرقت پرتو

عشق زیبا ہو نہین اوس بت لاابالی کا
عاشقون مین رہے آوازہ سخندانی کا

واسطے نسخہ ہذا حسب خواہش حافظ محمد حسین صاحب عرف اندہی شاہ صاحب نوشتہ شد

تمت

فراق نامہ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای نعت طرازش دہان کر	ای حمد نوازش زبان کر
ای شوق تو یار سے ملادے	ای خضر تو راستہ بتادے
ای جذب تو رہنمائی کرنا	ای بخت رسا رسائی کرنا
عاشق معشوق کو ملادے	ای دست دعا اثر دکہادے

آوارہ باغ باغ ہون مین | لالہ کے جگر کا داغ ہون مین
نرگس کی طرح سے منتظر ہون | حیران ہون کہ کسطرف کو دیکھون
سینہ ہے چاک صورت گل | نالان ہے دل بشکل بلبل
رنجور دجگر فگار ہون مین | گل ہو کے چمن مین خار ہون مین
مین راہ طلب مین بادپا ہون | پھٹے ہی صبا سے بس ہوا ہون
ای گریہ مین ندیان بہادون | ای آہ مین آسمان ہلادون
پہلو سے دل حزین نکالون | آفت یہ ستم سے اپنے نالون
پیچون مین زلف کے پہنسا ہون | شانے کیطرح الجھ رہا ہون
اک قلزم حسن سے جدا ہون | مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہون
بس حضرت عشق بد بلا ہین | کیا اور کہون جناب کیا ہین
شب خواب مین بھی دلا کسیکا | ہمنے پایا نپتا کسیکا
جب صبح ہوی تو خاک چہانی | آیا نہ نظر وہ یار جانی
انکھون مین ہے مردمک کے مانند | یا دل مین ہے وہ تسک کے مانند
پنہان ہے وہ یا عیان ہے یارب | کیا جانون مین کہان ہے یارب
گلزار مین ہی کہا کسینے | کہسار مین ہی کہا کسینے

کیا غنچہ مین ہی بے رنگ نکہت | یا پہول مین ہی وہ بنسکے رنگت

کہتا کوئی یان ہی کوئی وان ہے | کیا بولون مین کہ وہ کہان ہے

خبرون سے یہہ مختلف ہون حیران | ہوتا ہی دل حزین پریشان

پہر ڈہونڈون کہان مین کیا کرون ہائے | کب تک گہر گہر پہرا کرون ہائے

گو کرتے ہین ہم ہزار تدبیر | دیکہین کہ دکہاتی کیا ہے تقدیر

پہر کس سے التجا کرین ہم | جا جا کے کہان دعا کرین ہم

بیداد کی داد کس سے چاہین | انکہونمین نم اور لب پہ آہین

کس سے دل نامراد کی ہم | امید رہینگے داد کی ہم

بگڑے کو بنا دے یا الٰہی | رستے پہ لگا دے یا الٰہی

بہکایا جسنے فتنہ گر کو | یارب ویران کر اوسکے گہر کو

حالت مری اوسکو یہہ جتاوے | اوس گل کو صبا خبر سناوے

نفرت آرام کے ہی منہہ سے | اور وحشت کام کے ہے منہہ سے

مین یان ہون مرا خیال وان ہے | یعنی مین وہان ہون وہ جہان ہے

ہی دور خوشی دل حزین سے | سر لگ گیا فکر مین زمین سے

پہلو مین دل مرا طپان ہے | آ جلد تو فتنہ گر کہان ہے

پڑتی نہین انکھ ہی کسی پر — چہرہ ہے نظر مین تیرا دلبر

جب سے تو گیا ہے یار ہی ہی — روتا ہون زار زار ہی ہی

بس ربط حسینون سے نہوتا — ورنہ ناتھ آبرو سے دہوتا

جاتا ہی نہین خیال تیرا — انکھون مین ہے جمال تیرا

کہانا پانی چہٹا ہے ہمسے — مطلق راحت جدا ہے ہمسے

منہ دکہا دے اپنی صورت — ہوتی ہے تباہ میری حالت

حالت اپنی کسے سناؤن — کسکو مین داغ دل دکہاؤن

کیا گردش چرخ نے کیا کام — کمبختی کے اگئے بس ایام

اغیارون نے یار کو سکہایا — ناکارون نے کچھ اوسے پڑہایا

بگڑی تہی بات بنکے تقدیر — کام آئی نہ کوی ایک تدبیر

اوسکی طرح آپ سے گیا مین — ہر باغ مین ڈہونڈہنے لگا مین

کہنے لگا ای ستانے والے — بے بولے بغل سے جانیوالے

کس ظالم نے تجھے سکہایا — کس ملعون نے تجھے پڑہایا

لازم نہین بیوفائی کرنا — ای جان کچھ جان فزائی کرنا

کیا دل کو داغ دے گیا تو — اس گہر کو چراغ دے گیا تو

کیا شاخ نہال غم پھلی ہے | کیا دل کو ہمارے بیکلی ہے

گردش مین ستارہ کیا مرا ہے | ای چرخ جدا جو مہ لقا ہے

یاد آتے ہین وہ میٹھی باتین | تلخی سے ہین گذرتی راتین

جو اوسکو سکھا کے لیگیا ہو | آفت مین غم مین مبتلا ہو

گونگا ہو لنگ ہو الٰہی | جینے سے تنگ ہو الٰہی

آگاہ نہ تھا مین مکر وفن سے | گل بو ہو کے اوڑ گیا چمن سے

مین خواب مین اوس سے مل رہا ہون | بیدار جو ہون تو پھر جدا ہون

اوشدنے سے کیسکو یہ داغ | قسمت سے ملا مجھی کو یہ داغ

غزل

بے پردگی مین حجاب کیا ہے | ای چرخ یہ انقلاب کیا ہے

ساقی ہون نہین وہ رند ناکام | دیکھی ہی نہین شراب کیا ہے

دیوانہ ہون طفل برہمن کا | کیا جانون گنہ ثواب کیا ہے

گردون شب ہجر کی سحر کر | با این سیری خضاب کیا ہے

گر عشق نہین کسی سے تمکو
پھر یہ تو اضطراب کیا ہے

نامہ

سرگردان فکر مین ہی خامہ — لکہتا ہی جو اوس پری کو نامہ

ای رونق بزم تو کہان ہے — پروانے کی شکل دل تپان ہے

ہو دولت حسن پر نہ مغرور — کیا شان خدا سے ہی یہ کچھ دور

یکدم مین فقیر امیر ہو جاے — اک آن مین شہ فقیر ہو جاے

سینے پہ تو چڑہ کے آرہا ہے — نظرون مین تو ہی سما رہا ہے

آنکھون مین بہوین ہین تیری دلبر — پھرتا ہے گلے پہ میرے خنجر

عاشق جس سمت دیکھتا ہے — دہوکے دیکر تو آرہا ہے

گہ شوق ہے گاہ آرزو ہے — آنکھون مین دلمین تو ہی تو ہے

بیداری مین تو ہی خواب مین تو — بے پردہ تو ہے حجاب مین تو

بے چین ہون دن کو ای ستمگر — آتی نہین نیند ہای شب بہر

ہی کسکو خیال دلگی کا — یہ جوش ہے دلکی بیکلی کا

رونیکا راگ پر گمان ہے — خنجر سارنگی کی کمان ہے

تفریح غذای غم عیان ہے — حالت مری پوست استخوان ہے

غزل

۳۶۰

آجلد ای بیخبر خبر لے
جینا ہوا تلخ تو خبر لے

دعوا ہوا ابر کو تری کا
کیوں چپ ہے تو چشم تر خبر لے

سو بار تڑپ کے لب پہ آیا
کچھ دل کی بے جگر خبر لے

اتنا ہی نہ چاہیے تغافل
بھولے ہے تو فتنہ گر خبر لے

جاتا ہی وہ چھپانے ہم سے
ای جذبۂ دل مگر خبر لے

ہنستا ہی وہ رونے پر ہمارے
ای نالۂ بے اثر خبر لے

ای دست دعا در اثر کی
بڑھ کر کچھ چرخ پر خبر لے

ہوتا ہے تباہ مفت پرتو
اک روز تو بھول کر خبر لے

دل نے لی ہے جگر سے رخصت
اور ہوش نے اپنے سر سے رخصت

پوشاک کی سدھ نہ کھانے کی سدھ
آنے کی سدھ نہ جانے کی سدھ

یہ جوش و خروش درد کا ہے
دم بند جگر سے مرد کا ہے

تصویر کیطرح ہوں میں خاموش
رہتا ہوں تمام رات روپوش

دل تنگ وطن سے اور گھر سے
الجھا ہی یہ دشت کے سفر سے

تصدیع نہ دے تو رنج دیکر
بس حلق پہ پھیر میرے خنجر

کٹتا ہے دن اُفتوں سے ہیہات	محشر بپا ہے سر پہ ہر رات
گونگے ہوں تجھے سکھانیوالے	اندھے ہوں مجھے ستانیوالے
کیا حال لکھوں میں تجھکو پھر اور	اتنا ہی ہے بس جو کیجے غور

تاخیر جو تیرے آنے میں ہے
شک ہی مجھے زندہ پانے میں ہے

تمت

قطعہ تاریخ از جناب شاہ محمد صادق الحسینی چشتی شریف النوادری الستاد حضور مصنف

فخر دوران جناب پرتو ما	چہ قدر ہین کہ در معنی سُفت
دید چون این فراق نامہ شریف	سال او نظم دومیندی گفت ۱ ۲ ۳

فراق نامہ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے مایل حمد و نعت خامہ	دونا ہو کیوں فروغ نامہ

ای ثابت منزل نکوئی — سیار بروج خود نمائی

ای غازۂ روی صبح امید — گلگونۂ شام عیش جاوید

ای حسن فزای عارض روز — ای زنگ زدای شام دلسوز

ای نثری نثر وصف گیسو — وی شعری شعر مدحت رو

ای غیرت ماہ و رشک خورشید — ہے بس یہہ دعای طالب دید

تا دور فلک رہے سلامت — یہہ حسن و فروغ و نور و طلعت

تا چرخ پہ خط استوا ہو — جلوہ تری مانگ کا سوا ہو

جبتک رہے آفتاب رخشان — روشن رہے حسن رخ کا ایجان

جلوے سے ترے یہہ غدر ہو جاے — گھٹ گھٹ کے ہلال بدر ہو جاے

تا مشرق مہر دلنشین ہو — بس مطلع حسن یہہ جبین ہو

جبتک ہو ہلال زیب گردون — ابرو کا ترے ہو حسن افزون

ابرو کی ترے جو دیکھے ضو کو — کاجل ہو کنار ماہ نو کو

سورج کی کرن ہو تا فلک پر — ہو نور تری پلک پلک پر

تا ہو زحل اور زہرہ تابان — آنکھین ہون تری چراغ دوران

ہر سمت یہہ جوش نور ہو جاے — سرمہ آنکھون کا طور ہو جاے

خورشید و قمر بہرین ترا دم | حسن بینی ہو ذرا کم

تا چرخ یہ دور کار دان ہو | آئین جہان ترا دبان ہو

تا کاہکشان مین روشنی ہو | دانتون مین ترے چمک بہری ہو

گردون پہ شفق ہوتا نمایان | ہو تیرا اسر فرو بدخشان

دیکہے ترے لب جو یار جانی | ہو چشمۂ خضر پانی پانی

سب محل ہون لال لال باہم | بہرتے رہین تیرے ہونٹوں کا دم

گر دلب لعل خط ترا ہو | نالہ نہ ہلالون سے جدا ہو

جب تک یہہ چرخ نیلگون ہو | مستی سے تری شفق کا خون ہو

گشتہ ہوا آسمان تمہارا | مریخ ہو رنگ پان تمہارا

ہو چشمہ بہرتا درخشان | قایم ہو ترا چہ زنخدان

خورشید و قمر ہون تا پر انوار | دن رات فزون ہو حسن رخسار

جب تک رہین نجم چرخ تابان | ای جانہ ہو تل ترا درخشان

جوبن ہو زلف پر شکن پر | جب تک چہائے گہٹا چمن پر

عارض ہون حسن حاصل روز | زلفین ہون تری حمایل روز

مریخ اور مشتری ہون جب تک | ہون کان یہہ کان حسن بیشک

جب تک زیب قمر ہو بالا | خط کا ترے حسن ہو دوبالا
جب تک ہو طلوع صبح صادق | برقع کی ترے رہے وہ شایق
ہو چاند مین جب تلک صفائی | پر نور رہے تری کلائی
ہو خط شعاع جب تلک یار | تیری رہین انگلیان پر انوار
عاشق کو دلستان ہو پر نور | غارتگر جان ہو مہندی کا چور
مرجان کرے دل سے جبہ سائی | دیکھے جو یہہ پنجۂ حنائی
تا رہن عدم نہ یہہ جہان ہو | تیری کمر اور ترا دہان ہو
جبتک ہو فروغ شمع گردون | ہو نور و ضیای ساق افزون
طوبا کو ہو جبتک ارجمندی | ہو پایۂ قد کو سربلندی
پر نور یہہ تیرا نقش پا ہو | منہہ شرم سے زرد مہر کا ہو
جبتک یہہ پیر آسمان ہو | ای مہ ترا بخت نوجوان ہو
ہو فضل اله شامل حال | دونا ترے حسن کا ہو اقبال
بعد اظہار حسرت دید | ہے طالب وصل کی یہہ امید

غزل

چہرے سے ذرا نقاب اٹھادے | کچھہ جلوہ تو ماہ رو دکھادے

مطرب بجھ بہار کا ہی موسم
گت کوی بہار کی سنا دے

بچھڑے ہوے چاند کو تو مجھ سے
ای گردش چرخ دون ملا دے

ہی عید الفطر اس گدا کو
فطرہ کوئی بوسہ مہ لقا دے

بھولے سے ہی کبھی نہ پوچھا
پھر پرتو تجھے جان کیا دے

آغوش مین تو مرے سدا ہو
جوش حسن الفت از ما ہو

ہون تیرے گلے مین ہاتھ میرے
دن رات رہے تو ساتھ میرے

قبضے مین مین ہو اور حلب ہو
عارض عارض پہ لب پہ لب ہو

قابو مین وہ زلف پرشکن ہو
عصے مرے بحظا ظن ہو

ابرو تری میری آنکھ پر ہون
اور مژگان شہپر نظر ہون

ہو پیش نظر کجون کا اقبال
ہو جاے کچھ کا کچھ مرا حال

ہو جاے دلون سے دور کینہ
سینے سے لگا ہوا ہو سینہ

ہون تیرے ساق زیب زانو
اور آنکھ پہ ہاتھ شکل ابرو

شیشے کا گلا ہو جام کا لب
مدہوش کرے شراب مطلب

نصرت ہو شوق کو حیا پر
پھر کون مین حصول مدعا پر

پردہ ہو شوخی و حیا مین	مقصد ہوا ادا ہر اک ادا مین
بیساختہ یہہ غزل سناؤن	صدقے ہو کر گلے لگاؤن

غزل

سایہ کیطرح لگا ہوا ہون	اس رشک پری کا مبتلا ہون
اس بزم مین مثل بے صدا ہون	شیدائی چشم سرمہ سا ہون
مین کشتۂ خنجر ادا ہون	تیری حرکت نے مار ڈالا
پسکر حسرت سے دیکھتا ہون	سرمہ کو تمہاری آنکھ کے مین
منہہ چڑہ کے جو بوسے لے رہا ہون	کیا زلف سیہ ہو نہین سیہ بخت
تو گل ہے اگر تو مین صبا ہون	ہی میرے سبب سے تیری شہرت
مین بہی کوئی شعبدہ نما ہون	ایجان تری چشم کی طرح سے

چہٹکی ہوئی چاندنی سے پر تو
اس مہ کا دو پٹہ دیکھتا ہون

کہتے رہین سب مجھے سلیمان	ہو تجھ سی پری جو زیر فرمان
روشن مرے دم سے ہی معانی	ہون مہر سپہر شعر خوانی
مصرع ہی مرا ہر اک مہ عید	ذرّے مرے سب ہین ہون خورشید

میں رہبر منزل سخن ہوں	میں حل کن مشکل سخن ہوں
میں شیر بیشۂ سخن ہوں	میں رونق بیشۂ سخن ہوں
روساختہ مجھ سے سب ہیں داغی	کانٹے کھاتے ہیں گل یہ باغی
کٹتے ہیں عدو قلم سے میرے	ہے معرکہ گرم دم سے میرے

غزل

فخر شعرائے لکھنؤ ہوں	گر ہند ہے گل میں رنگ و بو ہوں
مدراس ہے میرے دم سے گلشن	گویا میں چمن کی آبرو ہوں
صدقے سے جناب عشق کے بس	سرتا پا میں آرزو ہوں
ٹھنڈی ہیں سانسیں بہروں نہ کیونکر	آشفتۂ شوخ گرم خو ہوں

آہوں کے شرر ہیں رشک انجم
پرتوؔ جو فدائی ماہرو ہوں

یارب مری بس یہی دعا ہے	درگاہ میں تیری التجا ہے
اب حسن و عشق میں بڑھے ربط	ہم صورت جسم و جان رہے ربط
پابند وفا وہ بیوفا ہو	انجام آغاز سے بھلا ہو
ہو وصل کی شب کا بول بالا	منہ صبح فراق کا ہو کالا

ابرو کی نصیب ہو مجھے دید | ہر شب عاشق کی ہو شب عید
دل بند ہو زلف کے لٹون مین | لطف تازہ ہو کروٹون مین
اوس گل سے گہر مرا چمن ہو | خاشاک مین نکہت سمن ہو
نخل مطلب ہرا بہرا ہو | دل بر مین بوستان سرا ہو
گل ہو لین باغ آرزو کے | چہوٹون کانٹون سے جستجو کے
سبزہ نہال آرزو ہو | قربان چمن کی آبرو ہو
ہنگام مفارقت گذر جاے | دامن گل مدعا سے بہر جاے
ہو بر مین مرے وہ ماہ لالا | منہہ غیر کا شکل شب ہو کالا
ہون بادۂ وصل سے مین سرشار | پیتے رہین خون دل سیہ اغیار
ہو پیش نظر وہ یار ہر دم | ہو بزم عیش حلقۂ غم

ہو میرے نخل کی تجہہ سے تزئین
آمین آمین ثم آمین

تمت

۳۶۹

عشق نامہ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای نسیم ریاضِ حسنِ مراد
رونقِ باغ آرزو بنیاد

ای گلِ بوستانِ ظلم بہار
جلوہ آرای گلشنِ دلِ زار

غیرت افزای رنگ بوی چمن
آفتِ جان آبروی چمن

رہے سرسبز باغِ حسن ترا
تا نمودِ بہار صبح و مسا

پس ازمانِ وصل واضح ہو
حالِ آشفتہ یہہ مرا تجہکو

جب سے تجہہ سے جدا ہوا ہوں مَیں
آفتوں میں پہنسا ہوا ہوں مَیں

خلشِ خارِ غم سے ای گلِ تر
تنگ ہے جان زار آٹہوں پہر

دیکہہ نرگس کیطرح حیران ہے
شکلِ سنبل نظر پریشان ہے

سینۂ گل کہا کے لالہ زار ہوا
ایک گلزار پر بہار ہوا

بگیا ہی یہہ غیرت گلشن | خوب ہوا تیرے غم کا جیسن
غم سے مرجھا چکا ہی غنچۂ دل | نہوی کچہہ شگفتگی حاصل
گلبدن تیری دہن مین خوار ہوئین | مثل شبنم کے زار زار ہوئین
تری دمبازیون سے آخرکار | دم خفا ہوگیا بت طرار
منہہ عزیزون نے مجہہ سے موڑا ہے | ساتہ ہمراہیون نے چھوڑا ہے
کنج تنہائی ہے ترا غم ہے | سینہ کوبی ہی اور ماتم ہے
آپ اپنے مین رو رہا ہوئین | منہہ کو آنسو سے دہو رہا ہوئین
یہ کنارا کرو کہ مرتا ہون | آشنائی ہے چہ مین ڈوبا ہون
ہای الفت سے یہہ ہوا حاصل | کرا بیکے تہا مبتلا قابل
چشم تر خشک لب ہی آہ سرد | دل پراگندہ دم خفا منہہ زرد
غم کی شدت سے نیند اوچٹی ہے | بیقراری مین رات کٹتی ہے
خواب شب کو خیال رہتا ہے | دن کو بیتاب حال رہتا ہے
جان بیکل جو بیطرح سے ہوی | مین نے سوچا کہ بیکلی ہے بری
کسی صورت سے اسکو بہلاؤن | اب ہرا باغ کوی دکہلاؤن
بندہ گئی سیر بوستان کی ہوا | ہوا گلگشت باغ کا سودا

عزم مین نے کیا سوی گلزار | ای گل تر چلا سوی گلزار
جاتے ہی بس خدا انظر آیا | طرفہ تر ماجرا نظر آیا
خاک باد صبا اڑاتی ہے | خار بلبل گلون سے کہاتی ہے
دیکھتے ہی یہہ اور گھبرایا | گل و غنچہ سے دل تنگ آیا
سامنا گو کہ اس بلا سے تہا | کام لیکن بس اس دعا سے تہا
گلشن حسن مین ہو تیرے بہار | تا قیامت نہو خزان کو بار
ہان مین گل خار تیرے گالون سے | رشک سنبل کو آئے بالون سے
چشم نرگس ہو آنکہہ پر قربان | ناک پر ہو نثار چمپے کی جان
کان کاتے یہہ کان پہولون کے | رشک غنچہ ہون پیارے لب تیرے
اور ہی کچھہ کچھون کا جوبن ہو | ترا ہر غنچہ رشک گلشن ہو
شاخ گل کی لچک گل رعنا | ہو کمر پر ہزار جان سے فدا
یاسمن زار دل سے ای گلرو | ہو فدای صباحت زانو
ساق سیمین ہو غیرت شفتو | چلے گلزار پر ترا جادو
سیر گلزار نے نہال کیا | داغ پر داغ ایک اور دیا
آفتین مول لیکے گہر آیا | رو کے اپنے نصیب پر آیا

علہ صاحبزادہ حضور مصنف ۱۲

چمن حسن مین صبای وصل	پهر چلے کب تلک یه موسم فصل
غنچه لطف پهر شگفته هو	در سفته دوباره سفته هو
جب سے آغوش مین نهین هی تو	چین دل کو نهین کسی پهلو

راقم شوق وصل ای گل تر
بلبل زار پرتو مضطر

شوق نامهٔ پرتو

بسم الله الرحمن الرحیم

راحت دل سرور جان من	دافع سوز غم پنهان من
دلبر و دلربا و یار من	وجه تسکین بیقرار من
پر و خالی کو جب تلک هو قیام	شاد خالی هے تجهکو یار مدام
حق سلامت رکهے تجهے دایم	شوق تجهه سے رهے مجهے دایم
پس اظهار اشتیاق وصال	آشکارا هو میرا خفیه حال
سوز پنهان غم جلاتا هے	شمع صورت مجهے گلاتا هے

جلکے عاشق کہین ہنو بہت ڈرا | نہین غفلت کی جای ہے پروا
مجھے ہردم وظیفہ اُف اُف ہے | زندگانی یہ میری بس تف ہے
شمع رو کب تلک ستائیگا | مجھے جل جل کے یون جلائیگا
وجہ آزردگی ہے کون خطا | ہای مجھپر عتاب کیون بیجا
خیر تقدیر کا لکھا ہے یہی | ترے حق مین مگر دعا ہے یہی
جب تلک چرخ کو قیام رہے | تری ذات وصفت مدام رہے
تو سلامت ہو تیرا ظلم آباد | مجھ سے ہوتے رہین ستم ایجاد
تا مہ نو ہو زینت گردون | ہو ہوؤن کو معاف مارا خون
ایکھون کی یہ واردات سنو | سنو کچھ درد دل کی بات سنو
شاہ شہ غم کا ہوا جو وجہ ملال | ہوا جرانیونکا جوش کمال
ہوگئی دل کو میرے اور ہی دہن | کہا بی اختیار گانا سن
دل کا کہنا پسند حال آیا | مین نے بس مطربون کو بلوایا
ساز وسامان جب درست ہوا | اس غزل کو شروع انہون نے کیا

غزل

مجھ سے آزردگی جناب یہ کیون | بیخطا بیگنہ عتاب یہ کیون

ترا عاشق ہے زیر بار محن — فلک حسن انقلاب یہہ کیون
صبر کر صبر ای دل ناداں — ہای کمبخت اضطراب یہہ کیون
گر تقاضای فصل شیب نہین — شیخ پہر نفرت شراب یہہ کیون

سوز فرقت سے جل گیا پرتو
ظلم ای رشک آفتاب یہہ کیون

آہ ہر شعر پر تہی واہ کی جا — ہوا بیت الحزن دہن میرا
اس ہوا سے زیادہ بہڑکی اگ — ہای دیپک ہوا یہہ ظالم راگ
کام غم نے خلش کو فرمایا — راگ کمبخت دل خراش ہوا
جب ہنسیکو کسی کے ساتہہ ہو لاگ — لطف دیتا ہی اوسکو اور ہی راگ
درد پہلے سے چار چند ہوا — دکہہ پہ دکہہ دل کا حال پیش آیا
کی تہی تدبیر دفع سوز و گداز — ہو چکا ہی مزاج اور ناساز
جان مین اک نشہ دو شہ کہیات — عجب آفت تہی مجہپہ ساری رات
ای مسیحا درین خطائے کیست — درد خود کردہ را علاجے نیست
کسی دشمن کو ہو نہ دوست کا غم — بد بلا ہی فراق کا عالم
مخلص ماضی و عدو ی حال — غم بجائے اجل کو استقبال

کثرت غم مضارع دل ہے
سوز فرقت منازع دل ہے
ترا واصل ہے واصل حسرت
کب تلک یون مری خرابی پر
ہوس سوختہ جگر بر لا

یہی دل بیدلی سے حاصل ہے
کشت امید سوختہ گل ہے
شرم آتی نہین تجھے ای جان
کس کے باندھیگا ای نگار کمر
پھر تجھے جنگ حسن یار ندرا

راقم امیدوار بوس و کنار
عاشق تفتہ جان پر آزار

طلب نامہ برو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاتم عالم سخا و کرم
عقل و ہوش و حواس و جان منا
غیرت آفتاب و رشک قمر
ہو درخشندہ کوکب اقبال

رستم رزمگاہ ظلم و ستم
وجہ آرام جاودان من
رونق افزاے بزم شام و سحر
تا قیام فلک فزون ہو جمال

بس ارمن دید و شوق وصال | صاف لکھتا ہون یار اپنا حال
چین آتا نہین ہی کوئی دم | بیکلی کا کچھ اور ہے عالم
دل دھڑکتا ہے جان بیکل ہے | ہجر مین اک بلا ہر اک پل ہے
درد لیتا ہے چٹکیان دل مین | خیر وارد ہے تیری منزل مین
فکر میرا کلیجا کہاتی ہے | موت سینے پہ چڑھ کے آتی ہے
یاد تیری مدام رہتی ہے | اک خلش صبح و شام رہتی ہے
دل ہمیشہ اوداس رہتا ہے | غم تنہائی پاس رہتا ہے
تپ فرقت سے پھنک رہا ہی جگر | اک نگاہ کرم مرے دلبر
سرد مہری سے تیری گرم ہی دل | کار آتش ہوا سے ہی حاصل
اشکباری ہی بیقراری ہے | زندگی مبتلا کو بھاری ہے
روتے روتے ہوئی ہین آنکھین سفید | جلوہ دکھلا چکی ہے حسرت دید
جان جاتی ہی جان جاتی ہے | تری دوری گلا دباتی ہے
نہین غمخوار و ہمنفس کوئی | نہین ہوتا ہی دادرس کوئی
مفت مرتا ہون جان کھوتا ہون | رات دن بیکسی پہ روتا ہون
ترے عاشق کے منہ کا رنگ ہی خراب | جان بیداریون سے ہی بیتاب

صبر کافور ہے شکیب ہوا
ضبط عنقا ہوا ستم آرا

آپ اپنے سے بیخبر ہوں میں
محو دیدار اسقدر ہوں میں

کوی ہمراز و چارہ گر نرہا
دل تنگ ای شوخ بیجگر نرہا

کس سے بہلے مزاج فرقت میں
پہنسگیا ہوں بڑی مصیبت میں

خنجر ظلم حلق کا ٹیگا
خون مجھہ سگینہ کا چاٹیگا

تری گردن پہ یہہ رہیگا بوجہ
کسی صورت سے کر تو ہلکا بوجہ

ای بت بیوفا خدا کے لئے
رحم کچھہ جان مبتلا کے لئے

مہربان ہو کے مجھہ پر ای مہ رو
ستم ایجاد کیون ہوا ہی تو

پہر ہے مشتاق وصل ای ظالم
غرق گرداب بحر شور غم

نہ کنارا کر آشنای غضب
جلد دکہلا دے ساحل مطلب

جان جاتی ہی جان فزائی کر
دل ہے بے راہ رہنمائی کر

لطف سے تیرے زیست دور نہین
دل کے جان بانے مین قصور نہین

چشمۂ فیض مین ہی آبحیات
مردہ ہوتا ہی کامیاب حیات

اب تحمل کی مجھہ مین تاب نہین
چین دن کو تو شبکو خواب نہین

کون ہمراز ہی کہ راز کہون
ہی مناسب یہی کہ بس چپ ہون

راز الفت کہیں یہ فاش نہو — کوئی آگاہ بدمعاش نہو

تجھ کسی سے میں کہہ نہیں سکتا — اور نہ کہکر بھی رہ نہیں سکتا

ضبط کرنا خراب ہوتا ہے — جان و دل پر عذاب ہوتا ہے

اس سبب سے سنادیا تجھکو — حال اپنا جتا دیا تجھکو

وجہ آزردگی نہو ای حور — مری جرأت ہے یکقلم معذور

تری بیدردیاں ہیں باعث درد — ستم ایجادیوں میں اک ہی تو فرد

مجھپہ ہی جور بلا بلا سے ہے — لیکن ای بت دعا خدا سے ہے

غیرت مہر و مہ ہو صبح و مسا — حسن خوب و جمال خوب ترا

جب تلک ایجان سینہ پیدا ہو — چشم بد دور حسن دونا ہو

خوب صورت ہی خوب سیرت ہے — مجھے اک تو ہزار نعمت ہے

میں نہ چاہوں بھلا تجھے کیونکر — کون خوبوں میں ہی ترا ہمسر

جان کا رہ ہے اب حسینوں سے — چشم پوشی ہی مہ جبینوں سے

مری آنکھوں میں جلوہ گر ہی تو — حسن آئینہ نظر ہے تو

جسطرف دیکھتا ہوں ای مہ رو — نظر آتا ہے صاف تو ہی تو

جلد آ جلد آ نکر تاخیر — لائے آفت نہ جان پر تاخیر

ای ستمگار دم بہ دم بسکر ہے — دم نہ دینا کہ دم لبوں پر ہے

راقم حرف دعا پرتو
بیگنہ مورد جفا پرتو

معذرت نامۂ پرتو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرے مہروش مہ جلال — شہ شاہدان دام اقبال
مرے مہربان وانیس و رفیق — مرے غمگسار و جلیس و شفیق
پس شوق دیدار و ارمان وصل — گلہ ہائے بیداد ایام فصل
تمنای عاشق یہی ہے یہی — عنایت مین تیری نہو کچھ کمی
ذرا مبتلا پر کرم کر کرم — خدا تجھ پہ ہو مہربان ای صنم
زیادہ ہو انداز حسن و جمال — ترا لطف ہو مونس خستہ حال
نہ تجھ پر مرون مین تو کس پر مرون — کہان تجھسا معشوق پیدا کرون
سراپا مین تیرے سراپا ہے حسن — عجب طرح کا تونے پایا ہے حسن

ترا سر ہے سرمایۂ آرزو — وہان اسکی دوری ہے مشتاق کو

ستانی ہے سر چڑھ کے آئی تب یہ مانگ — پئے عشق کی رہ مین اللہ سے مانگ

جبین تیری لوح مقدر ہے صاف — سر مو نہین اسمین کچھ اختلاف

ہر اک چین مین اوسکی یہ تحریر ہے — کہ یہہ مطلب خط تقدیر ہے

ہے وہ مطلع حسن تیری بھوین — کہ بندش مین وابستہ شاعر رہین

فترہ ہین صف لشکر مہر و قہر — نگہ مین بہم لذت قند و زہر

ہے کیفیت چشم مخمور اور — سلامت رہے ان پیالونکا دور

ادا سے جو گردش کرے مردمک — رہے چرخ مین انقلاب فلک

اگر دیکھین آئینہ رو بینی کو — کرین ترک حیرت سے خود بینی کو

صفائی مین ہمیشہ ہین تیرے کان — سراسر ہین الماس خوبی کے کان

نثار بناگوش شام و سحر — فلک پر دل و جان شمس و قمر

مہ و مہر کا گالون مین طور ہو — انہین کا قیامت تلک دور ہو

یہہ زیبا ہے خط کی ترے شان مین — کہ تفسیر ہے خط ریحان مین

ستارہ سا روشن ہے ہر ایک خال — ہے نور خدا داد تیرا جمال

پریشان ہے گالونپہ زلف دوتا — کہ ایجان پریون پہ سایا ہوا

ہے چوٹی سے ناگن پہ گیسو کی مار
ہے بیٹھا اژدر کو لے کا اس سے سنگار

بہت سوچ ہے مجھکو طبع رسا
تفکر نے دم بند میرا کیا

دہن کی ثنا مین جو منہہ کہو لنا
تو کیا بات تشبیہ مین بولنا

خموشی و گویائی مین جنگ ہے
سخندان کا یان قافیہ تنگ ہے

مگر غور سے اتنا کہلتا ہے یار
ہے گنجینۂ قدرت کردگار

لب بستہ ہے غنچۂ آرزو
ہے بند اسمین امید کی رنگ و بو

سخن ہین ترے نطق سے آبدار
ہر اک فقرہ بے عیب موتی کا ہار

چمک دانت کی اخترون مین نہین
ترے جوڑ کا دلبرون مین نہین

زبان کی صفت مین زبان لال ہے
یہہ مضمون وہ جسمین بیان لال ہے

ہے چاہ ذقن چشمۂ آفتاب
عجب طرح کی اسمین ہے آب و تاب

گلے سے حسینونکا ہے یہہ گلا
گلا گہونٹتا ہے ہمارا سدا

خوش الحان جو سنتے ہین میٹہی صدا
پٹکتے ہین حسرت سے سر کو سدا

ہین شانو نپہ صدقے سیانون کے ہوش
کہ عاشق کو کرتے ہین خانہ بدوش

ترے ساعدون مین یہہ کچہہ نور ہے
خجل جس سے بس شعلۂ طور ہے

نہین انکی مدحت یہہ حد سے زیاد
کہ ہین ہاتھہ شاخ نہال مراد

کلائی کے قبضے مین ہر کل ہی یار — کئے اسنے لاکھون کے دل بیقرار

وہ پہنچا کہ بس جسپہ دست مراد — نہ پہنچا پہنچے کی دیدے کے داد

ترا پنجہ وہ ہے کہ پنجہ کرے — بدل جائے گر پنجۂ مہر سے

کف دست مین نقش تزویر ہے — موثّر یہہ تعویذ تسخیر ہے

خط دست مین تیرے مضمون سحر ہے — گرفتاری دل کا افسون ہی یہہ

تری انگلیون کی کرن مبتلا — مہ نو ترے ناخنون پر فدا

صفا عیب سے اسقدر سینہ ہے — کہ ہمشکل آئینہ بے کینہ ہے

لچھون مین ہی کچھ یہہ فرحت زندگی — کہ ہین غنچۂ لذت زندگی

شکم صاف ہی رشک نور سحر — صباحت یہہ دیتی ہے مجھکو خبر

کمر مین یہہ دو بھید ہین یکقلم — گمان وجود و یقین عدم

گرہ ناف کی عقدۂ راز ہے — کوئی اس مین صانع کا انداز ہے

اور آگے کوئی نقطۂ فیض ہے — کہ اس دفتر حسن پر بیض ہے

وہ زانو کہ دو بالش نور ہین — پٹکتا ہو نہین سر کہ وہ دور ہین

ضیا ریز ساقین تری دلفریب — ہین شمع شب تار تیرہ نصیب

ترے پاؤن وہ پاؤن ہین خوش قدم — کہ آتے ہین عشاق کے ہاتھ کم

٣٨٣

سراپا چمکتے ہیں انگشت پا ۔ ہے الماس بے جرم بر پشت پا
کف پا و نقش کف پا کا نور ۔ زمین پر کرے مہر و مہ کا ظہور
میں دون تیری قامت کو کس سے مثال ۔ کہ ہے جلوہ قدرت ذو الجلال
قیامت نہ محشر نہ فتنہ ہے یہ ۔ نہ سرو چمن اور نہ طوبیٰ ہے یہ
چمک کر دکہاتا ہے اسکا ظہور ۔ ڈہلا ہے یہ بے عیب سانچے مین نور
فلک کا چلن ہے مگر تیری چال ۔ دل دوست دشمن ہوے پایمال
اداؤن مین تیری عجب ناز ہے ۔ کرشمون مین غمزون مین انداز ہے
تبسم کی تیرے ہوا گر چلے ۔ ہر اک غنچۂ دل کرے قہقہے
ہنسی ہے تری چارۂ پیچ و تاب ۔ غضب ہے ترا قہر خانہ خراب
ترے حسن کا فیض ہے تازہ تر ۔ پسینے کے قطرے ہین رشک گہر
ملاحت صباحت لطافت مین یار ۔ کہ شوخی شرارت نزاکت مین یار
کوئی جوڑ تیرا نہین شہر مین ۔ کہان شہر بلکہ نہین دہر مین
حکیمون کو تیرا حسد ہے ضرور ۔ ہین تجہ مین یہ کچہ ہوش و عقل و شعور
پلک منہ پہ ہے پتلیون کے نقاب ۔ تری شرم سے شرمگین ہے حجاب
سلیقہ نہایت ہر اک کام کا ۔ ہے آغاز ممنون انجام کا

ہر اک علم مین اور ہنر مین کمال
بیان و معانی مین نازک خیال

نہین ہی سوالون سے قاصر جواب
طبیعت ہی تیری یہہ حاضر جواب

نہ سقا کیون ہی کی باتین ہین یاد
بہت دلربائی کی گھاتین ہین یاد

ہی تو صاحب لطف و مہر و کرم
خلیق و سخی اور عالی ہمم

مروت مین بیمثل اور بیمثال
بہت خوش مزاج اور بہت خوش خصال

جوان طرحدار بانکا حسین
پری پیکر اور مہروش مہ جبین

لئیق و فہیم و نجیب و شریف
خوش آئین مہذب غنی اور حریف

سلیم اور طرار منصف مزاج
بہت دوربینی سے واقف مزاج

وفادار و بیباک و مغرور ہے
تو خوش سیرتیون سے معمور ہے

کسیکو تو پروا جو کرتا نہین
بہت شاد ہون اس سے ای مہ جبین

مری طرح پہنچے کہان کوئی اور
مجھے مطمئن کر چکا ہی یہہ طور

مزا ہی تری سادگی مین عجیب
بناوٹ مین یہہ لطف ملتا ہی کب

جو اسیر ہو آرایشون کا خیال
ہر اک جوہر و بے جہری ہو حلال

مری خوش نصیبی طلا تجہ سا یار
نہ ہو کیون یہہ پہر باعث افتخار

یہہ دعوا مرا سچ ہی جھوٹا نہین
تصور خوشامد کا زیبا نہین

مگر یاد رکھنا مرے دلنشین — بجی ہے فقط فخر مجھکو نہین

تجھے فخر مجھ سے تو تجھ سے مجھے — سلامت رکھے حق مجھے اور تجھے

حسینون مین یکتا تو لاریب ہے — مگر ایک اس حسن مین عیب ہے

جو غصہ مین پھر تو نہ آئے کہون — نہان تو مناسب یہی چپ رہون

کہ غصہ سے تیرے ہی وحشت بڑی — ہی ازردگی تیری آفت بڑی

بھروسا مگر ہی کہ ہو ذیشعور — کروگے ذرا غور اسمین ضرور

برائی سے آگہ جو ہو جاؤگے — یقین ہے کہ پھر اس سے باز آؤگے

بتاتا ہون نہین عیب جرات معاف — نہین اس مین ای مہر پیکر خلاف

یہہ غصہ نہین جرم ہے ٹالئے — برا داغ ہے اسکو دہو ڈالئے

خدا کا کرم دیکھ ای بت ذرا — کہ دن بھر مین ہوتی ہین لاکہون خطا

مگر عذرخواہی نہین ہوتی رد — نہین بخشدینے مین کچھ اوسکو کد

جو ہو جرم عفو خطا مین ذرا — تو دیگا خدا اسکا ثمرہ بہلا

فراموش ہے یاد مطلق نہین — ہی ارشاد قرآن مین والکاظمین

کسینے سکہایا ہی تجھکو یقین — نہین بے سبب مجھپہ غصہ نہین

ہے اتیس مین بس کہنے سننے سے رنج — نہ دے کان ای شوخ انصاف سنج

نہو آشنا بحرِ غفلت مین غرق ‏— زرا کچھہ تو کر دوست دشمن مین فرق
اگرچہ ہی منھہ دوست دشمن کا ایک ‏— یہ در اصل بد ہے اور نیک نیک
غضب مین تری جب سے ہون ای حسین ‏— غم و زحمت و درد ہین دلنشین
بس وصل فرقت جو ہوتی ہے یار ‏— قیامت کا عاشق یہ ہوتا ہے بار
ہوا ہے خور و خواب اور نوش و ہوش ‏— پریدہ ہی رنگِ رخ و عقل و ہوش
طپش ہے انیسِ دلِ بیقرار ‏— خلش ہے رفیقِ جگر ای نگار
مصیبت ہی غمخوارِ جانِ حزین ‏— الم مونسِ دیدۂ درد بین
طبیعت نہین ہے کسی کام پر ‏— تصور ہے اک تیرا آٹھون پہر
جدائی مین تیری مرے گلعذار ‏— ہزارون بلائین ہین اک جان زار
نہین کوی ہمراز کس سے کہون ‏— کہان تک مین آپ اپنے مین چپکے رہون
رکاوٹ کا کچھہ اور ساماں سے ‏— کہ اس خط مین صدمۂ جان سے
بھرا ہے جو کچھہ شیشۂ دل مین غم ‏— اوسے اس ذریعہ سے کرتا ہون کم
دل زار سے سنتا کہتا ہون مین ‏— اس کہنے سننے مین رہتا ہون مین
ہون تنہائی مین ایک اس سے جلیس ‏— یہی ہے شفیق و رفیق و انیس
کرون کون تدبیر دفع تعب ‏— مری عقل کرتی نہین کام اب

٣٨٧

پریشان زلفون کے مانند ہون
بلاؤن کے پیچون مین پابند ہون

مجھے کب تلگ یون کریگا خراب
کہانتگ مرے جان قہر و عتاب

سنا ہی کہ ہوتا ہی غصہ حرام
نہ کہنا مرے مہربان اس سے کام

اگر بوسہ لیکر گنہگار ہون
تو پیاری سزا کا سزاوار ہون

تجھے سوچنا گر سزا کا ہے بار
سزا اپنی مین ہی بتاتا ہون یار

مزا داغ کا میرے لب کو چکھا
اگر اس خطا کو یہہ کم ہے سزا

ہے اب خنجر لب بوسہ گیر
کہ بیحد ہین گستاخ و شوخ و شریر

نہین تجھکو منظور گر یہہ سزا
کوئی اور تعزیر تو ہی بتا

نہین مجھکو انصاف مین کچھ کلام
جو لینا ہو اسکا تو لے انتقام

اگر ہاتھ سینے کے محرم ہوے
تو کچھ اور نیت سے ہمدم ہوے

یہہ جرأت سزاوار تعزیر ہے
نہایت ہی فاحش یہہ تقصیر ہے

جو یہہ ہیچ پہنچے ہین سینے تلک
رہین دور پہنچون سے جیسے تلک

سزا اس نہین یہہ جو ای بیجگر
بلا کر اوسے دل کو ٹھنڈا تو کر

وگرنہ ترے جیسین ظالم جو آئے
وہ تعزیر تیرا گنہگار پائے

ہوا نقطہ گر مردم چشم صاد
اگر دیکھنے کو ہے جرأت زیاد

تو بس آسمان ستم ہین مجھے | مرا ماجرا رشک گندم رہے

مجھے اوٹ لٹھ سے جاہ ہینا | نہین مطلق انکار اس راہ مین

تشفی اگر اس سزا سے نہین | قصاد ور تیری ادا سے نہین

مگر ای پریرو نہونا خفا | غضب غصہ تیرا ہے دیو بلا

یہ سنکر بگڑنا ستم ہی ستم | ہون امیدوار نگاہ کرم

ہر اک حال مین ہی رعایت تری | کہ نازک بہت ہی طبیعت تری

مجھے جبر کرنا گوارا نہین | کہ اس بار کا تجھکو یارا نہین

لکھا منتون سے تمام اپنا حال | سنایا جدائی کا مین نے ملال

خدارا ذرا مہربانی کرو | تبہ مفت ہوتا ہون پیارے سنو

وہان چین مین اپنے تم شاد کام | یہان بیقراری ہے مجھے صبح و شام

ہر اک پل ہے فرقت مین گو بار بر | بلا تیری بے اعتنائی سے بس

مناسب نہین یون ستانا مجھے | مزا وصل کا پھر چکھانا مجھے

طبیعت کا ممکن نہین تھامنا | کہ سطرح سے اسکو جکا پڑا

ہوا ہای از خویش رفتہ مزاج | نہین ہے کوئی اس مرض کا علاج

بناوٹ نہین اسمین ہرگز نہین | یہ جھوٹا تصور نہ آئے کہین

اگر تجھکو بدنامی کا ہے خیال
روابط تو در پردہ رکھہ ای نگار
سلامت روی ہی یہہ ای خوشخرام
بڑہی اور میرے منانے سے شان
نہایت تو سفاک و ذیہوش ہے
ہوا ہرج اس دام سے کچھہ مگر
یہی مشکل آسان ہو جائیگی
نہین عاشقی مین حکومت بجا
طبیعت کی تیری رعایت تو ہے
رعایات سے درگذرتا ہے وہ
ہین معذور میری یہہ بیباکیان
عنایت عنایت عنایت ذرا
اگر زندگی میری باقی رہے
نہ چھوڑونگا زنہار پیچھا ترا
شیاطین دعاؤن سے ہوتے ہین رد

تو صد شکر کچھہ ہم نہین بدخصال
اسی مین ہے بس نیک انجام کار
رہینگے ہم بے ملامت مدام
یہہ انصاف کی جای ہے جان جان
کنارہ کش دام آغوش ہے
نہ گھبرا کہ اس سے نہین کچھہ ضرر
جو عادت مریجان ہو جائیگی
ولیکن ہے مجبوریون مین روا
مگر جان پر میری آفت تو ہے
جو مرتا ہے کیا کیا نہ کرتا ہے وہ
غضب ہین غضب تیری سفاکیان
نہین تو نہایت تو پچھتائیگا
کسیطرح قابو مین لاؤن تجھے
اگر تو پری ہے مین سایا ترا
مگر بد بلا ہے یہہ انسان کی کد

۳۸۹

نہیں تو خدا ہے صنم والسلام	اگر خیر چاہو تو ہو جاؤ رام

اسیر بلا راقم مدعا
ترا مبتلا پرتو باوفا

تمت

طلسم پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا پردہ

شمس شاہزادہ اسدآباد کا کوٹھے پر چاندنی میں آرام پانا دوپہر سکو پری کا اوڑا لیجاکر سنبل پور کی قمر شاہزادی سے ملانا

زبانی ثریا پری کی

اسدآباد کا شاہزادہ یہ جو جان گئی	دیکھو دیکھو تو یہ شمس کو قربان گئی
شہر میں اسد کا یہ پہچان گئی	اسکے رخسار سے خود مہر بھی شرماتا ہے

زبانی نثری پری کی

اوس شمس کی نزدیک تو جاکر دیکھین	لطف نظارہ ہو حاصل جو سنبلکر دیکھین
دوسرا کون ہی یان اور جا کس سے کرین	چاندنی رات ہی پردے سے نکلکر دیکھین

زبانی شعری پری کی

شب مہتاب مین اس شمس کا چہرا دیکھو	دیکھو دیکھو کہ یہہ کیا کہتی ہی شعری دیکھو
قدرت خالق بیچون مین ہین کیسے مخلوق	خاک کو نین ہی پریزاد ہین کیا کیا دیکھو

زبانی سہا پری کی

زیب خورشید تو آغوش قمر کا ہی ہی	سنبلہ پور کی شہزادی کا جوڑا ہی ہی
لیجلین شمس کو اور وس سے ملا کر دیکھین	کھیل کا کھیل تماشے کا تماشا ہی ہی

دوسرا پردہ

چارون پریونکا شمس شہزادے کو معہ پلنگ سنبلہ پور کو اوڑا لیجانا اور قمر شہزادی کی خوابگاہ پر پہنچکر دونون کو جگانا

شمس شہزادے کا جاگے کو اجنبی دیکھکر گھبرانا اور یہہ اشعار پڑھنا

یا الہی یہہ کسکا کوٹھا ہے	مین کہان اور یہہ ماجرا کیا ہے
عالم خواب ہے کہ بیداری	کسکا گھر ہی یہہ شہر کسکا ہے
آگیا ہای مین یہان کیونکر	نہین معلوم کون لایا ہے

کس مصیبت مین میری جان ہی پھنسی — بس مین غیرون کے غیر نقشا ہے

زبانی قمر شہزادی کی

کون تو کسلئے آیا ہی حقیقت کیا ہے — یہہ ہی معلوم نہین مجھکو کہ گہر کسکا ہے

دو پہر رات کو چورون کی طرح ای بیباک — گھس پڑا غیر کے گہر واہ جگر کیا ہے

ارے یہ کوئی یہان آکے اسے دیکھہ تو لے — جن ہی یا کوئی بشر ہی کہ کوئی سایا ہے

بوٹیان مین تری چیلون کو دلوا دونگی ابہی — دہیٹ تجہہ سا تو زمانے مین نہین پیدا ہے

تری آنکہو کو مین تلوون سے ملونگی اپنے — تو نے بے پردہ مجھے ہای غضب دیکھا ہے

بیان شمس شہزادے کا

شیر ہون ہے اسدآباد نیستان میرا — یعنے شہزادہ ہون مین باپ ہے سلطان میرا

مین تو کیا میری بلا بہی نہین آتی اس جا — خود ہون حیران کہ آنا ہوا کیون یان میرا

کیا کہون خواب ہے یا عالم بیداری ہے — غیر ہی حال اسی فکر مین جانان میرا

کون تو نام ترا کیا یہہ محل کسکا ہے — جان گہبراتی ہی اور دل ہے پریشان میرا

بیان قمر شہزادی کا

شیر جنگل مین رہے شہر مین کیا کام ترا — صبح ہوتی ہی نظر آئیگا انجام ترا

سنبلہ پوری ہے اسکی مین شہزادی ہون — ہی قمر نام مرا شمس ہے گر نام ترا

روز سورج یہہ سناتا ہی مقابل ہو کر	چرخ چارم ہی بہی اونچا ہی بہت بام ترا
سیکڑون چہرہ ہی ہیں خورشید بیابان ذرے	عالم افروز ہی جلوہ سحر و شام ترا

بیان شمس شاہزادے کا

گو ہون سلطان زمانہ پہ گدا ہون تیرا	آج سے بندہ مدام بنا ہون تیرا
بر نہیں خنجر ابرو کا ترے گہایل ہون	بسکہ سرکشتۂ شمشیر ادا ہون تیرا
آ نہ یون تیش مین رکہتا ہون ترے پانو پہ سر	ای پری چہرہ مین دیوانہ ہوا ہون تیرا
تیری ای چاند سی صورت کے فدا رشک قمر	گرچہ ہون شمس پہ خاک کف پا ہون تیرا

یہہ کہکر پانو پہ سر رکہدیا

بیان قمر شہزادی کا

ہای قسمت نے برے پیچ مین ڈالا ہی مجھے	چل نکل دور ہو کیون آج ستاتا ہی مجھے
سر کو کیون پانو پہ رکہتا ہی ارے نا محرم	ہٹ ذرا دور کہ اس شوخی پہ غصہ آتا ہی مجھے
دیکہہ لینا ابہی کہولتی ہون تیری مشکین	ارے ہی کوی کہ یہہ ہاتہہ لگاتا ہی مجھے
بیحیا شوخ دغاباز ہے بازاری ہے	اسد آباد کا شہزادہ بتاتا ہی مجھے

پریون کا چیخ پڑکر بہو بکنا اور دونون بدستور سوجانا پریون کا شمس شہزادے کے پلنگ کو اسد آباد پہنچانا

تیسرا پردہ

شمس شہزادے کا خواب سے ہشیار ہوکر ادہر ادہر دیکھکر گھبرانا اور رات کی سرگذشت کے خیال مین یہہ اشعار زبان پر لانا

حال کسکو تری فرقت کا سناؤن ہی ہی — چاند کو میرے کہان ڈہونڈکے لاؤن ہی ہی

عالم خواب تھا کل رات کو بیداری تھی — سرگذشت غم دل کسکو سناؤن ہی ہی

حال سنبل کیطرح سخت پریشان ہی مرا — سنبلہ پور کو کسطرح سے جاؤن ہی ہی

سحر تھا کہ غضب کوئی افسون کہ طلسم — کون تہا زیب بغل کیا مین بتاؤن ہی ہی

غزل زبانی شمس شہزادے کی

آجائے اگر آج گل اندام ہمارا — ہو غیرت گلزار ارم بام ہمارا

کیا کہئے کہ کیا ہجر مین ہی کام ہمارا — زحمت سے مبدل ہوا آرام ہمارا

گر غم نرہا پاس تو حسرت ہی رہی پاس — تنہا نرہا یہہ دل ناکام ہمارا

دن رات بہری رہتی ہے آنکہ مین ہی اشک — ساقی کبہی خالی نرہا جام ہمارا

مین اوسکو پکارا تو وہ جہنجہلاکے یہہ بولا — لینا نہین اچہا کوئی ہان نام ہمارا

رہتی ہے جو یون حسرت دیدار ستمگر — جی لیگی مگر یہہ ہوس خام ہمارا

ہر روز نیا شکوہ بیداد ہی ہے تو — دُناتا ہی غضب کیا دل ناکام ہمارا

غزل دوسری زبانی شمس شہزادی کی

جان ہم عاشق کی ہی برو زبہاری اندنون
اونکا ہر موی فرہ ہی اک کٹاری اندنون

لگ گئی ہے دلمین پہر کی کٹاری اندنون
اشک کے بدلے ہی خون آنکہون سے جاری اندنون

کیون نہ بڑہجائیگی اپنی بیقراری اندنون
ہی غضب صورت تمہاری پیاری پیاری اندنون

ہجر مین ہے اک گل رعنا کے خواری اندنون
خون رولاتی ہی مجہے باد بہاری اندنون

یاد آتی ہی وہ صورت پیاری پیاری اندنون
خود فراموش کرتی ہی دوری تمہاری اندنون

خون روتا ہی مرا ہر زخم کاری اندنون
تیغ ابرو کا ہی اوسکی فیض جاری اندنون

باغ مین بے یار ہی شور عنادل بانگ صور
فتنۂ محشر ہوی فصل بہاری اندنون

انتظار جان جان بہی نزع سے کچہہ کم نہین
دم شماری ہوگئی اختر شماری اندنون

بیکلی سے تنگ آیا ہون دل بیتاب کی
دمبدم بڑہتی ہی میری بیقراری اندنون

پاؤن اب حد سے بڑہاتا ہی جنون چشم یار
چاہیے گردن کو میری طوق بہاری اندنون

دیدہ بازی سے کئے گہایل ہزارون یار نے
ہوگئی بیکار بوندی کی کٹاری اندنون

تیر مژگان تیغ ابرو سے سراپا زخم ہون
ہر بن مو سے ہی اپنے خون جاری اندنون

سر ہزارون ہوگئے جاتے ہین فرش پای یار
جب نکلتا ہی خرامان وہ سواری اندنون

کیا خیال زلف جانان نے جنونی کردیا
ہی ہزارون پیچ مین قسمت ہماری اندنون

کیون کمان ہو کر نہ چلاونگا مین گوشہ سے تیرے
تیر ابرو کا لگا ہی زخم کاری اندنون

خواب مین بہی دل سے جاتا ہی نہین تیرا خیال
رات دن رہتی ہی مجھکو انتظاری اندنون

مجھپر اوسکی زلف کا کیا کیا ستم ہی ہائے ہائے
ناتوان مین اور یہہ زنجیر بہاری اندنون

دیکھکر صورت کو میری عشق روی یار مین
محو حیرت ہوگئی ہی خلق ساری اندنون

لیچلا قاتل کے کوچہ مین مجہے پرتو یہہ پہر
کہینچکر چہات شوق زخم کاری اندنون

ہولی زبانی شمس شہزادے کی

غم نے ایسا گہلایا
مجھے مور لاغر بنایا

نہ کوئی یہہ احوال میرا
پرتو پیا کو سناتا

گرمی جدائی کی کرتی ہی ٹہنڈا
کس سے بولون کس سے بولون مرا حال ہی

مجھے مور لاغر بنایا

غزل تیسری زبانی شمس شہزادے کی

کہتا ہی دل زار کہ بر مین نہ رہونگا
جاونگا سفر آج مین گہر مین نہ رہونگا

حسن لب و دندان صنم پیش نظر ہے
دم بہر ہوس لعل و گہر مین نہ رہونگا

گم یار کا کوچہ تو نہین اوج فلک سے
کیا جاکے وہان برج قمر مین نہ رہونگا

عیش لوٹتی کبھی لیٹا تو کبھی درد اٹھا	ساتھہ اپنے مجھے بیمار نے سونے ندیا
نیند کی آنکھہ تو نظروں مین سماتی ہی رہی	ایکدم بہی نگہ یار نے سونے ندیا
یاد جو مین اوس گل کو کیا جھنجلا کر	ہای مجھکو خلش خار نے سونے ندیا
دیکھتا خواب مین اوسکو تو برا کیا ہوتا	مجھے کمبخت دل زار نے سونے ندیا

آنکھہ بہوٹے جو مری آنکھہ لگی ہو پرتو
صبح تک درد دل زار نے سونے ندیا

ٹھمری زبانی قمر شہزادی کی

ہان ری سکی کیسے گجاروں دن رتیان	گھڑی چھن چین ہوے چین نہین پرت
لینے پیا کے سنت ہوت مین بتیان	ہان ری سکی کیسے گجاروں دن رتیان
پرتو پیا کو مین کیسے دیکھون	جیا ترپت ہی ترس رہین انکھیان

ہان ری سکی کیسے گجاروں دن رتیان

قمر شہزادی کا کہکشان وزیرزادی کے ساتھہ جوگن بنکر پھرتی ہوئی جنگل کو نکلنا

کس روز ہای بچہ ستم آسمان نہین	بیمھری زمانہ سے کب دل نشان نہین
مارا ہی شمس نے اسد آباد شہر کے	آرام رات سے مجھے اک کہکشان نہین

گو ہوں قمر یہ شمس سے چارہ نہیں مجھے
دل مضطرب ہے جب سے وہ دلبر جدا ہوا

بے روی یار صورت تاب و توان نہیں
بیکل ہے جان جب سے وہ آرام جاں نہیں

روشن دلوں کو پرتو خورشید چاہیے
منظور عاشقان شب ہجر بتان نہیں

ہولی زبانی قمر شہزادی کی

داغ کسکو دکھاؤں
کیسے حال دل کا سناؤں

روتی ہوں بادل کے مانند شب بھر
دیکھی نہیں جب سے دلبر

صورت دکھاؤ پرتو پیارے
ہائے ہائے ہائے نہیں دکھہ میں کوئی

کیسے حال دل کا سناؤں

غزل زبانی قمر شہزادی کی

وہ بت اگر فغان نکروں میں تو کیا کروں
تنگ آگیا ہوں ضبط کہاں تک کیا کروں

دن رات کے عذاب سے چھوٹیگی جان زار
قاتل کا شکریہ تہ خنجر ادا کروں

ملجائیگی نجات غم ہجر یار سے
سر اپنا نذر برش تیغ جفا کروں

کھویا گیا ہے کوی بتان میں دل حزین
کعبہ کو جاکے ناصح نادان کیا کروں

تیغ وصال تنگ سلامت رکھے مجھے
پرتو شب فراق کے حق میں دعا کروں

[illegible]

شاہ جن کا سایہ کیطرح وارد ہوکر قمر شہزادی کو اڑا لیجانا
اور کہکشان وزیرزادی منہہ پر سو ملکر فراق قمر شہزادی میں یہہ غزل گانا

گر خود گلا نہ کاٹ کے مر جاؤن کیا کرون | کب تک فراق خنجر ابرو سہا کرون
اس سال سوی دشت نہ جاؤن تو کیا کرون | طعنے جنون کہے جو شہر میں اور رہا کرون
گلگیر رشک سے سر اغیار کٹ نہ جائین | شمع عذار یار یہ گر مین جلا کرون
شیخ اور گبر دونون سمجھینگے کیون مجھے | جا جا کے بتکدے مین جو یاد خدا کرون
آتا ہی تیغ ہاتھہ مین قاتل لئے ہوئے | بڑہکر دہان زخم سے کچھہ التجا کرون
بیزار ہو نہین ہجر بتان مین جو زیست سے | پروردگار سب تجھے زدشمن ہی کیا کرون
اس مین بڑا مزہ ہی امید وفا مجھے | ظالم کے دلمین یہہ ہی کہ پھر کچھہ جفا کرون
حاصل ہوا نہ وصل خوشامد سے یار کا | جیہین ہی اب زبان کو صرف دعا کرون

پرتو ہون ایک شوخ کی قامت کا شیفتہ
زنجیر کی صدا سے قیامت بپا کرون

نوحہ بانی کہکشان وزیرزادی کی

ہای ای میرے پروردگار مین نے تیسرے دن کا چاند تو نہین دیکھا گھر بار چہوٹا خویش
بیگانے سے دل ٹوٹا جنگل مین کہکشان لٹ گئی مصیبت کی ماری قمر شہزادی سے چھٹ گئی

ڈہا بیگی خانۂ تن کو یہہ مقرر اک دن	ابر و ریزی ہی اشکون کی روانی لوگو
دور اکہون سے وہی خواہین نزدیک وہی	ختم اوس شوخ پہ ہی شعبدہ دانی لوگو
سوز فرقت سے نہین دیدۂ گریان کو گزند	عین گرمی مین ہے ان چشمون مین پانی لوگو
ترک بطالت سے جو ممکن ہی نہین جیکہ	رکن عنصر ہی مگر اکہہ کا پانی لوگو

تم مین اوس غیرت لیلی کے یہان پر تو نے
خاک کیا کیا نہ بیابان کی چہانی لوگو

شمس شاہزادے کا کہکشان وزیرزادی سے سوال

ای پری رو حور جمال تو کس کے فراق مین مبتلای اور اس صحرای لق و دق مین تیرا آنا کیا ہے کیا کسیکی عاشق زار ہو دیو فراق سے دو چار ہو۔

جواب کہکشان وزیرزادی کا

کیا خوب چلو صاحب اپنا راستہ لو۔ تمہین ہم اپنا حال کیا بتائین۔ خود اجنبی ہو۔ غول بیابان کی شکل سر بصحرا۔ بس بس جاؤ میرا مغز نہ کہاؤ

اگے اس وحشت مین تقدیر زبری ہو ٹ گئی	سنبلہ بور کی شہزادی سے مین چہوٹ گئی
ہای شمس اسد آباد نے دیوانہ کیا	غیب شہزادی ہوی آس مری ٹوٹ گئی

یہہ سنتے ہی شمس شہزادے کا بی اختیار زبان پر لانا

جھوٹ کر راہ سے بیچین ہوں ناشاد ہوں میں	ناکی قسمت وہی شمس اسد آباد ہوں میں

پھر باہم شمس شہزادے اور کہکشان وزیرزادی کا گلے ملکر رونا اور سمہا پری کا اتفاقیہ وہاں موجود ہونا

سوال سمہا پری کا

مضطرب دل ہی چشم تر اشک فشاں سے	بتلاؤ کہ تم کون ہو آئے ہو کہاں سے

جواب کہکشان وزیرزادی کا

کیا پوچھتے ہو حال بلا کاہکشاں سے	بیکل ہوں فراق مہ خورشید نشاں سے
یہ شمس ہے اور شہر ہی انکا اسد آباد	کہہ سکتے نہیں حال دل زار زبان سے
شہزادی کو صیہات ستمگر نے اُڑایا	جینے سے جو ہونگے تو بیزار ہوں جان سے

زبانی سمہا پری کی

چلو اٹھو میں پرستان کو لیجاتی ہوں	کھبرا کے کہہ راجہ سے بچھڑے کو ملاتی ہوں

سمہا پری کا شمس شہزادے اور کہکشان وزیرزادی کو تخت پر بٹھلا کر پرستان کو لیجانا

پردہ پانچواں

اندر ثریا پری کی

سبھا میں آج ثریا کی آمد آمد ہے — بہار باغ تمنا کی آمد آمد ہے
قدم قدم پہ عیاں کوہ طور کی طلعت — ضیائے دیدۂ بینا کی آمد آمد ہے

غزل زبانی ثریا پری کی

رکن تشبیہ میں دہن تنگ کے برابر ہوتا — آدمی ہونے سے بہتر تھا کہ پتھر ہوتا
زلف ہوتا تو سیہ بختوں کا سرور ہوتا — مانگ ہوتا تو میں حسن سر دلبر ہوتا
لعل ہوتا تو شبیہ لب دلبر ہوتا — ہوتا دانتوں سے مشابہ جو میں گوہر ہوتا
دل میں ہوتا بت کافر کے نشتر گر ہو — رہتا آنکھوں میں نظر بنکے جو لاغر ہوتا
خار ہوتا تو میں پلکوں کے برابر ہوتا — پھول ہوتا تو شبیہ رخ دلبر ہوتا
مسی ہوتا تو ترے ہونٹھ کے بوسے لیتا — مہندی ہوتا تو بہار کف انور ہوتا
آسمان ہوتا تو آغوش میں رکھتا اسکو — پاس اوس چاند کے ہوتا اگر اختر ہوتا
پٹکا ہوتا تو کمر سے ہی لگا رہتا میں — ٹیکا ہوتا تو ترے ماتھے کا زیور ہوتا
قمری ہوتا تو میں شمشاد پہ ہوتا قربان — ہوتا بلبل تو گرفتار گل تر ہوتا
ہاتھ سینے کو لگاتا میں جو ہوتا محرم — بوسے لیتا جو نقاب رخ دلبر ہوتا
شانہ ہوتا تو کبھی زلف کو چھوتا دن را — ہوتا آئینہ تو منظور سکندر ہوتا
چھلی ہوتا تو تری چوٹی کی ہوتا رونق — پہنچی ہوتا تو ترے ہاتھ کا زیور ہوتا

زینت چشم صنم ہوتا جو ہوتا ایرہ
حسن رخ ہوتا اگر مین خط اخضر ہوتا

ریزہ ہوتا تو کبھی دن وہ لگاتا منہ سے
خاک ہوتا تو سر دامن دلبر ہوتا

بالا ہوتا ترے کان مین کچھ کہہ سکتا
گھنگرو ہوتا تو کوئی فتنۂ محشر ہوتا

زلف ہوتا تو مجھے سر پہ چڑہاتا وہ کبھی
خال ہوتا تو پسند رخ انور ہوتا

گورے گالون کی سمت دور بلائین لیتا
مین سیہ بخت اگر زلف ستمگر ہوتا

چھیڑتا مجھکو ہر اک زہرہ شمایل ہر دم
تار طنبورہ ہی اکاش مین لاغر ہوتا

سرو اک قامت بے سر ہے چمن مین ورنہ
ہوتا معشوق چمن اوسکو اگر سر ہوتا

گرچہ کہتے ہین فریادی ہے آپس کا گلہ
تجھ سے ہوتا ہی تو زشتی مقدر ہوتا

دامن یار تلک ہاتھ پہنچتے جو کبھی
بہول جاتا مین یہ کچھ جامے سے باہر ہوتا

تو وہ خوش قدی جو گلزار مین جاتا پیارے
رکہتا قد مونپہ ترے سرو کو گر سر ہوتا

شیشہ ہوتا تو سر دست وہ چھوتا پر تو
بوسے او من مست کے لیتا جو مین ساغر ہوتا

غزل دوسری ثانی ثریاری کی

دل محزون بنا مسکن کسیکا
مبارک باد دی شیون کسیکا

سلیمان کی قسم جلوہ فزا ہے
پری بن بن کے حسن ظن کسیکا

بهلا کیا خاک مین سورج کو دیکهون | نظر مین ہی رخ روشن کسیکا

بناتا ہی جسے عالم مہ نو | وہ ہی نقش سم توسن کسیکا

یہہ دست شوق کی گستاخیان ہین | کہ پرزے ہو گیا دامن کسیکا

ہماری جان لیتا ہے سر بزم | اوٹہا کر دیکہنا چلمن کسیکا

ستا برق تبسم سے کسیکی | الہی جل گیا گلشن کسیکا

ہوا مکشوف گرچہ ضبط ہی تہا | زبان حال سے شیون کسیکا

یہہ دو دن کی بہارین ہین ہماری | اوبہر کر بول اوٹہا جوبن کسیکا

جگر پہیلا مجہہ سے جو وہ بت | کہ بپہرا ہوا دشمن کسیکا

گرا کرتے ہین آنسو بنکے موتی | نظر مین ہے جو در دامن کسیکا

مرے رونے سے حسن اوسکا ہی روشن | کسیکی شمع ہی روغن کسیکا

نہین آئینہ گردون مین خورشید | ہی یہہ عکس رخ روشن کسیکا

اوڑاؤن دامن صحرا کے پرزے | جنون کی وجہ ہی دامن کسیکا

عجب انداز سے ملتے ہین دونون | کسیکی حلق اور ارگن کسیکا

کیا افلاک کی گردش نے آباد | کسیکا گلشن اور مدفن کسیکا

ہین دو لب تو چاک رکہنے مین برابر | کسیکا جیب اور دامن کسیکا

کسیکا قہقہہ شیون کسیکا	سنا کرتا ہی ہنس ہنس کر زمانہ
کسیکے داغ دل جوبن کسیکا	بہار آئی ابھرتے ہین برابر

سبق ہے غنچہ ہستی مین پر تو
کسیکا آمدن رفتن کسیکا

بقافیہ بر غزل — **غزل تیسری زبانی ثریا پری کی** — شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

سر کوہکن و قیس کا قدمونپہ جھکا ہے	شیدا ترا ای جان ہمہ تن ظل ہما ہے
جلد آ مجھے کیا ساقی گلفام ہوا ہے	جلتی ہے ہوا سرو سیہ بر او ٹھا ہے
مستی شب وصل صنم عیش فزا ہے	شیشے کا گلا جام کے ہونٹون مین دبا ہے
دل حلقہ ماتم مین ہی غم دل مین بھرا ہے	آتی ہی صدا سینے سے یہ بزم عزا ہے
اٹھتے ہین مری آہ سے بھی فتنے ہزارون	انداز تری چال کا کیا خوب اوڑا ہے
اندھیری آنکھونمین مری روشنی ماہ	فرقت مین شب تار وہ بھی کالی بلا ہے
تصویر بتان کیون نہ رہے دل مین ہمارے	اس عکس کے جلوے کو یہ آئینہ بنا ہے
خون پینے مین حاصل ہے ہمین عمر خضر کی	دل غم مین کسیکے قدح آب بقا ہے
ہر ایک کو آتا ہی مصیبت مین خدا یاد	ساقی کی جدائی مین سبو دست دعا ہے
اچھا مجھے جی بھر کے تو خوب ستا لو	ہر ظالم و مظلوم کا مختار خدا ہے

کیون اوڑ ہی گیا دیکھکے وہ گوری ہتیلی	کیا ہوش مرا ہمسفر رنگ حنا ہے
سب دیتے ہین کام رقیبونکی خطا کیا	میرے دل نالان کو دشمن سے گلا ہے
کیا تفرقہ انداز ہی ظالم کی جدائی	دل بر سے جدا ہی نظر آنکھون سے جدا ہے
سامان اجل ہے ہوس و آز کے ہاتھون	کیا خوب کہ بدہضمی کو کہتے ہین وبا ہے
غم کہانے سے ہان باز نہ رکھنا مجھے ناصح	پرہیز مریضان محبت کو برا ہے
لاحول ولا کامن شیطان کے بہلین	سنتے ہین کہ ہمسے وہ پریزاد خفا ہے
خورشید و قمر تل نظر آنے لگے پرتو	اوسکے رخ روشن کا تصور یہہ بندہا ہے

آمد شتری پری کی سبہا مین

سبہا مین بخیریت شتری کی آمد آمد ہے	یہہ ایک شاہد رعنا کی آمد آمد ہے
ادا مین ایسی ہزارون مین نہجان بسمل	عجب دلبر زیبا کی آمد آمد ہے

غزل زبانی شتری پری کی

ناز و انداز و ادا مین دلربا کسکو کہون	اک سے اک اچہے ہین تینون مین برا کسکو کہون
چال ہین فتنے قیامت کے نظر مین شوخیان	ٹکڑے اسبات کی مجھکو ہے برا کسکو کہون
دل اسیر زلف پیچان ہای بند دید آنکہ	آنکہین ای برق تجلا مبتلا کسکی کہون
درد غمخوار جگر حسرت انیس دل مری	سونچ سے ای بیوفا مین بیوفا کسکو کہون

سبحہ و زنار کہتے ہین برابر شیخ دگبر ‏— ہون اسی جھگڑے مین شیدا خدا اسکو کہون

دوست فرقت مین نہین تیرے سوا ای دیدہ دل ‏— کیا کرون تجھہ سے نہ بولون ماجرا اسکو کہون

حسن مین یکتا بہلا پہر کون ہی ای شاہ حسن ‏— تو ہی تیلا مہروش تیرے سوا اسکو کہون

اک سے بدتر ہے یوم الحشر لیل الانتظار
مین برا اسکو کہون پر تو بہلا کسکو کہون

غزل دوسری زبانی مشتری پری کی

سکوہ ہی آسمان سے تجھہ سے گلا نہین ‏— یہہ پہیر ہی ستارو نکا تیری خطا نہین

روی صنم کا کون ہی جو مبتلا نہین ‏— زلف سیہ کے پیچ سے کوئی رہا نہین

بوسہ حضور ہوش مین مینے لیا نہین ‏— جرات معاف بندے کی اسمین خطا نہین

عاشق اگر وفا نکرے تو بجا نہین ‏— معشوق وہ نہین ہی کہ جو بیوفا نہین

افسوس ضعف ہجر نے کیا کیا کیا نہین ‏— رنجور ہین اور نالون مین اپنے صدا نہین

چوما وصال مین لب شیرین کو اسقدر ‏— مسی کا رنگ ہونٹون پر اوسکے جما نہین

بعد صیام عید ہی ہر روزہ دار کی ‏— تکلیف اگر نہو تو مزا عیش کا نہین

پرواز ہی طایر جان ہی فراق مین ‏— دکہ مین کسیکا سچ ہی کوئی آشنا نہین

قہر و غضب کے رنج بلا کے ہوے نصیب ‏— ہمکو گلا ہی دل سے کسی سے گلا نہین

۴۰۹

بسمل ہین طایران چمن سنکے نالے کو — خنجر کی دہار ہی ہے ہمارا گلا نہین

باہم ہی ربط نکہت و باد بہار کا — اوس زلف بلاغ سے ہین کوئی دم جدا نہین

خاموشیان سوال پہ تو بیجے کب تلگ — کچھ کہہ تو دے زبان ہے ظالم ہی یا نہین

شیشہ ہی جی جام ہی گلشن ہی ابر ہی — بے یار لطف بادہ کشی ساقیا نہین

کیا خاک لطف زیست کا فرقت مین ہو قبول — واللہ ایسے جینے سے مرنا برا نہین

جلوے ہین تیرے عارض روشن کے شمع مین — ای مہ اس انجمن مین کوی دوسرا نہین

ہی دیدنی نزاکت جانان خدا گواہ — مسی کا رنگ بہی لبون پر جما نہین

کشتے ہین لاکہون حلق بریدہ زبان مین تری — یہہ کوئی تیغ تیز ہی ایجان گلا نہین

اللہ ری نازکی کمر یار کی کہ واہ — مضمون بہی اوسکا شعر مین باندہا گیا نہین

کیونکر رکہون نہ دوست ہین حشر کو بیدرد — کوی رفیق ہجر مین اسکے سوا نہین

دیوارین ہاندہین ٹہوکرین کہاتے ہین ہائی کی — خانہ خراب کے لئے کیا کیا نہین

گرمی سے سنگ کے کہا دل کی یار نے — سب کچھ ہے اسکان مین لیکن ہوا نہین

قاتل گلہ یہی ہی کہ تونے کیا نہ قتل — ریکا رب گواہ ہے شکوا ذرا نہین

یہہ گر نہین ہی خون کسی بادہ خوار کا — کیون ساقیا شراب کا بینا روا نہین

ہوتی ہی گدگدی بت کافر کے تلوون مین — پاؤن کو ہاتہ وصل مین چہونے دیا نہین

پہرتے ہین لڑکے ہاتھ مین پتھر لیے ہوے — دیوانہ گھر کا تمہارے پتا نہین
اپنوں کا طعنہ غیر کی گالی ہوی نصیب — اوس بیدہن کے عشق مین کیا کیا سنا نہین
تجھ بن تنگدست اسیر بلا ہین شاہ — راحت سے رنج رنج سے راحت جدا نہین
ہنس ہنس کے ہاتھ پاؤن مین ظالم نہ یون لگا — خون شہید ناز ہی رنگ حنا نہین
کرتے ہین بورئے پہ فقیر اکتفا تو کیا — کچھ بوریا ہی بوی ریا سے جدا نہین
عشق کمر نے جون کبھی لاغر کیا ہے مجھے — کچھ اسمین تیری بال برابر خطا نہین

افسوس کا مقام ہے اللہ کی قسم
بہرتو بتون مین سب ہے مگر اک وفا نہین

غزل تیری زبانی شیری پری کی

ہی صرف وصف زلف و رخ سیمبر قلم — دکہلا رہا ہے جلوۂ شام و سحر قلم
لکہتا نہین مین خط کوی ظالم کو اسلئے — ہوتا ہے مقصود رستے نامہ بر قلم
کیونکر رقم ہو حال مری سخت جانی کا — کیہات ٹوٹ ٹوٹ گئے بیشتر قلم
تحریر فتنہ سازی صرصر کو باغ مین — برگ خزان کے ساتھ ہے بلبل کا پر قلم
لکھتا ہون عارض و لب شیرین کا اوسکے وصف — بنتا ہے شاخ گل کبھی گہ نیشکر قلم
اعجاز وصف سینۂ رنگین یار سے — ہوجائیگا ابھی شجر پر ثمر قلم

رہی شب بہر سہار طالع بیدار جلوے کے
کسی رشک قمر کو خواب میں زیب بغل پایا

گریباں کو مرے رشتہ رہا صحرا کے داماں سے
برا ہو ضعف کا دست جنوں کو اپنے شل پایا

ہوس دیدار کی برسوں رہی جب وہ مقابل تھا
مجھے غش آگیا حسن مقدر کا خلل پایا

یہاں بعد خرابی مال موذی ہاتھ آتا ہے
جو اجڑا خانۂ زنبور لوگوں نے عسل پایا

ترے دیوانے کا اقبال ہے یہہ دیدنی انکا
بیاباں میں قدم سے فرق تا دم جبرائیل پایا

ہمیشہ جلوہ لخت جگر ہے دیدہ تر میں
شگفتہ ہمنے اس غنچے میں اک تازہ کنول پایا

تری منزل کو ای خورشید اوج حسن پرتو نے
کبھی بیت الشرف پایا کبھی برج حمل پایا

غزل دوسری زبانی شعری ہری کی

بوسے دل حزیں نے ترے بیوفا لیے
ناحق نہ سمجھ غریب پہ آنکھیں نکالیے

یہہ خبط رفتہ رفتہ بڑھیگا یا دوں دور
سودائی زلف یار کو اب سر سے ٹالیے

قاتل سے مرتے مرتے بھی ہمنے یہہ کہدیا
دھبہ لگیگا خوں کا دامن سنبھالیے

ناصح جو کچھ فراق میں مجھپر ہوا ہوا
بیجا بجا زباں سے نہ فقرے نکالیے

ہمراہ خط کے زلف بھی غوائے جناب
کالی بلا کو سر پہ خدا کیونکہ پالیے

بوسہ لیا ہے ہمنے جو اس گورے گال کا
جیسیں ہے وقت پر دل نادان پہ ڈالیے

ق

کہین کیا ای پری تیرے لب و دندان کو کیا سمجھے
کہیں سمجھے اور اوسکو لعل بے بہا سمجھے

اوسے انجم شفق اسکو اوسے یاقوت اسے ہیرے
صدف اسکو گہر اوسکو جو سمجھے ہی تو کیا سمجھے

جسم کو تیرے تجلی اور اپنی آنکھ کو بادل
غلط سمجھے برا سمجھے جو سمجھے ہم تو کیا سمجھے

ہم اپنے ٹھنڈی سانسون کو اور اوس گلرو کے کوچہ کو
جنان سمجھے چمن سمجھے ہوا سمجھے صبا سمجھے

مسی مل کر لب و دندان پر آیا بام پر جب وہ
اسے سوسن اوسے نیلم کے ٹکڑے مبتلا سمجھے

یہہ اک قطرہ ہی پانی کا وہ سنگ ناتراشیدہ
گہر دندان کو لب کو لعل گر سمجھے تو کیا سمجھے

اسے ہم صبح صادق سمجھے وسکو کاذب ای پرتو
مسی مالیدہ اون دندان و لب کو اور کیا سمجھے

غزل تیسری زبانی سہاپری کی

عشق قامت سے غم عشق دہن ملتا نہین
اس قیامت سے عدم کا راہزن ملتا نہین

تو بہ کیا تشبیہ ہے انسان کہان حیوان کہان
کبک کی رفتار سے تیرا چلن ملتا نہین

جو سبک رفتار ہین ہوتے نہین پابند وہ
لاکہہ ڈہونڈو طایر بو ہی چمن ملتا نہین

مر رہے ہو کیون تلاش شیریں مین رات دن
بعد مردن غافلو کچہہ جز کفن ملتا نہین

صورت بلبل ہین پرتو گلشن ایجاد مین
خار کہاتا ہون مگر وہ گلبدن ملتا نہین

عرض سبہا پری حضور راجا اندر مین

خداوند نعمت قصور معاف۔ کل باندی نے قصد سیر کیا تہا۔ عین سیر و سفر مین دشت ہولناک کنار رہگذر مین اک جوگن قدرت خدا نظر آئی۔ خانہ زاد بنابر ملاحظہ حضور مین لائی۔ اگر حکم حضور ہو تو شریک محفل یہہ رنجور ہو۔

ارشاد راجہ

اری کون جوگن ہی یان اوسکو لا
سنون تو کہ ہی اوسکی کیسی صدا

عرض کہکشان

حضور اب لیجئے باندی کا مجرا
خدا نے یہہ درد دولت دکہایا

قمر شہزادی جب سے چہٹ گئی ہے
غضب ہے کہکشان جوگن بنی ہے

غزل زبانی کہکشان کی

رہیگا کب تک یہہ سینے مین دل اسیر قید فرنگ ہوکر
نکل ہی آئیگا اک نہ اک دن تری طلب مین امنگ ہوکر

شب جدائی کہان نکل جاؤن گہر سے اپنے مین تنگ ہوکر
پلنگ بن یار کاٹے کہاتا ہے ناگ مجکو پلنگ ہوکر

نمود خط کی بنجائیگی یہہ چہپیگی عارض پہ زنگ ہوکر

رہیگا سبزہ یہہ رفتہ رفتہ اس آبگینے پہ زنگ ہو کر

وہ شمع روشن ہی تو کہ ایجان شعلۂ طور رنگ سر بزم

کمال حسرت سے جل رہا ہی فروغ رخ پر پتنگ ہو کر

پہنسا ہی دل اپنا اک فرنگن کی زلف کے پیچ مین الٰہی

اگرچہ مدراس مین ہون لیکن اسیر قید فرنگ ہو کر

لڑائی آنکھین جو اوس سے ہمنے تو رنگ چہرہ کا اوڑ گیا ہے

درست کہتے ہین اہل دنیا کہ لوٹ ہوتی ہی جنگ ہو کر

نگاہ تیرے فراق مین کی جو ای قمر ہمنے آسمان پر

ہر اک ستارہ جگر مین اپنے لگا ہی نوک خدنگ ہو کر

صفای عارض سے زلف شبگون سفید دکہلائی دے رہی ہے

مگر حبشستان مجہکو جلوے دکہا رہا ہی فرنگ ہو کر

جو سیر گلشن کو آئے وہ گل کبہی تو باد صبا مقرر

اوڑیگا بلبل کا ہوش سر سے ہمارے چہرہ کا رنگ ہو کر

لیا دل اوس ترک نے جو آنکہین لڑا لڑا کر بجا ہی ہمدم تو

سنا ہی میدان رزم مین بہی تو صلح ہوتی ہی جنگ ہو کر

غزل دوسری زبانی کہکشان کی

ای کافر بے پیر جفا ہمپہ نکرنا	اللہ سے ڈرنا
مشتاق نظارا ترا کب تک یون ہی مرنا	کوٹھے سے اوترنا
یہہ معجزہ حسن خداداد بتان سے	بس اس سے عیان ہے
زلفون کا ہوا سے رخ روشن پہ بکھرنا	پھر خود ہی سنورنا
ایدل تجھے منظور جو رونا ہو نکل جا	رہنا تو سنبھل جا
ہان ہان مرے آغوش مین فریاد نکرنا	فریاد نکرنا
ارمانون سے ظالم دل ناکام بھرا ہے	یہہ رحم کی جا ہے
ای مرغ غم ہجر مرا کہیت نہ چرنا	احسان یہہ کرنا
پرتو ہو خدا آپ کسی پر نہ چہپاؤ	پھر کیا ہے جتاؤ
ہے عیب کسی کرنا کسی پر دا ہو نکا بہرنا	اور آپ ہی سے مرنا

غزل تیسری زبانی کہکشان کی

ہمقافیہ غزل جناب — تخریف مولانا شاد حضرت مصنف

تیری گلی مین کیا تہ وہان جہان ہے	ای ماہر دیہات کی زمین آسمان ہے
تیرے سوای تمنا عاشق مین کچہہ نہین	ارمان تیرا دل ہے ہوا تیری جان ہے
کسطرح اوسکو شاہد رعنا نہ بولئے	سورج کا دن کو چاند کا شبکو گمان ہے

دنیا مین ہمکو گہر جو نہین عیب کچھ نہین	دیکھو مسافرونکا کسی با مکان ہے
زیروزبر جہان کو کرونگا اک آن مین	بادل کی اگہنہ رعد کی گویا زبان ہے
زاہد سنبہال دامن تقوی کو اپنے یان	ہشیار ہو یہہ خطۂ ہندوستان ہے
کی جبہہ سائی در پہ ترے ای بت اسقدر	سجدے کا شیخ جی کی جبین پر نشان ہے

پر تو وہ لوگ کور ہین اللہ کی قسم
کہتے ہین اوس قمر کو جو نامہربان ہے

راجہ اندر کا کہکشان سے خوش ہو کر استفسار حال کرنا

ای جوگن تو کون ہے کہان سے آئی ہے تیرا ماجرا کیا ہے تونے میرے دل کو اپنی صدای دردانگیز سے تڑپا دیا ہے۔ کس کے لئے جوگن کا بہیس لیا ہے۔ کس نے تجہپر ظلم کیا ہے ✝

عرض کہکشان کی

حضور باندی سنبلہ پور کی وزیرزادی ہے۔ میری قمر شاہزادی نے شمس شہزادہ اسدآباد کے عشق مین جو حاضر حضور ہے صحرا کی راہ لی تہی شاہ جن نے غضب کیا شاہزادی کو اوڑا لیگیا۔ اور کہکشان کو مورد رنج و تعب کیا ✝

ارشاد راجہ کا

سفید دیو کہاں ہے۔ آئے۔ شاہ جن کو معہ قمر لائے +

عرض سفید دیو کی

مہاراجہ کا بول بالا ہو۔ جاہ وحشم دوبالا ہو۔ بڑی محنت سے فرمانبردار شاہ جن کو معہ قمر شاہزادی سنبلہ پور لایا ہے +

ارشاد راجہ کا

اس موذی کو نذر زندان سلیمان۔ اور قمر کو حوالہ کہکشان کردو +

شمس اور قمر کو راجہ کا تخت عروسی پر بٹھانا اور چاروں پریوں کا معہ کہکشان مبارکباد گانا

اس سبھا کے لئے راجہ یہ مبارک ہووے ۔۔۔ حاکم طبقۂ اعلی یہہ مبارک ہووے

نور و ظلمت سے ہو جبتک سحر و شام طلوع ۔۔۔ قمر و شمس کا جوڑا یہہ مبارک ہووے

دودہ کا دودہ ہے اور پانی کا پانی ہے عیاں ۔۔۔ عدل و انصاف تمہارا یہہ مبارک ہووے

سنبلہ پور کی اس رشک قمر دولہن کو ۔۔۔ اسد آباد کا دولہا یہہ مبارک ہووے

یا خدا حضرت پرتو کے لئے صبح و مسا

عشق اور حسن کا چرچا یہہ مبارک ہووے

تمت

پری توشہ بہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آمد راجہ اندر کی

سبھا مین حاکم ذیشان کی آمد ہے ۔ رئیس اہل پرستان کی آمد آمد ہے

جلو مین آئینگے کیا کیا پری پری دلبر ۔ امیر قافلۂ جان کی آمد آمد ہے

بشکل سایہ ہر اک پری سکے منہ کا عالم ۔ کہ صدر محفل پریان کی آمد آمد ہے

نبات و قند کا لوٹینگے اہل بزم مزا ۔ خدیو مصر حسینان کی آمد آمد ہے

روان ہین چاہ مین پریون کے کاروان شکیب ۔ عزیز زمرۂ خوبان کی آمد آمد ہے

غذا گل ہے خط سبز سبزہ سنبل زلف ۔ بہار ہی کہ گلستان کی آمد آمد ہے

دکہائینگی وہ تماشے کہ عقل چکرائے ۔ یہہ اک غضب کے فنون دان کی آمد آمد ہے

ہین کان گوہر و الماس جسکی قدرت مین ۔ اب او س تونگر دوران کی آمد آمد ہے

جمائینگی نئے رنگ اب زمرد و یاقوت ۔ عجیب دولت ذیشان کی آمد آمد ہے

پری وشون کی ادا سحر سامری سے چند ۔ طلسم قدرت سبحان کی آمد آمد ہے

آنکھ جہاں تماشا ہے پری کا گاگا ،	زمین پہ روضہ رضوان کی آمد آمد ہے
نہ اژدہام ہو سودائیونکا کیون ہو	کہ جنس جلوہ پریان کی آمد آمد ہے
ہین تماشا یہ عجب پہلوان قوی تن دیو	دوبارہ زال و نرمان کی آمد آمد ہے
بشر تو کیا کہ فرشتون کے ہوش پران ہون	الہی آفت دوران کی آمد آمد ہے

جہان مین روشنی پہیلے نہ کسطرح پرتو
اک آفتاب درخشان کی آمد آمد ہے

چوبولہ زبانی راجہ اندر کی

محفل میری کسلئے ابہی نہین تیار	قصہ کیا ہی آجکا دیر ہی کیون بکار
دیر ہی کیون بکار اتنگ قصہ کیا ہی آج	مطلب کچہ کہلتا نہین نشا کیا ہی آج
نشا کیا ہی آج سارے پریون کے دلکا	برہم درہم ہوا ہے ہی میری محفل کا
میری محفل ہو گئی ہی بیچ کیون سنسان	اس بیاکی سے میرا دل ہی خود حیران

کوئی حاضر ہی یہان دیو ادہر آئے
جلدی جاکر قاف سے پریون کو لائے

آمد گوہر پری کی

گوہر پری اکہاڑے مین آتی ہے نازسے	سر اپنی آبرو کے جہکے ہین نیاز سے

گلگشت آسمان کی خبر خاک لیجیے
سیر زمین شعر سے فرصت کہان مجھے

زلف سیاہ و عارض رنگین یار نے
دکھلا دیا ہی آتش گل کا دہوان مجھے

تلخی بہی بوسۂ لب شیرین کی واہ وا
شکر کہلا رہی ہین تری گالیان مجھے

تیر نگاہ یار ترحم کی اک نظر
کب تک بنائیگی تری دوری کمان مجھے

یہہ ناتوان ہون غم مین ترے [illegible] جسم
منظور ہی پلنگ نمک زندبان مجھے

ادمس مہر وش کے ہجر مین کیا انقلاب ہے
ہی شام اپنی آہ سحر کا دہوان مجھے

بے اختیار وہ گل تر یاد آگیا
رخصت ہو سیر باغ کی اے باغبان مجھے

ہون محو روئے دوست نہ لاؤن خیال مین
بلبل ہزار گل کی کہے داستان مجھے

شعلہ رخون کے غم نے بہبوکا بنا دیا
دل کی جگہہ ہے شمع کی حاصل زبان مجھے

پتون کے ہاتھ ہے دل نادان کی آبرو
آتا ہی گوش گل نظر اندہا کنوان مجھے

حد ادب عشق سیم بدن ہے جنون کی وجہ
چاندی کی مشتون مین ہے بہا بیڑیان مجھے

صحرا مین شادی ایک مری ہے جنون کی
ریگ روان دکہاتی ہی تخت روان مجھے

کرتے رہی مین کام یہہ قاتل تمام ہو
قربان جاؤن چہوڑ دے نیم جان مجھے

ہونٹون پر اوسکے رنگ جو مسی کا جمگیا
آتش پہ لعل کی نظر آیا دہوان مجھے

انکھون کے اگے قدرت خالق کا کہیل ہے
کیا کیا دکہا رہی ہین مری پتلیان مجھے

آنسو کے تار تار مین پنہان ہی جسم زار
بخشا ہے غم نے خلعت آب روان مجھے

دل ہم بہار غنچۂ لالہ کیون بنے
گستا ہے باغیون مین اگر باغبان مجھے

ای قمری یودہ سرو خرامان نہین جو آج
صحرا کی راہ ہی روش بوستان مجھے

ہی اتصال حقے کو اوس گل کے منھ سے
بہونکیگا آج آتش گل کا دہوان مجھے

ای باغبان بہار کا موسم ہے باغ مین
دو چار دن اجازت یک آشیان مجھے

کر ڈالون مضطرب بت محمل نشین کو آج
الجا کا شور وام جرس کی زبان مجھے

افشان لگاؤ گال پہ یا لا خط سبز
دکہلاؤ آج گرد قمر کہکشان مجھے

منت کا طوق آج ہی زیب گلوی یار
آنگرو پنہاؤ نئی بیڑیان مجھے

زخمی ہین شعر شعر سے حساد کے جگر
اللہ نے دی کٹار کی گویا زبان مجھے

توبہ یہہ منہہ ہلال کا ہمسے مقابلہ
کہتے ہین کان مین یہہ تیری بالیان مجھے

گہر گہر پہرا تلاش مین یا تند زد کے
جو سو کی تیری بر نہ ملی گو زبان مجھے

دیتا ہون اس زمانے مین داد سخن یہہ کچہ
اہل زبان کہتے ہین نوشیروان مجھے

رہتا ترا کہنچے ہوے ای کاکل صنم
کہینچیگا دار رنگ بخدا موکشان مجھے

آتش لگی ہوی ہے کسی گل کے ہجر کی
رہنے کو ہو چمن کی ہوا کا مکان مجھے

پر تو لکہی غزل پر امانت کی یہ غزل
درکار طبع کا جو ہوا امتحان مجھے

ہمقافیہ بر غزل جناب سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم لکہنوی غزل دو شعر زبانی گوہر پری کی

منہ ہے وہ مہر منور کہ جسے کہتے ہین
تل ہے وہ مہ ترا دلبر کہ جسے کہتے ہین

کسطرح بلبل دلمیرا نہ قربان رہے
رخ ترا ہے وہ گل تر کہ جسے کہتے ہین

نہین کرتا دل عشاق کو محروم جواب
وہ ملا ہمکو پیمبر کہ جسے کہتے ہین

روزن ہو رہے ای تنگ شکرتہ خانہ
مجہے غمنے وہ دیا گہر کہ جسے کہتے ہین

بت بیدرد ہوا مایل درمان جنون
آج لگتے ہین وہ پتہر کہ جسے کہتے ہین

اسکے قابو مین نکل ہی گیا وہ ماہ جبین
بنکے بگڑا وہ مقدر کہ جسے کہتے ہین

گلرخون کیلئے غم دو رہی گیا نکہت باغ
ایسے اوڑتے ہین ہوا پر کہ جسے کہتے ہین

کام قاصد کا ادا ہوگیا رفتہ رفتہ
ہے تصور وہ کبوتر کہ جسے کہتے ہین

ہوگیا دیکہتے ہی مست محبت عالم
آنکہہ تیری ہے وہ ساغر کہ جسے کہتے ہین

شیر ہون گر یہ صفت مجہکو گیرا ہین عدو
چہا گیا ہے وہ مرا ڈر کہ جسے کہتے ہین

آدمی طوق بگردن ہوا اسکے غم مین
ہے یہ قامت وہ صنوبر کہ جسے کہتے ہین

ایک گلرو نے کیا داغ جدائی سے نہال
دست قدرت مین ہے وہ زر کہ جسے کہتے ہین

مرہی ہونگی ترے در کا نہ پردہ اولٹا
ایسا سیدہا ہی مقدر کہ جسے کہتے ہین

دیکہ لے چرخ تو تہرا کے زمین پر گرجاے
ہے وہ اس تخت کا جگر کہ جسے کہتے ہین

۴۳۰

ترم زانو نہ حسینوں کے ٹپکا کرتا ہے
آنچل ہے وہ مرا سر کہ جیسے کہتے ہیں

صنعت قدرت خالق کے تماشے دیکھے
چشم بینای وہ ساغر کہ جیسے کہتے ہیں

اوسکا دربان ہی اجابل نامہ ہی مرا
ہاتھہ آیا وہ کبوتر کہ جیسے کہتے ہیں

دونون رخسار سے آئینے سکندر کے دیے
ہی یہ دارا وہ سکندر کہ جیسے کہتے ہیں

زلیت عشاق کمر کو ہی وبال الظالم
چین پاتے ہین وہ مرکر کہ جیسے کہتے ہین

مین طلبگار وہ بیزار غبیلی کیونکر
اب بپا ہی وہ نیا شر کہ جیسے کہتے ہین

ہی کسی گل کا جنون دست و گریبان مجہسے
اب یون جامہ وہ باہر کہ جیسے کہتے ہین

موتی غیرت سے صدف مین ہی چہپا گل کر
دانت تیرے ہین وہ گوہر کہ جیسے کہتے ہین

آشنای یم مبداد بتان ہو ہمہ تن
بخدا ہون وہ شناور کہ جیسے کہتے ہین

میرے پہلو کنارے جو ہی وہ قلزم حسن
چشم تر ہی وہ سمندر کہ جیسے کہتے ہین

مجکو کشتہ رخسار منور یہ ترے
چاندنی کی ہے وہ چادر کہ جیسے کہتے ہین

اوس پر نیزا دیے رکہے اوڑا یا بر سے
مرغ دل کو وہ لیے پر کہ جیسے کہتے ہین

الاماں پرِ الک اوسکی پلک کا ہی وہ تیر
اور ابرو ہی وہ خنجر کہ جیسے کہتے ہین

دیکھہ کر جلوہ فزا بارہ دری مین اوسکو
دل مرا تو ہے وہ ششدر کہ جیسے کہتے ہین

چہند زبانی گوہری کی

لاکہون الم کے بہالی تہی لگے سینے مین
ستم کہا تنگ اور کرم کر کیون جور
اوس سے تقابل ای ماہ غلطی ہی واللہ
دور جو دہ ساقی ہے عجب تلخی ہے

بے تیر کچہہ نہین یار لطف جینے مین
رہے ڈر بیدرد نہ رہ کینے مین
صورت اپنی دیکہہ لے آئینے مین
روز آتا ہے خون جگر پینے مین

دل سے ہمارے ہرگز ہو نہ کنارے ہرگز
کندہ پر تو ترا نام ہے نگینے مین

چہند دوسری زبانی گوہری کی

گن گن تارے رات گئی مرا چاند نہین آیا
تڑپ تڑپ کر صبح ہوی مرا چاند نہین آیا

بجلی تڑپنے مین ہو نین اور رونے مین بادل
تہانی نہین کوئی ہمدم مین کس سے کہون دل کا غم
غصہ کہا تنگ ظلم کہا ستم جور کہا تنگ ہای
کیا تو نے قیامت ڈہائی ایسا ستم تو نہ آئی
کس طرح بسر ہو ہجر کی مدت تاب نہین مجہکو

دونون آنکہین دو دریا ہین حیرت سے کہ پل
عجب الم عشق نے دکہلایا
یان تک نوبت پہنچی ظالم اور کہا تنگ ہای
خدا تیرے خوب ہی تڑپایا
چین نہین بے دونا ہر شب ہر خواب نہین مجہکو

سر توڑ ہے وہ دن بگڑا کہ جی بھر گیا غم کھا کھا کر
فرقت میں دل یہ مجھے لایا

ہے غم میں جان و جگر اور یہ ارمان دل
تیر خون جان عدو ست جگر اور ہائے پریشان دل

اس زیست سے بہتر ہے موت کیون آتی نہیں موت
ہوس نہیں جینے کی بہر پایا

اک دل ہے اور لاکھون الم کسطرح اوٹھاؤنمیں
ہے بہت تنہا کو وہ غم کسطرح اٹھاؤنمین

پرتو یہ جدائی کیگی غم سے کہانی کب تک
بہت مجھے ہجر میں تڑپایا

آمد الماس پری کی

بزم میں راجہ کی الماس پری آتی ہے
شرم ہیرے کو ندامت سے چلی آتی ہے

عقل ہو جو ہری چرخ کہن کی کہوٹی
اب سبا کو وہ صفائی کی کہری آتی ہے

مہ و خورشید ہیں قربان ضیای تن پر
لعل رمانی کے زیور میں بہری آتی ہے

رشک سے عطر حنا لکہنؤ کا خون روئے
عطر کپڑون میں پرستان کا ملی آتی ہے

ہونگے پرتو جگر حاسد بد میں ٹکڑے
ناز کرتی ہوی ہیرے کی کنی آتی ہے

زبانی الماس پری کی

الماس پری ہو نمین صفا کا ہم میرا
کیا جرم کدورت سے بری نام ہے میرا

سر پر کبہی رکہتے ہیں کبہی آنکہونپہ مجہکو
ہر شاہ و گدا بندۂ بیدام ہے میرا

سر پہ رکھے ہوے آتا ہے گلابی ٹوپی
بلبلو آج نئے داؤ پہ صیاد آیا

ہوگیا ایک قمر چہرہ نگاہوں سے جدا
مہر کیا آیا مرے سامنے جلاد آیا

ہوس بلبل شیدا نہ گلوں سے نکلی
آج ہمراہ صبا باغ میں صیاد آیا

کیوں کہیں سرو کو آزاد کہ پابند گل ہے
اس چمن میں کوئی سرکش ہی نہ آزاد آیا

دل ویران میں خیال قد جاناں دیکھا
ہے تعجب کہ نظر دشت میں شمشاد آیا

کر دیا بخت نے محروم تمنای وصال
کھینچکر تیغ کوئی دم زدہ جلاد آیا

اس پہ مطوق ہی کوتاہ تو بیڑی چڑہی
تنگ کیا جوش جنوں سے مرے حداد آیا

نفس سرد کا دعوا ہے کہ آندھی ہوں میں
خرمن ضبط کے کر دینے کو برباد آیا

ہجر میں چاک کیا دل نے گریباں اپنا
چاک جیب سحر وصل اگر یاد آیا

ہوگیا شیفتہ زمزمۂ بلبل زار
صید کے دام میں بیساختہ صیاد آیا

آگیا دل میں خیال قد موزوں شب ہجر
اپنی قمری کی خبر لینے کو شمشاد آیا

ہوگیا میرے ستمگر سے جو بدچار فلک
بھاگا مریخ یہہ کہکر مرا جلاد آیا

زلف میں بن نہ کوئی خال ہے رخسار پہ
آج کیوں بے سروسامان مرا صیاد آیا

باغ میں پھول کا جوبن نظر آیا جسدم
یار کا سینۂ گلرنگ مجھے یاد آیا

جاکے ٹکرانے لگا سر جو ترا دیوانہ
کوہ تھرانے کہ تازہ کوئی فرہاد آیا

تتمۂ قصیدۂ غزل ناسخ
از نتائج حسن امانت جوہر لکھنوی

دام میں لوٹ کے مر جائینگے مرغان چمن	قید ہستی سے رہا کرنیکو صیاد آیا
ترش رو ہوکے کہا تیشہ سے تڑوا ونگا سر	کبھی اوس غیرت شیرین کو جو میں یاد آیا
سر اوٹھانے ندیا جوش جنون کو اپنے	ہاے پامال مجھے کرنیکو صداد آیا
ای گل تربہ کیا غم نے ترے خشک لہو	خون رویا جو مرے فصد کو فصاد آیا
ہر قدم ہوگیا پابند محبت عالم	دام تو دام عجب چال سے صیاد آیا
سخت جانی ہے ہمین عشق بتان سے حاصل	ہاتھ آیا بھی تو اک بیضۂ فولاد آیا
مر نہ جائینگی غم دوری گل مین بلبل	ہی غضب باغ کی بربادی کو صیاد آیا
مژدہ ای آرزوی جو بر آئی امید	مشق بیداد پر اپنا ستم ایجاد آیا
آج گلشن مین کہلا غنچۂ امید اپنا	مژدہ ای شوق اسیری کہ وہ صیاد آیا
یاسمن کی طرف آیا مین چمن مین بیتاب	تیرا گورا جو بدن رشک پری یاد آیا

اسقدر وصف کیا ای مہ کامل تیرا
دیکھہ کر کہتے ہیں **پرلو** کو کہ استاد آیا

تتمۂ غزل جناب آغا	**غزل دوسری زبانی الماس پری کی**	حسن صاحب جنت آرامگاہ المرحوم

جلوہ آئینہ مین اوس بت نے دکہایا مجھکو	بادۂ عشق صفائی سے پلایا مجھکو
خود نگا کاٹ کے مرنا ہی بتایا مجھکو	بر نہ خنجر کبھی قاتل نے لگایا مجھکو

لطف ساون کا سراسر نظر آیا مجہکو
جب چمک کر تری بجلی نے رولایا مجہکو

یاد ابرو نے سحر تنگ سلایا مجہکو
نیمچون پر تری دوری نے لٹایا مجہکو

ایسا کہویا کمر یار کی دوری نے غضب
مثل عنقا کسی پیرہن نے نہ پایا مجہکو

آنکہہ باتین جو پہر کہتی تہی ہائے کل سے
آج فرقت کا سیہ روز دکہایا مجہکو

بخت خوابیدہ نے فرقت مین سلایا ایسا
فتنۂ حشر کے غل نے نہ جگایا مجہکو

کیا غضب ہے ترے اٹہنے نے بغل سے دلبر
اپنے جینے سے کئی بار اٹہایا مجہکو

سر قبر آکے جگانا کبہی اے زیب صنم
تیرے سونے کی تمنا نے سلایا مجہکو

روند کر جب کسی مہتاب نے پامال کیا
آسمانون نے وہین سر پہ اٹہایا مجہکو

زلف خمدار مین پابند ہوا تہا ہون سے
بخت برگشتہ عجب پیچ مین لایا مجہکو

لطف سیر سرو نالہ کا اٹہایا دل نے
ہمبغل اوس مہ کامل سے جو پایا مجہکو

سوز ہجر لب رنگین نے سراپا پہونکا
آتش لعل کے شعلے نے جلایا مجہکو

کہلئے زندہ شب ہجر پر پروانے رکہا
ہای کیون دیو سیہ نے بہی نہ کہایا مجہکو

ہای رے ضعف کہ صیاد اگر آیا بہی
سایۂ کاہ نے دامن مین چہپایا مجہکو

ہوی اوقات بسر اپنی بغلگیری مین
وہ جو روٹہا تو گلے غم نے لگایا مجہکو

اسقدر محو تماشا ہون کہ ہر ذرہ مین
نور اوس مہر کا پرتو نظر آیا مجہکو

ہای دکہادے - ہای کہادے صورت تو اپنی اگر

گلشن گلشن ڈہونڈہی تجہکو جنگل جنگل ہاے

آکے گلے سے میرے لگ جا دل ہے بیکل ہاے

پہیر چہری - گردن پر میر تیغ ابرو دکہلاکر

تیر تری فرقت کا لگا ہے سینے مین میرے

زخم کے اوپر زخم بلا ہے سینے مین میرے

مرہم سے تو - وصل کے اپنے میرا کلیجا ٹہنڈا کر

رحم ذرا یہہ رحم کی جا ہے جان چلی ای جان

چاند سا مکہڑا اپنا دکہادے مین تیرے قربان

بہر خدا - کہدے کوی کرم تو سے جاکر

آمد یاقوت پری کی

یاقوت پری آتی ہے اندر کی سبہا مین	ڈوبی ہوی آپ گہر بیش بہا مین
جلوہ ہمہ تن زلف پریشان مین کرن کا	خورشید کی طلعت رخ روشن کی ضیا مین
تیر نگہ ناز کا مریخ نشانہ	گردن مہ نو کی خم شمشیر ادا مین
دہن مین ہے لب مرجان کی آوارہ ہر اک لعل	مرجان ہے تہہ پنجہ رنگین کی ہوا مین

پہر لو کوئی دم مین ابہی جی جائینگے مردے
انداز قیامت کے ہین ظالم کی صدا مین

زبانی یاقوت پری کی

لعلوں سے بدخشان کے ہین جوہر مین کہری ہون
گو اہل نظر کہنے کو یاقوت پری ہون

ہی سرخ سراپا تو سراپا ہی مرا سرخ
رشک دل مریخ دم جلوہ گری ہون

چہرے سے عیان ہے شفق صبح کا عالم
ہون لعل مگر چوتی کے زیور مین بہری ہون

ہوتے ہین شگفتہ مرے دم سے گل امید
اس گلشن ایجاد مین باد سحری ہون

سر چڑہکے سناتی ہی مری زلف بلا خیز
گو صورت سایہ ہون مگر رشک پری ہون

زہرہ بہی کہتی ہی جب مجہے دیکہکے رقصان
انداز یہ ٹہوکر کے مین سو جان سے مری ہون

بھر رتبہ ملا ہے مجہے پرتو کی بدولت
خورشید و قمر کیلئے داغ جگری ہون

جو بولی زبانی یاقوت پری کی

پل پل کی ابہی بلا دور ہو راجہ کی
سایہ مین اسکے یہ تاج سلطانی

فلک کی گردش آب کی آنکہہ دکہائیان
دشمن گریان ہی رہین دوست رہین خندان

شادی ہی شادی ہے تجہکو ہوں بار بار
اطراف اس محفل کے کہنچے قہقہہ دیوار

٤٣٩

دائم ہو اس باغ مین بہار کا موسم	پھولون کے مانند ہو شگفتہ دل عالم

شکر ادا ہو کسطرح **یاقوت** کا ہم سے
ہے یہہ اپنی سرخروئی آپ ہی کے دم سے

ہمقافیہ غزل جناب سید آغا | **غزل زبانی یاقوت پری کی** | حسن صاحب امانت مرحوم لکہنوی

دامن ہی تمہارا ترے دامن کے برابر
گلگون جنون تیری ہے توسن کے برابر

جوبن ہے گلوبند کا ترے جوبن کے برابر
اتراتے ہین گلزار مین جوبن کے برابر

ہم خنجر حسرت سے گلا کاٹ ہی لینگے
ہوتی نہین وہ تیغ جو گردن کے برابر

اے بت تری الفت نے کیا کعبہ مین بھی جا
زنار ہی آتے ہین برہمن کے برابر

شاعر وہ سیہ رو ہین جو کہتے ہین گل اندام
مستی کا تری رنگ ہے سوسن کے برابر

بوچھار ہے ہر روز یہان تیر مژہ کی
دل چاک ہے میرا تری چلمن کے برابر

صحبت سے نہین فیض کبھی سخت دلون کو
آئینہ ہو گیا اوس رخ روشن کے برابر

کثرت ہے یہ خط کی رخ رنگین پہ تمہارے
گلشن نظر آنے لگا گلخن کے برابر

پوچھا نہین اک روز بھی کیا جان پہ گذری
دل لیکے ہوا دوست بھی دشمن کے برابر

آیا نہین گھر میرے شب وعدہ کاذب
گو آنکھ تھی دروازے کے روزن کے برابر

اوس حور کے کوچے مین تصور کی ہے گلگشت
آئین نہ فلک بھی مرے توسن کے برابر

متفرقات

امن پر میکام رہا ہجر مین رونے سے مجھے
خون رولایا مری انکھون کو حسد او شوخ
چار دن ہجر مین ٹوٹے نہ ابھی اشک کا تار
مانع آمد جانان ہوی ہے یہ برسات
سرد آہون نے دم گریہ کئے داغ ہرے
ہے یہہ ستریہ تعزیہ دل و جان و دماغ
نجزہ حسن دغم عشق کا عقدہ کہل جائے
کبہی گریان کبہی خندان کبہی چلاتا ہے
ہجر مین اٹہہ پہر رہتی ہے آنسو کی جہڑی
دعوۂ ماہ جبینان کا خدا حافظ ہے
آرزوی دل نالان ہے یہی مدت سے
ہر برس کسنیم خوبی کا الم نذر عتاب ہے

فصل ہی بار اہنیے ہی جہا ساون کی
رنگ لائی ہے بنیا تیری حنا ساون کی
فصل ای چشم ہے کیا فرح فزا ساون کی
ہوگئی سبز قدم کالی گہٹا ساون کی
گل کہلانے لگی کیا باد صبا ساون کی
اور ٹہنڈی ہے یہہ ٹہنڈی ہوا ساون کی
دیکہہ لے گر کوئی برق اور گہٹا ساون کی
ہر ادای دل نالان ہے ادا ساون کی
ہے مگر میر عناصر مین ہوا ساون کی
آجکل سنتے ہین آتی ہے بلا ساون کی
کہین صورت نظر آجائے خدا ساون کی
آنکہہ تر رہتی ہے اے دل جو گیا ساون کی

لطف برسات کا اٹھیگا کوئی دم مطرب
آج پرتو کی غزل گاکے سنا ساون کی

چھند زبانی یاقوت پری کی

عاشق تیرے نام کو پیارے	جبکہ زبان پر لاتا ہے
ہر سے ڈرنا ظلم نکرنا	ہے ہے کرتے رو رو مرنا
عاشق اپنا جی سے گذرنا	پرتو کیا خوش آتا ہے

آمد زمرد پری کی

سبہا مین ورود زمرد پری ہے	تماشا مین محفل کی محفل بہری ہے
دکہاتی ہے سبزی یہ چہرہ کی اسکے	بہار گلستان کی جلوہ گری ہے
خجل ہے زمرد تو فیروزہ نادم	جواہر سے رنگت مین دونی کہری ہے
بہت خوب سیرت ہی یہہ خوبصورت	ہر اک قبح سے حسن اسکا بری ہے

عجب لطف پرتو ہی دونون مین باہم
وہ فیروزہ شہ یہہ زمرد پری ہے

زبانی زمرد پری کی

دولت حسن سے سرتاج حسینان ہوئین	نا بہ ہر کیون نکرون فخر پرستان ہوئین
ہی یہی حسن خط سبز کا میرے دعوا	صاف رنگت مین زمرد سے دو چندان ہوئین
دہن کا دعوا کہ الماس کو میرا دیدن	زعم لب سے کہ دل لعل بدخشان ہوئین
[illegible] رنگین مرہم	خون یاقوت کو لوا دون وہ مرجان ہوئین

یہی کہتا ہی پسینے کا چمک کر قطرہ	آبروریز رخ گوہر غلطان ہو نہین
چرخ فیروزہ فش جھلکے نہ جو ہیر دکھلائے	حسن شہزادۂ فیروزہ پہ قربان ہو نہین
کہیں راجہ نہ ہو اس راز نہان سے واقف	اس بلا سے کہیں ترسان کہیں لرزان ہو نہین

سر جھکاتی ہون در فیض پہ حضرت کے مدام
دل سے **پرتو** کی مگر تابع فرمان ہو نہین

جو بولہ زبانی زمرد پری کی

میرے راجہ کی سدا دونی دولت ہو	اس سے زیادہ اس بزم مین عشرت ہو
عزت حشمت جاہ بڑہے اور بڑہے اقبال	جو گڑی ہو وہے آسمان چل نہ سکے یان چال
دل یارب سرکار کا دکھیہ نہ سرمو پائے	آپ کی ہر آئی بلا جان عدو پر جائے
تیرے سوا پہر کون ہے جو انکا نگہبان ہو	تو ہی جان و مال کا حافظ ہر آن ہو

حضرت **پرتو** کا کرم مجھپہ رہے دن رات
عالم مین نبتی رہے ہمیشہ میری بات

ہمقافیہ بر غزل | **غزل زبانی زمرد پری کی** | جناب داغ دہلوی

کیا مکان دیدہ مردم سمانے پائے	خوب آوارہ غربت نہ ٹہکانے پائے
مرغ دل میرا نہ کسطرح پہنسانے پائے	دام کے حلقے ترے زلف دوتا نے پائے

۴۴۵

تلاش یار کو جو جی سزا کے لئے
مزاج ناز مین حیلہ کہان جفا کے لئے

غرض کے باب ہی مین کہو ہین اہل غرض
مگر زبان ہی اظہار مدعا کے لئے

نہین دیکہی جنون چاک دامن عاشق
کہ چاک زیب ہے ای احمق قبا کے لئے

اوسے یہہ ضد ہی کہ محروم ہی وصال رہے
نہین ہی حکم ادہر آنے کا قضا کے لئے

وہ بت وصال مین بیتاب ہو کے کہنے لگا
غش آ رہی ہین مجہے چہوڑ دو خدا کے لئے

ہی شوق وصل و تمنای دید زلف مجہے
یہہ دل ستم کیلئے ہی نظر بلا کے لئے

حجاب عرض غرض ہو گیا ہی قفل دہان
زبان کہلتی نہین میری مدعا کے لئے

ہوای وصل بتان نے کیا مجہے مجبور
خدا سے شرم جوانی ہی کچہہ دعا کے لئے

کہا شکایت ناسور دل پہ جانان نے
دریچے گہر مین بنائے گئے ہوا کے لئے

کہین زبان سے کیا دیکہئے یہہ حال ترا
ستمگر آئینہ ہی صورت جفا کے لئے

ہی سر نگون تو بجا ہی وہ شرم کا پتلا
ضرور چاہئے نیچی نظر حیا کے لئے

وہ عاشقون کی تغافل سے جان لیتے ہین
وفا خراب گئی مفت مین وفا کے لئے

وہ آئے میری عیادت کو ہای غش ہو کر
زبان ضعف ملی عرض مدعا کے لئے

خدا سے لطف صنم کا ہون ملتجی ہر دم
مری زبان ہی اسی ایک التجا کے لئے

کرون نہ یار سے شکوہ کبہی کہ شاعر ہون
گلہ روا نہین بیداد ناروا کے لئے

تمت بالخیر

نہوگی شکوہ قاتل سے آشنا ہرگز | زبان خدا نے مجھے دی ہے مرحبا کے لئے

بیان درد جگر سے ہوا ہی دل ٹکڑے
خموش پرتو آشفتہ جان خدا کے لئے

چھند زبانی زمرد پری کی

ہی دور جو وہ مہ پارہ اندھیری عالم سارا

خورشید ہی دہتہ کالا کیا خیر ہی ماہ بالا | بے نور ہی اک تارا اندھیری عالم سارا
ای غیرت ماہ کامل تاریک ہی بزم بیدل | بڑھ جائے ضیا دوبارا اندھیری عالم سارا
کے روروکے ہوی یہہ حالت آنکھون سے بہت خفت بہار | آیا جو نہین وہ پیارا اندھیری عالم سارا
ماتم کی گہٹا چھائی ہی کیا مکھی بلا چھائی ہے | اب ضبط کا کب ہے یارا اندھیری عالم سارا

پرتو جو نہین ہی برمین چھائی ہی سیاہی گہر مین
آنکھون نے دہوان کیا مارا اندھیری عالم سارا

چھند دوسری زبانی زمرد پری کی

بیدرد ترے درد نے یہہ حال کیا ہے

کہانا پانی چہوٹا ہی یہ نیند ہوی سر خاب | دنکو بیکل رہتی ہون شب کو نہین ہی خواب

بیدرد ترے درد نے یہہ حال کیا ہے

451

عرض زمرد پری کی

زبانی پری کی

جانے دو دور کرو مغت کا قصہ چھوڑو
تہ کرو فرد شکایت یہہ بکھیڑا چھوڑو

رات تھوڑی رہی آؤ کریں عیش بہم
بزم میں مست محبت کی چلے ساغر وخم

الماس پری اور گوہر پری اوٹہتے ہوئے شاہزادہ فیروز اور زمرد پری کا اختلاط دیکھہ لینا

غزل زبانی زمرد پری کی

باغ کو سبزہ کا دیدار مبارک ہووے
ہمین سبزی خط یار مبارک ہووے

عندلیبون کو مبارک ہو چمنین گل تر
ہمکو تیرا گل رخسار مبارک ہووے

نرگس باغ مبارک رہے نادیدون کو
ہمین یہہ دیدہ سرشار مبارک ہووے

قمریون کو ہو مبارک چمنستان مین سرو
ہمین یہہ قامت دلدار مبارک ہووے

ماہ نو چرخ کو پر تو ہو مبارک ہمکو
یاسکا ابروی خمدار مبارک ہووے

عرض کرنا الماس پری کا راجہ کے حضور مین شہزادہ فیروز و زمرد کا باہمی ربط

سدا راجہ جی پر ہو فضل خدا
کنیزک کا معروضہ سنئے ذرا

مین کرتی تہی کل رات سیر جہان
نظر آیا اک سانحہ ناگہان

زمرد پری تہی اک انسان کے ساتہ
بہم عیش و عشرت کے سامان کے ساتہ

ارشاد راجہ کا الماس پری کو

عرض الماس پری کی

جو دیکہا تہا انکہون سے ظاہر کیا
کنیزک نے صاحب کو ماہر کیا

نہین جہوٹ کا اسمین کچہہ اشتباہ
کہ دعوی پہ میرے ہے گوہر گواہ

مرے تخت کے دیوؤن نے بہی شہا
تعجب سے دیکہا ہی یہہ ماجرا

اب اسپر حضور آپ کا اختیار
کرین یا نہ اسکا کرین اعتبار

ارشاد راجہ کا زمرد پری کو

زمرد ابہی تجہکو انکار ہین
شہادت کو شاہد بہی تیار ہین

عرض زمرد پری کی

ہی الماس و گوہر کو مجہہ سے عناد
نہین قول دشمن کا کچہہ اعتماد

مری آب و تاب انکو لگتی ہی زہر
اسی سے اب آئی ہی یہہ تازی لہر

یہہ سوچا ہی مجہپر فقط اتہام
ہی برعکس مالک یہہ اونکا کلام

مجہے ان سے ہرگز کدورت نہین
پر انکہو نہین انکی مروت نہین

نہ گوہر ہے سچی نہ الماس ہے
انہین کا تو دیوؤن کو بہی پاس ہے

ارشاد راجہ کا

ادہر آ تو گوہر مرے سامنے
زمرد کا کیا حال ہے بولدے

گواہی مین خاطر نہ زنہار کر
جو کچہہ جانتی ہے تو اظہار کر

سلیمان کی سوگند ہے راجہ جی	زمرد پری ساتھ انسان کے ہتی

ارشاد راجہ کا زمرد پری کو غضبناک ہوکر

اری نسل کاذب اری کج بیان	سنا تینوں شاہد ہین کیا اک زبان
کہاں وہ تری پارسائی رہی	تو کمبخت ہوتی نہ ہے ہے مری
یہہ کیا کام تو نے کیا واہ واہ	پڑے خاک ای آتشی تجہپر آہ
ہمارے غضب سے نہ مطلق ڈری	پری ہوکے انسان پہ عاشق ہوی
چکہاتا ہوں اب عاشقی کا مزا	تجہے قید کرتا ہوں ای بیحیا

یہہ سنکر زمرد پری سر جہکادینا اور راجہ قید کا حکم کرنا

ادہر آ زبیان ادہر اشتاب	یہہ پاجی زمرد ہے خانہ خراب
نکال اسکو یان سے تو جلد نکال	اکہاڑے کے قابل نہین بد خصال
سلیمان کے زندان مین قیدی رہے	اوسی مین یہہ مردار مرتی رہے
ہو قوت اسکا لخت دل پاش پاش	یہہ بے آب و دانہ رہے بد معاش
کبہی خواب مین یہہ ندا آئے بیان	امید رزو مین رہے دل تپان

شہزادہ فیروز کا انتظار مین زمرد پری کے بیقرار ہوکر یہہ اشعار زبان پر لانا

جلوہ گلزار جو نہین رونق محفل اہنگ	تای اندہیری ہے انجمن دل اہنگ

غزل دوسری زبانی جوگی کی

[illegible]

ہولی زبانی جوگی کی جوگیا مین

یاد اوسکی جو دل مین سمائی	ہای سدہ بدہ ہماری بہولائی
ہوش مطلق نہین مجہکو تن کا	حال کس سے کہون اپنے من کا
غم نے سر پر قیامت مچائی	بات پیشانی کی پیش آئی

یاد اوسکی جو دل مین سمائی

میرا حال پریشان جتا کر	کوئی پریتو کو لائے منا کر
جان لیتی ہے اوسکی جدائی	دل نے آخر کو دم پر بنائی

یاد اوسکی جو دل مین سمائی

یہہ غزل گاتے وقت یاقوت پری جوگی کو دیکہہ لیشیا

دل اک غمخوار تہا پہلو مین اپنا ہای خون وہ بہی	جو قسمت سے ملا ہای شاہ کی بخت نگون وہ بہی
دل وحشی سے بہلاؤن طبیعت خاک فرقت مین	ملا اک دوست قسمت سے گرفتار جنون وہ بہی
جو ملتا ہی رفیق نیک سیرت شاد ہوتا ہون	زبون ہوتا ہی لیکن صورت بخت زبون وہ بہی
مرے پردہ نشین کی مرحبا کیا بات ہی ای دل	محبت سے ہوا حاصل سوا اک درد درون وہ بہی
فراق ساقی گلفام مین یہہ تلخ ہی عشرت	شراب ناب ساغر مین جو تہی ہی موج خون وہ بہی
سراپا دیدنی ہی انقلاب فرقت ساقی	دہرین جام اک دو طاق مین سے واژگون وہ بہی

[illegible]

ای یوسف ثانی ترے انداز کے صدقے
بیتاب ہے عاشق سر بازار خبر لے

پیچون مین الم کے ترا عاشق ہوا پابند
ای کاکل خمدار ستمگار خبر لے

بے تیر ہے کیا زمرۂ عشاق مین اندھیر
ای مہر عذار بت طرار خبر لے

بیٹھا رہون آئینہ کے مانند ہون حیران
ای عارض معشوق طرحدار خبر لے

بادل کی طرح شیفتۂ زار ہی گریان
ای صاعقۂ خندۂ عیار خبر لے

لیتا ہی مری جان تغافل ترا اچھا ہے
بھولے سے تو ای جان تو اکبار خبر لے

بجلی کو فلک پر ہی تڑپنے مین تفاخر
ہان ای دل بیتاب خبردار خبر لے

دعوا ہے بیداری کا اختر کی قدرت
اختر کی کچھ ای دیدۂ بیدار خبر لے

غرق یم نخوت ہی سراسر دل نسیان
غفلت سے کر ای چشم گہربار خبر لے

ای کاکل مشکین پریزاد خدارا
بڑھتی ہے ترے غم کی شب تار خبر لے

فرقت مین تری نرگس بیمار کے ظالم
بیمار ہوا بیدل ناچار خبر لے

کرتا ہی تجھے یاد مریض غم فرقت
رہ بھول کے آجا کبھی اکبار خبر لے

کیا غم سے ترا بلبل شیدا ہوا کانٹا
ای رشک چمن غیرت گلزار خبر لے

ہاتھون سے جنون کے ہی مرا جامہ تن چاک
دیوانے کی اپنے پی ستار خبر لے

کب تک وہ ستمگار رہی یون ہی گریزان
افسوس ہے ای جذب دل زار خبر لے

بناتا ہے جنگلہ بیابان مین	شگوفہ رعایت ہے ہر تان مین
ہراک فقرہ سنکر اوس انسان کا	یہہ نقشہ ہی جنگل کے حیوان کا
ہین سکتہ گزندو چرندو پرند	ہین تصویر حیرت کی سارے درند
ہے کیا سوز چلتے ہوے ساز مین	نہین فرق آواز و اعجاز مین

ارشاد راجہ کا

مرادل بہی سنتے ہی شایق ہوا	خدا کیلیے اوسکو یان جلد لا

عرض یاقوت پری کی

اگر حکم ہو بہیجکر زال کو	بلاتی ہون اوس صاحب قال کو

ارشاد راجہ کا

خوشی ہے تو بہیج اسکو جلد اے پری	نہایت ہی دلکو مرے بیکلی

یاقوت پری کا راجہ کا حکم زال کو سنانا

ارے زال راجہ کا ارشاد ہے	ضرور اک جوان پریزاد ہے
سنا اے تیز رفتار و چالاک پی	کر نگیا پرستان کی جب راہ طی
ملیگا تجہے اک نیستان بڑا	جوان ایک جوگی ہے وان مہ لقا
ہین گہیرے ہوے اوسکو سب جانور	یہی ہے پتا اوسکا اے باخبر

جانا زال کا جوگی کے پاس اور کہنا

یہہ کون زیب بخش نیستان ہو
کوی جن ہو یا کوی انسان ہو

زبانی جوگی کی

زبانی زال کی

ارشاد راجہ کا

مرا نام ہے زال ای نوجوان	مین آیا ہون تیرے ہی خدمتین یان
خدا جانے راجہ نے کس سے سنا	ترے دیکھنے کا وہ شایق ہوا
تری یاد مین ہو نہ بیکل کہین	مرے ساتھ چل جلد تر ای حزین
کریگا پلک مارتے مین وہ شاد	یقیناً بر آئیگی دل کی مراد

زبانی جوگی کی

نہین مجھکو ای زال اندر سے کام	ترے راجہ کو دور ہی سے سلام
ملازم تو او سکا وہ صاحب ترا	مجھے کیا غرض کون ہی وہ مرا
تجھے اوسکی خاطر ہے حد سے زیاد	وہ کیا دیگا دل کی ہمارے مراد
ہی وہ دینے والا مرا کردگار	عنایت سے دیکھے اگر ایکبار
کلید در گنج قارون ملے	شہنشاہی ربع مسکون ملے
ملے دین دنیا ملے زر ملے	فقیرون کو جاہ سکندر ملے
اگر یون ہی وہ میرا مشتاق ہے	مجھے دل دکھانا ہی اب شاق ہے
نہین مجھکو چلنے مین تاخیر و عار	کہ ہی اک بڑی بد بلا انتظار

عرض زال کی راجہ کے حضور مین

مہاراج حاضر ہے مطلوب ہے	اکہاڑے مین داخل ہے مرغوب ہے

عرض جوگی کی

نہین مجھکو گانا سنانے مین عار | بشرط قرار دل بیقرار

غزل زبانی جوگی کی

اک مہروش کے درد کی لذت چشیدہ ہون | اس میکدہ مین صورت جام آبدیدہ ہون

بیگانون کے ہی بار الم سے خمیدہ ہون | یعنی مین درد دل کے لئے آفریدہ ہون

وحشت سہی کہ گوشۂ عزلت مین اب ہے | آہو کی طرح اہل جہان سے رمیدہ ہون

دیوانہ فکر ترک تعلق نے کر دیا | کانٹون سے دشت کے ہی مین دامن کشیدہ ہون

مجھے کا تیرے حب ہے گلوگیری جنون | گردن مین طوق غم ہے گریبان دریدہ ہون

مارا ہی تیری کاکل و شمشیر ناز نے | مین لاش سر بریدہ و افعی گزیدہ ہون

امید وصل سرو قدان سے ہون دور دور | مین نخل خشک یاس کی شاخ بریدہ ہون

عشق کمر مین نام کو اپنا نشان نہین | ہے ہے رخ عدم کا مین رنگ پریدہ ہون

یکسر ہون باز اپنے پرائے کی فکر سے | ایدل گلوی مرغ تعلق بریدہ ہون

کیون مجھکو کوی راہ مین چکر نہو مدام | مین تا در امید و ہوس نارسیدہ ہون

اسد جہ ہون ضعیف کہ حرکت محال ہے | گویا مین آشیانۂ مرغ پریدہ ہون

از خویش رفتگی ہے محبت کی راہ مین | صیحا آب قبای تحمل دریدہ ہون

فرقت مین اپنے گہر کی زمین آسمان ہے | ابر سیہ کبھی کبھی برق طپیدہ ہون

سما با جو ولین جدائی کا زنگ
جو نہی تنکیا ہے صدائی سکا

غزل سبز پری کی زبانی جوگی بنکر

مقابلہ میں راجہ اندر کے بطور جلال الدین

ہر ایک رات ہی فرقت مین رات ساون کی	ہمارے دیدۂ تر کو خیالِ خواب نہین
کیا ہی دورِ قمر دورِ شمس کو تو نے	ہی شیر عکس سے رخسار کے شراب نہین
نہین ہے رونقِ میخانہ تو جو اے ساقی	کباب درد سے میکش ترے خراب نہین
یہان تلک ہے وہ خاموش لب جام سے تنگ	کہ ایک چولی کے گوشے کو بھی جواب نہین
کسی نے ہی کی تنہا مین زبان کھولی ہے	کب اپنی بیت ہر اک فرد انتخاب نہین
اسی پہ زندگی مستعار بنتی ہے	ثباتِ بحرِ جہان صورتِ حباب نہین
دو چار اپنے پسینے کے قطرے ٹپکا دے	مری غشی کے لئے حاجتِ گلاب نہین
فراقِ ساقی رحمنا کا لطف اور ہی ہے	ہو شراب نہین ہی کہ دل کباب نہین

بنا دو خانۂ زنبور کی طرح یہ تو
جہان مین کونسے موذی کا گھر خراب نہین

راجہ کا مالا دینا اور عرض جوگی کی

یہہ مالا کرین کیا اسیرانِ غم	گلا گھونٹتا ہی گریبانِ غم
اب آرائشون سے مجھے ننگ ہے	کہ دل زینتِ جسم سے تنگ ہے
بنانا ہے بگڑی ہوئی شکل عار	یہہ کافی ہے عشقِ صنم کا سنگار
گلے مین ہزار اشک کے ہار ہین	گریبان کے سیکڑون تار ہین

راجہ کا ہاتہ پر ہاتہ مارکے
اقرار کرنا اور جوگی کا یہہ غزل گانا

ارشاد راجہ کا

بلبلو حال کے مرقع پہ ہی گلکاری ہی	دام و دانہ سے نئے آج جو صیاد آیا
کیون پسند لب جانان نہوا غور نے	مین جو دنیا مین سراپا لب فریاد آیا
نہ ہا آج کوی غم جو انیس شب ہجر	مجہے اپنا دل گم گشتہ بہت یاد آیا
داغ سے خون محبت کے بچا او من حسن	قتل کرنیکو مجہے ناز سے جلاد آیا
کہا گئی غنچہ نوخیز کا دہوکا بلبل	آگیا پہنے ہوے گلگون جو وہ صیاد آیا
ضعف مین کوئی نہ تہا ہمنفس تنہائی	دل سے نالہ ہی نہ لب تک دم فریاد آیا

پہر وہی رنج و محن درد و الم ہین پرتو
پہر وہی ظالم بیدرد مجہے یاد آیا

طرہ دینا راجہ کا اور عرض جوگی کی

نہین آپ سے مال کی التجا	یہہ طرہ کا دینا تو طرہ ہوا
اگر ہوتی زر کی تمنا مجہے	مری سلطنت بس نہ تہی کیا مجہے
ہین دینے مین صاحب کشادہ جبین	مجہے شکوہ تنگدستی نہین
نہین پہر کسی بات کی آرزو	ہی اوسکی ملاقات کی آرزو

یہی بس کہ اس بات بر ہان سے ملے
جو مانگون وہ ای حاتم جان سے ملے

لله الحمد کہ جلوہ نظر آیا تیرا | غضب اندھیر تھا ہجر ای پری ہمسایہ تیرا

شہزادہ

دشمنِ جان تہا مگر دوست نہ آتا تیرا | مگر اللہ نے دکھایا رخِ زیبا تیرا

پری

کردیا بہوت پریزاد کو دیو ظلم نے | نظر آیا نہیں جس روز سے سایا تیرا

شہزادہ

قیدِ زندان سلیمان نے قیامت ڈہائی | ہائی افسوس یہہ کیا حال لگارا تیرا

پری

اپنی حالت کی شکایت نہیں لیکن صد شکر | حق نے پہر جلوہ جان بخش دکہایا تیرا

شہزادہ

کون مادر بخطایان خلل انداز ہوا | کسکے باعث ہوا زندان مین یہہ جانا تیرا

پری

جانِ من گو ہر دالماس کی آنکھین ہوتین | ربط دیکھا گیا اون سے یہہ میرا تیرا

شہزادہ

منہہ جن خود کے کالے دو جہا ں میں ہونگے | جان پر دونون کی یہہ صبر پڑیگا تیرا

شدتی تہا سو ہوا رنج کا اب کیا موقع ۔ اسکی شادی ہی کہ جلوا نظر آیا تیرا

پری

مہر سے حضرت پرتو کی ہوا ہجر نشیب ۔ ای قمر وش ہمین آج وصل ہو زیبا تیرا

شہزادہ

ابد اہی یہی ارمان ہی آمین آمین ۔ تم آمین یہہ سخن فال ہو جانا تیرا

راجہ شہزادہ کا ہاتہہ زمرد پری کے ہاتہہ مین دیتا

زبانی زمرد پری کی جو بولہ مین

راجہ کی تعریف کا مجہسے نہین یارا ۔ جان آئی ہے جان مین ملا جو یہہ پیارا

زبانی شہزادہ فیروز کی جو بولہ مین

عالم مین بالا رہی راجہ کا پایا ۔ آپہی کی دولت سے قابو وصل کا ہاتہہ آیا

زمرد پری کا مبارکباد گانا

جلوہ حسن دل افروز مبارک ہووے ۔ شادی صحبت فیروز مبارک ہووے

ہمکو یہہ شمع شب افروز مبارک ہووے ۔ غیر کو آہ جگر سوز مبارک ہووے

آج تقدیر سے کیفیت دیدار ملی ۔ جشن جمشیدی نوروز مبارک ہووے

رہی رشک مہ بالا ترا ای چاند ہمین ۔ تا قیام فلک یہ روز مبارک ہووے

تاجر ساکن کرڈیہ و شاگرد حضور مصنف دام اقبالہ

چو این مجموعۂ خوبی بدیدم
خوشا تزئین تو بر تو برآمد

میانِ صفحہ ہر ہر نقطۂ او
چو مہرِ آسمان پرضو برآمد

حجابِ برزیبِ روی خورشید
چو وصفِ طلعتِ پرنور برآمد

زہے اوستادِ بے مثل و یگانہ
کہ حسّان پیشِ او بیرو برآمد

چو گشتہ غرقِ فکرِ سالِ عریان
سبای مبطیرِ نو برآمد

۱۳ ۰ ٦

از خاکسار سراپا نیاز محمد جمال الدین اعجاز

یہہ سبا ہے حضور پرنور کی
مایۂ حسن و انتظام بلیغ

نکلا ہمت کے منہ سے بی شش و پنج
ہے یہہ گنجینۂ کلام بلیغ

۵ ۱۳ ۰ ٦

غزل ہمقافیہ بر غزل آغا صاحب دہلوی زبانی صنوبری کی

اکتا ہوں اپنی عمر خواص اضطراب میں
تڑپے ہزار برق نہ آئے جواب میں

سارا امنگ خاک ہوئے اضطراب میں
بجلی گری ہی خرمن عہد شباب میں

پہلے نکلتا ماہ کا ثابت ہی گر قیام
کیونکر بہرا اوسکا چہرہ ہے دو ہر نقاب میں

ہم مست جام عشق ہیں ہشیار محتسب
حرمت کا نام تک نہیں اپنی شراب میں

بیت الشرف ہی قول منجم کا جہان
بیشک ہے یہ حساب ترے گہر کے باب میں

خاکا اوڑا لیا ہے سراپا ہی یار کا
بلبل یہ بولتا ہون گلستان کے باب میں

کچھہ سدہ نہیں موافق ضرب المثل مجھے
جوش جنون کے ڈہنگ ہیں فصل شباب میں

سائل ہون ایک بوسہ کا امساک چھوڑ دے
استادگی ہی کسلئے کار ثواب میں

کشتہ ہون بخت خفتہ کا ای شوق پابوس
ہو خاک اپنی سونے کی اوسکی رکاب میں

بیکل کیا ہی ظالم یکتا کے ہجر نے
سیماب ہو رہا ہے مجھے بھی اضطراب میں

پھیرا نہیں جو گردش ایام نے اوسے
پھر کیوں ملی ہیں کیون مرے خط کے جواب میں

سفا کیون سے کرتے ہیں وہ ظلم بیشمار
روز حساب تا کرنہ آئے حساب میں

رعنائیوں کا جلوہ نظر آئے آپ کی
ملجائے قند لطف جو زہر عتاب میں

کر جلد تر نگاہ کرم ای کنارہ کش
باقی ہے تیری چاہ کا چشم پر آب میں

یہہ فتنے غضب کے قیامت کی شوخی	اسیران کاکل کو دکھلا رہی ہے

خبر اسکی آمد کی سنتے ہی **پرتو**
پری رویون کی جان گھبرا رہی ہے

زبانی سنبل پری کی

سنبل پری ہی نام مرا زیب باغ ہون	ہر زلف کا یہہ قول کہ سنبل کو داغ ہون
صورت کو میری دیکھکے چلا اٹھا یہہ جم	ای ساقی جمیل مین خالی ایاغ ہون
بزم وجود مین یہہ کمر کا ہی ادعا	گنجینۂ عدم کی سراپا سراغ ہون
کہتا ہی سیخ کیسے ہی نال زیر زلف	بجلی کا دل ہی تڑپے وہ روشن چراغ ہون

ہوتا ہے بوی گل سے پریشان مرا مزاج
پرتو کی چشم لطف سے نازک دماغ ہون

غزل ہمقافیہ برغزل رند صاحب لکھنوی زبانی سنبل پری

زینت باغ جہان کی منظور نہین	اوس سلیمان کو سر پرورش مور نہین
ہای کیا دفن کے قابل ہی مین مور نہین	ناتوانی مری محتاج لب گور نہین
ای [illegible] ہوا وہ گل خندان دب سے	دل مرا خوش نہین شادان نہین مسرور نہین
سوکھکر صورت گل خار ہو سوکھا ہی پلنگ	جوش مین بھیری ایام سے کچھ دور نہین

میرن رتیان تڑپ گجاری	پر تو نے خبر نہ لی ہماری
اون بن پرت نہین چین	تڑپت ہون ساری رین

زبانی راجہ اندر کی

مرے دل کو خوش تو نے سبنل کیا	ہے اب سر مین نرگس پری کی ہوا

آمد نرگس پری کی

نرگس پری اب آتی ہے ناز و ادا کے ساتھ	ہین دل فریبیان عجب ابھی ادا کے ساتھ
آنکھوں کے ہر اشارے مین دلکو لبھاتی ہے	اس شوخ کے جلو مین ہین خنجر بلا کے ساتھ
بیباکیان ہین کسقدر اسکے مزاج مین	آنکھین لڑاتی ہے یہ نسیم و صبا کے ساتھ
تخت اسکا سر طاباندھے جیسا ہزار پا	دعوا ہے اسکو تیز روی مین ہوا کے ساتھ

رفتار مین ہے اسکی قیامت کا ماجرا
پرتو ہین فتنے ہر نگہ حشر زا کے ساتھ

زبانی نرگس پری کی

نرگس پری ہون مردمک چشم حور ہون	ہین شاہدان دہر کی آنکھونمین نور ہون
ہین ادر یہ بھی قدح آفتاب واہ	جام شراب حسن کی مستی مین چور ہون
بچتے نہین نگاہ جہانگیر سے مری	انسان سے اگرچہ بہت دور دور ہون

۴۶۷

زبانی ارجمند پری

تغیر غم سے رو بہ ہوا ہی تو فکر کیا
ایدل ہزار بار بگڑ کر بنا ہوں مین

چشم و دل و دماغ مین تو ہی سما گیا
ایجان پردہ کس لئے کیا دوسرا ہوں مین

ہون ساتھ ساتھ صورت نعلین یار کے
جائیگا مجھ سے بچ کے کہان خاک پا ہوں مین

حیران جو ہون تو رخ ہون پریشان جو ہون تو زلف
دوری مین ہی جدا تری قربت سے کیا ہوں مین

کیون بت پرست کفر سے ہوتے ہین متہم
کہتا ہی حسن جلوۂ نور خدا ہوں مین

ڈوبون نہ کس طرح عرق انفعال مین
مصروف شکوۂ ستم آشنا ہوں مین

مجھ ناتوان کی خاک سے چھوٹین فرس کے پاؤن
ای شہسوار معدن آہن رہا ہوں مین

تشبیہ زلف مشک و شب و مار و ابر سے
ایجان تیری سر کی قسم اک بلا ہوں مین

الزام بیوفائی تغافل کے ہاتھ سے
ظالم مرا قصور نہین بے خطا ہوں مین

پروانۂ چراغ لحد صاعقہ سے ہے
منظور برق خندۂ دندان نما ہوں مین

گھٹتے ہی میری جان وہ لیتے ہین ناز سے
تیغ ادا ستائی ہی تیر قضا ہوں مین

تسبیح آپ ہی کو مبارک ہو شیخ جی
بندہ بتون کا دل سے مگر ہو چکا ہوں مین

پرتو نگاہ مہر پریرو کا منتظر
سایہ کی شکل اسکی گلی مین پڑا ہوں مین

ٹھمری زبانی ریحان پری کی

زبانی ریحان پری کی

شہزادہ

پری

میں پریزاد ہوں حیوان بچانو صاحب
کیوں یہہ لاحول ولا آنکھہ کو ملکر دیکھو

بھوت دیو اور کوئی شیطان بچانو صاحب
ہو چکی ملیں چہپر کہٹ سے نکلکر دیکھو

شاہزادہ

آدمی زاد میں آتے ہیں پریزاد کہاں
تجھے باور نہیں آتا ہے یہہ کہنا تیرا

اگر آتے ہیں بے سیر ہوا پر تو یہاں
اس بناوٹ سے بگڑ جاؤ گی سچ سچ بتلا

پری

خوب دیکھا جیسا تکا پرستاں میں جواب
میں نے پہلے ہی کہا نیند سے آنکھیں کھولو

گھر ہے بندی کا نہیں ایکا ہوا یہہ جناب
غور سے چار طرف دیکھیے پھر کچھ بولو

شاہزادہ

کیا کہا آیں یہہ مکان کسکا ہی قصہ کیا ہے
میں تو کوٹھے پہ تنہا اپنے یہاں آیا کیونکر

ای پری صاحب بتا حال معما کیا ہے
آدمی زاد کو بے پر کے اوڑایا کیونکر

پری

راجہ اندر کے یہاں ناچ کو جاتے جاتے
دلمیں گھبراؤ نہیں آؤ گلے سے لگجاؤ

ہو کے عاشق تجھے گھر لائی ہیں آتے آتے
مجھے ترساؤ نہیں آؤ گلے سے لگجاؤ

شاہزادہ

مرے دلبر مری جانی مرے پیارے مرے یار	مجھے اصلا نہیں کچھ تیری خوشی سے انکار
اتنا آزردہ نہو حکم بجالاتی ہون	ناچ دکھلاتی ہوئین دیکھو سنوگی گاتی ہون

شاہزادہ

بس بس اپنا نہین اب راگ سنانا مجھکو	ناچ بس دیکھ لیا پھر نہ دکھانا مجھکو
جسے سننا ہو تراراگ اوسے راگ سنا	جسے بھاتا ہے ترا ناچ اوسے ناچ بتا

پھر قافیہ پر غزل رند صاحب لکھنوی زبانی ریحان پری پھرین مین

بے سبب پھر ہی وہ بیزار خدا خیر کرے	پھر ستاتا ہی مجھے یار خدا خیر کرے
پھر گلوگیر ہوی زلف صنم کی الفت	پھر گلے پڑتے ہین زنار خدا خیر کرے
یاد ابرو ہے پھر اس زخم کو دل مین مرے	پھر چلیگی وہی تلوار خدا خیر کرے
پھر ہوا نرگس دلدار کی دوری کا مرض	پھر ہون بیمار کا بیمار خدا خیر کرے
پھر دکہائیگا مقدر وہی نظارہ یاس	پھر ہی دل طالب دیدار خدا خیر کرے
پھر ستانے لگا بیمار مجھے شوق وصال	پھر ہوا ہجر کا آزار خدا خیر کرے
بدگمان پھر مرے جانب سے ہین دربان اوسکے	پھر نگہبان ہین ہشیار خدا خیر کرے
پھر وہی طور وہی جور وہین اُنکے صفات	پھر وہی غم کے ہین آثار خدا خیر کرے
پھر وہی منتظری اور شب وعدہ وہی	پھر مین دم کے وہی آثار خدا خیر کرے

تری بانکی ادانے مرا دل چھین لیا جان

ناز غضب کا نخرہ بلا کا چلن قیامت کا	فتنہ ہی سایہ ای ستم آرا تیری قامت کا

تری بانکی ادانے مرا دل چھین لیا جان

پردہ اٹھا دے جلوہ دکھا دے گلے سے لگجا تو	ہزار زحمت ہے اک دوری پر تو جلد آ تو

تری بانکی ادانے مرا دل چھین لیا جان

سبز پری کا باری باری سے مجرے کے لئے پریوں کو خبردار کرنا

چلو باری باری سے مجرا کرو	اکھاڑے میں پھر نام پیدا کرو

غزل ہمقافیہ بر غزل داغ صاحب دہلوی زبانی صنوبر پری

پامال اضطراب ہو پروردگار دل	بیتاب کرنے پاتے نہ پھر بیقرار دل
ہے جب سے عاشق گل رخسار یار دل	چاکوں نے ایک دل کے بنائے ہزار دل
داغوں کی روشنی نے بھبھوکا بنا دیا	ہوگا پس فنا بھی چراغ مزار دل
بیٹھے بٹھائے کاکل پیچاں میں پھنس گیا	موذی کا کسکے ہوا ہے شکار دل
لوگو گلہ کسی کی کدورت کا کس لئے	سمجھو کہ ہر بشر کا ہے مشت غبار دل
چشم صنم اشارہ کرے چاہ سے اگر	بر سے نکل ہی آئیگا بے اختیار دل
راہ فراق یار میں آنسو کے ضبط سے	مانند آبلے کے ہی ناپائدار دل

غزل ہمقافیہ بر غزل جناب جلال صاحب لکھنوی زبانی سنبل پری کی ہیروین مین

بیکر تا ہو مین جو آیا تو نکلنے ندیا ۔ شوق نے یار کو کروٹ بہی بدلنے ندیا

ضبط نے قطرہ پسینے کا بہی ڈہلنے ندیا ۔ جوشِ گریہ نے مجہے گو کہ سنبہلنے ندیا

دامنِ رازِ محبت ہوا جیبِ سحر ۔ پاؤن تہہ پڑہ کے مجہے ضعف نے چلنے ندیا

جب سے آنکہون مین سمائی ہے نزاکت اوسکی ۔ پاسِ جانان نے مجہے آنکہہ کو ملنے ندیا

یار نے جلوۂ رخ سے مجہے محروم رکہا ۔ شمع بر بزم مین پروانیکو جلنے ندیا

آگیا جب سے مرے گود مین کچہہ دیکہہ نرہا ۔ آنکہہ کو گرمیِ صحبت نے اوبلنے ندیا

نازکی ہوگئی سدِ ہوسِ پامالی ۔ دو قدم بہی اونہین کو چمین ٹہلنے ندیا

داغ اور اشک ہمین عشق سے حاصل ہوئے ۔ نخلِ ماتم کو ابہی پہولنے پہلنے ندیا

اسقدر سیرِ فلک راہزنِ وصل رہا ۔ ہجر کی شب ہی مرے دم کو نکلنے ندیا

خون رولایا تری مہندی کے تصور نے بہت ۔ پاؤن کے آبلون نے مجہے چلنے ندیا

ایک حالت پہ رہے داغ ہمارے دل کے ۔ رنگِ گلشن کو ترے غم نے بدلنے ندیا

اوس جوان سے جہٹا چرخ پاین پیری بہی ۔ رات تجلی وہ دکہائی کہ سنبہلنے ندیا

کوسے کا نہ گمان ہو کہین اوس بدظن کو ۔ اسی ڈر سے کفِ افسوس بہی ملنے ندیا

پاسِ اعدا نے مری جان نکالی ظالم ۔ مجہے ٹہنڈا کیا گر غیر کو جلنے ندیا

غزل لطافت مضمون از جناب داغ صاحب دہلوی زبانی جوگن کی

ارے یار ناداں ارے بے شعور	کیا تجھکو بدنام خود کے حضور
میں بولی ہی لیکن تجھے کد رہی	اوسی دیر کی ہے یہ غارتگری
زرا میرا کہنا نہ تو نے سنا	مریحان تو آخر بلا میں پڑا
جو حافظ ہے ہر جن و انس کا	نگہبان وہی ہے تری جان کا
اگر زندگی ہے ملینگے ضرور	نہیں تو ہوے سو ہوے دور دور

ارشاد راجہ کالا دیو کو واسطے قید کرنے شہزادہ گلرو کے اور ریحان پری کو اکھاڑے سے نکالدینے

ابھی اس شجر کو پہنا طوق تو	ارے لالہ قمری بنا سرو کو
اگر چہ ہے اک رشک شمشاد یہ	نہ غم سے رہے لیکن آزاد یہ
قفس میں کر اس گل کو یوں قید تو	صبا سے کبھی ملنے پانے نہ بو
پروں کو تو ریحان کے بس توڑ دے	پرستان کے باہر ابھی چھوڑ دے
نہو پھر مری بزم میں اسکو بار	رہے دامن دشت میں خوار و زار

آنا ریحان پری کا جوگن بنکر

ہای ریحان پری اب آئی ہے جوگن بنکر	رنگ لا میگا بیابان یہ گلشن بنکر
پاؤں میں خار بنے سر پہ خاک ملبوس سر سے	آ رہی ہے ہمہ تن دشت کا دامن بنکر

بقیہ قصہ بیدار و دعوی

ترے کوچے میں اے رشک پری ہشیار کون آیا	کوئی دیوانہ آتا ہے کوئی مستانہ آتا ہے
فلک کے دور میں ہر دم ہے دلبر اک نیا جیا	ترے عاشق کے ہاتھ ای مت پیمانہ آتا ہے
گہر ہو ای وردِ محبت دندان جانان میں	ہماری جیبکی میں تسبیح کا جب دانہ آتا ہے
محبت چھا گئی ساقی کی رفتہ رفتہ گرد و پیر	درِ میخانہ پرا بچہ سیہ مستانہ آتا ہے

زبان پر ماجرا ہے رات دن طبع پریشاں کا
یہی اک سنئے ای پر تو ہمیں افسانہ آتا ہے

جوگن یہہ ٹھمری گاتے وقت بیدار دیو کا اتفاقیہ ادہر آنا

آجا دلبر جانی رے

تجہہ بن دن رین پرت نہیں چین	ترپ ترپ جیا جاوت ہے
پر تو تیرا مکھڑا جب سے نہیں دیکہا	دم کی تجہہ نہیں آوت ہے

ٹھمری زبانی جوگن کی

مکھڑا دکہا جا پیارے رجانی رے یار رے	مکھڑا دکہا جا
موہے کل نہ پرت بن دیکہے کرم کرا تنا جہہ پر	تیرے بلہار رے
سو طرح کے درد و ٹکاہی یہہ سینہ فراگنج	پر تو تری دوریکا غضب کس سے کہوں رنج

کوئی نہیں غمخوار رے

زبانی جوگن کی

چل اب شاد و شاد ای اسیر بلا	بر آئیگا دل کا ترے مدعا

زبانی جوگن کی

عجب ای سپیدار تجھہ سے عجب	مرے ساتھہ یہہ دل لگی بے ادب
فقیروں کو پھر کیوں ہو پرواہ شاہ	نہ مرغوب زر ہے نہ مطلوب جاہ
وہ کیا دیگا ایسے خزانے مجھے	بہت کچھہ دیا ہے خدا نے مجھے
اگر راجہ اندر ہے طالب مرا	تو ملتی ہوں چل کچھہ انکار کیا

عرض سپیدار دیو کی

مہاراج جوگن کو حاضر کیا	بجالایا فرمان غلام آپ کا
وہ دلچسپ ہے اسکی ہر ایک تان	فلک پر تڑپتی ہے زہرہ کی جان
عجب طرح کے یہہ دکہاتی ہے بہاؤ	بہت یاد ہیں دلربائی کے داؤ
عجب کیا مقابل بشر گر نہیں	پرستان میں بہی کوئی ہمسر نہیں

ارشاد راجہ کا جوگن سے مخاطب ہو کر

اری جوگن اتنی تو غمگین ہے کیوں	بتا دل ترا درد آگین ہے کیوں
ہوی ہے تو شوریدہ سر کسلئے	کیا ہے بیابان میں گھر کسلئے
ہی دوری کسکی خلایق سے دور	غضب یاد میں کسکی بہولی سرور

در بیت زبانی جوگن کی

پہری زبانی جوگن کی

ابروی طفلِ حسین کیا ہے جو شمشیر نہیں
نی سواری ہی کا کوڑا ہے اگر تیر نہیں

دیکھتے ہی دلِ مجروحِ رخِ روشن نے کہا
مدحتِ رخ ہے یہہ والشمس کی تفسیر نہیں

جوشِ حیرت ہی مگر باعثِ آزادی ہم
زلفِ تصویر کے بس میں دلِ تصویر نہیں

جب سے عارض میں ترے رونقِ بزمِ شب دروز
ماہ میں نور نہیں مہر میں تنویر نہیں

عکسِ ابرو سے نمودار صفا کے باعث
دوش پر آئینہ تن کے کوئی شمشیر نہیں

سر خرو ہونگے اسے عاشقِ ابروئے قاتل
جانتے ہیں کہ مہِ نو تری شمشیر نہیں

ناز و انداز سے عاشق کو کرینگے وہ شہید
نہ سہی پاس جو خنجر نہیں شمشیر نہیں

بوالہوس کو وہیں یاد آگئی چھٹی انکا دودھ
شیر کی دھار ہی قاتل دمِ شمشیر نہیں

بات کرتا ہوں اشاروں میں تصور سے ترے
ناتوانی مری قفلِ لبِ تقریر نہیں

عشق سے میں بدنام نہیہ کیا مستغنی
گرچہ ہوں خاک مگر طالبِ اکسیر نہیں

کسکے دیوانے ہیں یہہ اہلِ تشیں یارب
کہ جدا جیب کے گریباں سے زنجیر نہیں

چشمِ ساقی کے ہر اک دور پہ قربان رہے
خطِ ساغر ہے ہمارا خطِ تقدیر نہیں

ای شہِ حسن نہ تصویر کبھی کھچوانا
کہ جہان میں شہِ تصویر کی توقیر نہیں

اسمیں پرتو ہی زبان اپنی زبانِ ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں

رُلواتی ہے جو اک صنم کعبہ رو کی چاہ — پانی اچاری آنکھہ کا زمزم سے کم نہین

روٹی کے لقمہ لقمہ سے کٹنے لگا جگر — فرقت مین تیری مجھکو غذا سم سے کم نہین

سینہ زنی ہی حاصلِ ارمانِ قتل ہے — ذی الحجہ بیکسون کو محرم سے کم نہین

ہون دشمنون کے سینہ پر اک سل نہ ناتوان — اپنے جو ہاتہہ دوست کے محرم سے کم نہین

میخانے مین ہے فرقتِ ساقی سے انقلاب — ایدل پر اک مئے غ ہمہ تن غم سے کم نہین

غم مین ہے ایک سینہ کے سینہ خراشیان — عاشق کے ہاتہہ پنجۂ ماتم سے کم نہین

کہتے ہین شعرِ ذوق سے پر تو ہمارے شعر
ہم تم سے یار کم نہین تم ہم سے کم نہین

راجہ کا جواہر دینا اور عرض کرنا جوگن کا

جواہر سے مجھے رغبت نہین - مال کی دل مین حسرت نہین - میری دولت جب سے لٹ گئی ہے دنیا کے جھگڑون سے جان چھٹ گئی ہے

غزل ہمقافیہ بر غزل جناب ذوق دہلوی زبانی جوگن کی

فغان و آہ ہین پیدا مری زبان کیلیے — دلِ حزین کی ہی خلقت غمِ بتان کیلیے

طوافِ خاک ہی خواہانِ عزوشان کیلیے — کہ ہی زمین کی قدمبوس آسمان کیلیے

اوس آفتابِ لقا ماہتابِ جان کیلیے — مرے جفای ستمگارِ آسمان کیلیے

قصہ چھوٹ کرانا شاہزادہ کا اور ریحان پری سے ملاقات کرنا اور بیان اپنی سرگزشت کا

خدا آپ سے قدردان کو آباد رکھے عیش و عشرت سے دل شاد رکھے جسکی تلاش میں یہہ حال ہے اگر اوسے نہ پیدا کرے تو اس بے سروسامانی میں سرداری کیا کرے راجہ کا نام سنکر آئی ہو تعجب کیا جو مراد کو پہنچوں *

مچلکہ دینا راجہ کا اور غزل گانا جوگن کا اشتیاق مین گلرو کے

لائی ہے یہاں ہوس وصلت گلرو — دکھلاؤ مہاراج مجھے صورت گلرو
صد شکر کہ یہہ بار گراں ٹل گیا یارب — تھی کوہ بلا سر یہ مرے فرقت گلرو
اب قید سے منگواؤ مرے راحت دل کو — بیچین مجھے کرتی ہے یہہ زحمت گلرو
خون روئینگے دشمن اسے اب دیکھکے خندان — یون وجہ تبسم تھی اگر رقت گلرو
پرتو کی عنایات کا کیون شکر ادا ہو — حاصل ہوی ہے جسکے مجھے صحبت گلرو

ارشاد راجہ کا لالہ دیو کو

ارے لالہ جلد آ مرے روبرو — ذرا غور سے دیکھ جوگن کو تو
یہہ مکارہ جوگن ہے ریحان پری — بڑی چال چلکر یہان آگئی
قفس سے یہاں لاکے اب جلد تر — تو گلرو کو ریحان کے تحویل کر
کبھی عفو ہوتی نہ اسکی خطا — مگر جس سے مین نے مچلکہ دیا

پری
[illegible]

شہزادہ
[illegible]

پری
[illegible]

شہزادہ
[illegible]

پری
[illegible]

شہزادہ
[illegible]

پری
[illegible]

ہوا طبع گلدستہ وہ اجمل
سب نعت او منقبت [illegible]
یکتا اس پر توؔ نے از روی [illegible]
لکھا ہے یہا نوشتہ عاقبت

ولہ

جب ہوا طبع وہ ان گلدستہ
[illegible] تاریخ نبوی پر نظم
ہر محفل خوب مناسب زیبا
سال پر توؔ نے کہا [illegible]

ہو سلامت یہہ شادی کی محفل	رنگ لائی ہے فصل باغ حمل
سبز گلزار ہے شریک سال	چارچند آج ہے سرور دل

قطعہ تاریخ غسل صحت دوستے از حضور مصنف دام اقبالہ

مرے عیسیٰ جب شفا پائی	پانی حمام میں نہال ہوا
قطرہ قطرے سے رشک سلک گہر	اوسکی کاکل کا بال بال ہوا
دو مہری تھی چہار شنبہ کے دن	دوست ہر ایک شادحال ہوا
خوب کا الشمس فی النہار کی چرخ	رسم غسل صحت میں سال ہوا

قطعہ تاریخ تولد فرزند مکرمی عبد الرحمن صاحب ہیڈ ماسٹر نارمل اسکول اہل اسلام مدراس استاد انگریزی حضور مصنف دام اقبالہ

چون شنید از تولد پسرت	جان جہان رہین فرحت ہست
شاد گشت و سنش بدلجمعی	گفت پرتوؔ مقام عشرت ہست

قطعہ تاریخ ولادت فرزند مکرمی حکیم خواجہ حسین صاحب

مبارک ترا جلوۂ ابن خوش تر	بفضل حکیم حقیقی سراسر
نوشت اینچنین سال از کلک پرتوؔ	مجسم شدہ مقصد روح پرور

قطعہ تاریخ طبع گلدستہ نعتیہ و منقبتیہ جناب نواب رفعت الملک بہادر مجموعی حضور مصنف

قطعہ تاریخ تولد فرزند مسعود
حکیم بخش صاحب حسب خواست
کیوں نہوں دیدہ ابھین روشن
واقعی نور نظر ہے بچہ
باپ کا دل جو ہوا شاد سال

قطعہ تاریخ [illegible]
[illegible]

قطعہ تاریخ [illegible] حضور مصنف [illegible]
[illegible]

دل مرے پہلو سے پرتو بول اٹھا	دیکھو کیا لخت جگر پیدا ہوا
	۱۳ ۱۳

ولہ

سنکے تو لد کا مژدہ	دل نے دعا دی یہ خوشحال
یا اللہ یہ بچہ جئے	تیرا سو اور تیرا سال

قطعہ تاریخ تولد صاحبزادی بلند اقبال حضور مصنف

چشم پرتو کا نور ہی چودہ چند	یعنی پیدا حسین دختر ہے
لب بہجت فزا سے پیر فلک	بول اٹھا یہ نیک اختر ہے

ولہ

اپنے افضال سے حق نے پرتو	دی ہے کیا ماہ شمائل دختر
شکر خالق کہ بخوبی ثابت	کرتے ہیں سال ہمایوں اختر

قطعہ تاریخ نکاح جناب حاجی نواب عبدالرزاق خان بہادر برادر حضور مصنف

شگفتہ شد دل پژمردہ چون گل	بہار جلوہ شادی مبارک
بگفتم سال عشرت ای برادر	شمول خانہ آبادی مبارک

قطعہ تاریخ نکاح دوست حضور مصنف دام اقبالہ حاجی الحرمین الشریفین

کرد لمیدل رفیق من چو نکاح	اینست شادی مسرت داین

ولہ عیسوی

تقریظ از عالیجناب فیضیاب قابل مدح هر علامهٔ عصر طاهر زمانه اوستاد یگانه شاه محمد صادق الحسینی چشتی القادری شریف الشعرای مدراسی مدظله اوستاد حضور مصنف دام اقباله

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد وآله وصحبه اجمعین اما بعد مبرهن باد که درین ایام مسرت انجام گلشن نظم ونثر سخن پر بهار است و حدیقهٔ جانفزای این فن سراپا نقش و نگار - عندلیب زبان شیوا بیان اهل کمال بزبان فارسی و اردو ترانه ریز است وطوطی شکر شکن طبع هر صاحب خیال به آئینه داری حسن مقال نغمه انگیز این مجموعهٔ نو گلستان همیشه بهار معانی است - و لفظ لفظش گل بخار نکته دانی - هر بیتش قصریست که حوران جنان سخن بهوا داریش مسرت انتما - و هر مصرعش منظریست که شاهدان مضامین نوآئین از ان گرم تماشا مرکز کافش سنبل نبار - و دوایر حروفش بسبزی حسن ترکیب رشک جویبار - هر گل مضمون پر انوارش رشک گل خورشید و هر نقش موزون اشعارش چشم و چراغ ناهید - و دو دیوان اردوی مهر منیر آسمان شوکت و جاه - سخن سنج و سخن پناه معدن سلاست و فصاحت مخزن بلاغت

رخصت کنج خمولم نہ بدرگاہ شریف	گرمی صحبت خورشید نشان پرتو

قطعہ تاریخ طبع دیوان ہذا

عیان زرین گلستان نور رنگین	بہار طبع عالمتاب پرتو
شریف اینک سراید بلبل دل	سن او گلشن شاداب پرتو

تاریخات طبع دیوان ہذا

اعجاز۔ خاکسار محمد جمال الدین مہتمم دیوان ہذا

چو کردہ فکر در دیوان اردو	حضور پرتو نواب ذی شان
ندا در داد ہاتف سال طبعش	بگو اعجاز باغ ماہرویان

ولہ

ہے یہ اک شعر حضرت پرتو	اللہ اللہ کیا کرامت خیز
سال اوسکا سروش غیبی نے	کہا اعجاز نظم سحر آمیز

حریف۔ جناب محمد جعفر حسین صاحب مہتمم اخبار طلسم حیرت آمیز

روشنی طبع پرتو دیدہ ہست	دلپسند اہل قال و اہل حال

بحمد اللہ از فضل رب رؤف	چو فکر سخن کردہ نواب ما
نبشتہ دو دیوان بہر سرور	بہ اردو زتنویر ذہن رسا
ز فکر سن خواہ تا ناگہان	طپش گفت گلزار عشرت فزا
	۱۶ ۱۳

ولہ

ذو ذواست پرتو دالاگہر	در فصاحت ہمچو خان آرزو
کرد فکر شعر بہر یادگار	در زبان ساکنان لکھنؤ
از سپہر طپش گفتا سخن	دُرفشان دیوان پرتو سال او
	۱۶ ۱۳

طبع - جناب محمد درویش صاحب قریشی مانیجر گورنمنٹ محامڈن سالری رزلٹ اسکول شتی باغ شاگرد جناب شریف

لکھا کیا حضرت پرتو نے دیوان	کہ ہے ہر شعر اوسکا پر ضیا خوب
اشارہ کرا ایسا جوش طبع نے سر	سن اوسکا کہدیا دیوان مرغوب
	۱۶ ۱۳

ناطق - جناب غلام محمد محی الدین صاحب شاگرد جناب شریف

ہے یہہ دیوان جناب پرتو کا	بےنظیر زمان و مظہر فیض
آسمان سر جھکا کے ناطق سے	کہدیا سن کلام مصدر فیض
	۱۶ ۱۳

غلطنامہ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	٦	ہمری	ہمرہی
٦	٧	ھیف	حیف
١١	١	مٓری	مری
٢۴	۴	ہوتے	ہونے
٢٥	٥	کے	کی
٢٩	٣	چھیڑ گا	چھیڑ کر
٣۴	١٠	حقمین	حق مین
٣٦	٢	کی	کے
۴٠	١٢	میر گلہ بیہ کوہ	میر اگلہ ہی شکوہ
۴٢	١٥	کا	کی
۴٣	٦	بس	پس
۴۴	١۴	سراقرار	ہر اقرار
۴۴	١٥	لعب خورشند	لعبت خورشید
۴۴	١٥	جو ہے	جو تہے
۴٦	٣	جسے	جسنے
۴٦	۴	تکلک	تلک
۴٦	١۴	آح	آج

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	٣٠	شیخ مجھے	شیخ جی مجھے
١٣	٢١	لعل مین یارمین	لعل یارمین
١۴	٢٢	بکل	بدل
١٦	١٢	ہوکا	ہوگا
١٦	٢٨	کبنی	کبہی
٢١	٢٥	کہستمل	کہشمل
٢٣	٢١	اور بتا ہے	اوڑ ہتا ہے
٢۴	٢٣	جدای	جدائی
٢۴	٢٨	یون ہی ہار	اگر یون ہی وہ
٢٥	٩	کواده	کوده
٢٨	٢٨	یار	مار
٢٩	١٣	ہوتی	ہوتے
٣٠	٢٣	ہمین	عمین
٣٠	٢۴	مرغ ادہر	مرغ ادہر
٣١	١٠	میرے	مرے
٣٦	٢٧	سگنا	سگ
۴٠	٢٣	لکہتا ہے	کہتا ہے
۴٠	٢۴	ترکا	تڑکا

غلطنامۂ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامۂ دیوان اول جو متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱	کلی	کی
۶۱	۱	زرا	ذرا
۶۱	۱۵	ام	نام
۶۲	۲	جاجت	حاجت
۶۲	۵	اوسکو	اسکو
۶۲	۶	چرآتا	پرآتا
۶۳	۸	غیر	غیر
۶۳	۱۵	ناتر	ناز
۶۴	۱۰	تک	تنگ
۶۴	۱۱	زرا	ذرا
۸۳	۹	ففظ	حفظ
۸۶	۹	غذاروں	غداروں
۸۸	۹	تمہارںی	تمہاری
۸۸	۲	پیخ	پیچ
۸۸	۱۵	نکالی	نکالی
۱۲۹	۴	یاس	یاس ہے
۱۲۹	۵	حکرح	جسطرح

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۲۸	تکرڑا	ٹکڑا
۴۲	۲۲	حاسہ	حاسد
۴۴	۲۸	کھا	کیا
۴۷	۵	پرتوسنے	پرتو نے
۵۴	۲۵	پائی	پائی
۵۵	۱۰	پہیول	پہول
۵۵	۱۱	ثرا	ترا
۵۶	۹	غم	غم
۵۸	۱۳	مہک	مہک
۶۰	۱۰	ترا	مرا
۶۰	۱۲	بوثہ	نقط
۶۰	۲۴	متو	تو
۶۰	۲۸	اسکا	میرا
۶۱	۲۰	بام	جام
۶۲	۲۱	ابیل	ایدل
۸۱	۲	یھر	پھر
۸۴	۲۶	اختیاء	اختیار

غلطنامۂ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامۂ دیوان اول جو متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۹	۷	من	مین
۱۳۰	۸	وادرن	دادرس
۱۳۰	۱۰	مین	ہین
۱۳۱	۳	اکسر	اک
۱۳۱	۱۳	کائی	لائی
۱۳۷	۲	شانہ	سوناسا
۱۳۷	۶	ای بت رے بائی	ای بت رے رباقی
۱۳۹	۱۲	انکی	اونکی
۱۴۰	۸	سرکے طرح	سرکی طرح
۱۴۰	۱۳	تدبیرکا	تقدیرکا
۱۴۰	۱۳	انسان کے	انسان کی
۱۴۲	۲	فرقت	ہجران
۱۴۲	۶	ستارون کے	ستارونکی
۱۴۲	۵	کعبے کے	کعبے کی
۱۴۲	۱۳	وہین	فقط
۱۴۶	۴	بھی	ہے
۱۴۹	۱	پھ	سکا

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۲۰	گاز	گاج
۱۰۹	۲۰	درصنم ماروہاٹر	درصنم دنائرداٹر
۱۲۱	۲۰	ع	مرغ
۱۲۲	۶	اہین	امین
۱۲۲	۷	کرولن	گردن
۱۲۵	۱۵	مرجابگا	مرجائیگا
۱۲۵	۱۶	گذرجاگا	گذرجائیگا
۱۲۵	۱۸	کہایگا	کہائیگا
۱۲۵	۲۰	پایگا	پائیگا
۱۲۵	۲۲	ڈہایگا	ڈہائیگا
۱۲۵	۲۴	لایگا	لائیگا
۱۲۵	۲۶	پایگا	پائیگا
۱۲۶	۲۲	ہین اپنا	ہمین اپنا
۱۲۸	۱۰	کیاکرتب	کیاکرمک
۱۳۰	۱۶	نون	ہون
۱۳۴	۳	دن	دین
۱۳۴	۲۹	تک	تمک
۱۳۵	۲۲	ابی	اپنی

غلطنامہ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۱۳	تیرے وہ کالے	تیری وہ کالے
۱۶۶	۸	میسان	یہان
۱۷۲	۲	گھگل	گگل
۱۷۶	۱۰	کے	کی
۱۷۷	۱۵	یہ	پر
۱۷۸	۱۱	نہیں	ہنین
۱۸۰	۱۰	چھوتے	چھوٹین
۱۸۲	۶	منظور	منظور
۱۸۴	۱۵	اہ	آہ
۱۸۷	۵	بیداری کا یار	بیداری شکوہ اسکا یار
۱۸۷	۱۱	عالم ہیون مجھ	عالم ہون مجھے
۱۹۰	۱۵	بس	سب
۱۹۱	۴	ہنی	پنی
۱۹۱	۱۰	رہاسے	رہے
۲۰۳	۳	مقام	قیام
۲۰۳	۵	پیسگر	پیسکر
۲۰۳	۸	پترہا	پترا

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	۵	ہی	بہی ای
۱۳۷	۱۹	تیری	تیرے یا اوسکے
۱۳۸	۱۵	بوسہ	یوسہ
۱۳۸	۲۶	دلالہ	دلالہ
۱۳۸	۲۷	اہنی	اپنی
۱۳۹	۳۰	محمر ہو	محمر ہیر
۱۴۰	۷	ہسوتا	ہوتا
۱۴۰	۷	طبلہ	طبلے
۱۴۰	۹	یہ	پر
۱۴۰	۲۷	کوتو	گونتو
۱۴۱	۱۶	جلتی ہین	جلتی ہے
۱۴۲	۱۲	آجائیگی	آجائینگی
۱۴۴	۱۳	کیونکر	کیونکر
۱۴۴	۲۵	[illegible]	[illegible]
۱۴۵	۱۴	پسینے کی	پسینے کا
۱۴۶	۱۹	قرکب	مرکب
۱۴۷	۲۷	بہرتی ہین	بہرتے ہین
۱۴۸	۳۰	رنجیر	زنجیر
۱۵۸	۵	مہرکے	مہرکی

غلطنامۂ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامۂ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۳	ہم	ہم
۲۰۶	۱۰	بہ اوسنے	پر اوسنے
۲۰۸	۹	دونو	دونون
۲۳۱	۷	بخت برگشتہ نے	بخت برگشتہ
۲۳۲	۸	ہوتی ہر آہو کو	ہوتی ہے ہر آہو کو
۲۵۰	۱	حواس	بہار
۲۵۰	۱۵	بھا	بھار
۲۵۱	۳	خیال جب	خیال مین جب
۲۵۱	۴	گلوگیر ہے	گلوگیر سا ہے
۲۵۹	۱۳	قربہ	قبر پہ
۲۶۲	۵	جلکے جیون کا خود بخود	جلکے خود کا خود
۲۶۳	۶	آتا ہے	آتا ہے
۲۶۴	۱۵	میرے	میری
۲۷۴	۱۰	پائین	پا ئین
۲۸۵	۱۳	یاد آتا ہے	یاد آتا ہے
۲۸۷	۶	یہہ بت	یکہ بت
۲۹۵	۸	وہ کاجل	وہ کا جل
۳۱۱	۱۵	محیت	تحیت
۳۲۸	۱۱	صباے	صبا ہے
۳۳۹	۵	کے	کے
۳۴۷	۱۳	رہا	رہا
۳۴۵	۷	اس	اوس
۳۵۱	۲	رنگ جھپنے کو لگا	رنگ پھر جھپنے لگا

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۱	۲۲	کیا لگئین	لگئین کیا
۱۶۳	۶	اکی	ظالم
۱۷۰	۷	جکہ	جبکہ
۱۷۴	۱۱	جانے	جائے
۱۷۷	۹	جسکے	جسکی
۱۷۸	۲۷	حسرت	حسرت
۱۷۹	۲۳	دہرین	دہر مین
۱۷۹	لفظ زیرکیا	یارو	لوگو
۱۹۷	۹	آپ کی انتظار	آپکے انتظار
۲۰۲	۱۷	رہی نازکی	رہی نازکی
۲۰۳	۲۷	یہان	تمام
۲۰۵	۱	لال سے ہوی	لال ہوی
۲۰۶	۴	راہزن	راہزن
۲۱۱	۲۹	تجلی کی تاب	تجلی کی تاب
۲۱۵	۱	دو مہر	مہ و مہر
۲۱۸	۲۱	بت بہ بیدرد	صبت بیدرد
۲۱۸	۲۵	سنی ہے	سنی ہین
۲۲۴	۴	جیر	خیر
۲۳۹	۴	کی دہیان مین	کے دہیان مین
۲۴۶	۲۰	پنہان	پنہان
۲۴۹	۱۱	سے نکیون	سے یار
۲۵۱	۱۶	ہون	ہوون
۲۵۴	۲۳	روہر	روز

غلط نامۂ ہردو دیوان ہذا

۱

غلط نامۂ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۱	۱۳	اوسکے	اوسکی
۳۵۸	۱۲	نواب	ثواب
۳۶۲	۱	خورغائی	خوبروئی
۳۶۷	۱	بہولاتیرے	بہولاہے تیرے
۳۷۰	۸	آشنائی کے	آشنائی کے
۳۷۴	۱۰	دبل	دتل
۳۹۶	۱۲	شاہزاد	شاہزادے
۴۰۸	۲	ال ما اا	دل نادانا
۴۴۴	۱۴	دوا	دعوا
۴۴۵	۱۵	تی	ترمی
۴۴۶	۴	سرائے	سبا
۴۴۹	۱۳	شادفلک	شاہ فلک
۴۵۱	۵	غزل زربی زیر پری کی	غزل ہذا بی زیر پری کا
۴۵۱	۱۲	ریرو پری کا	زمرو پری کا
۴۵۳	۱۰	جلدلب	جلداب
۴۵۷	۱۵	خانہ خرابی	ہے ہے تباہی
۴۵۹	۱۲	عم	غم
۴۵۹	۲۸	آپ	آپ
۴۶۲	۳	آج	اب
۴۶۸	۲	وہ کہ	وہ کہ
۴۷۱	۹	ارم گودل	رزم گہ دل
۴۷۳	۱۱	کے	کے

غلط نامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۴	۲۹	چشمون سے	چشمون نے
۲۵۴	۳۰	ہمون مین	ہون مین
۲۵۶	اک پریزاد کا مبتلا ہون		
	اس غزل کے لکہنے کی کیر اوپر کی غزل کے مقطع کے آخر مصرع مین غلطی سے لکھے گئی ہے		
۲۶۲	۱۶	جہپا	چھپا
۲۶۴	۷	صح سح	صبح سبح
۲۶۴	۱۰	جورت پوچہ بگا	جورت پوچہیگا
۲۷۰	۱	پہ توده	پرتوده
۲۸۱	۳۰	جلدون	جلاؤن
۲۸۴	۲	ہی	ہی
۲۸۸	۳	اودسنے	اوسنے
۲۹۳	۲۸	مزا بیہوده	مزاوده
۲۹۹	۲۳	کا	کا
۲۹۹	۲۵	نکل آتا ہے کہ	نکل آتا ہے کچہہ
۳۰۲	۲۵	حمزه	غمزه
۳۰۸	۸	آه اپنی ہے کو	آه اپنی ہے کہ
۳۰۸	۲۵	گیسون	گیسوکن
۳۰۹	۱۹	مب	سب
۳۱۰	۹	اوسکو	اسکو
۳۱۱	۱	بے	بے
۳۱۱	۳۰	یارومکو	یارنکو

غلطنامہ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۳	۱۳	چھٹا	چھٹا
۴۷۸	۸	مڑپایا	تڑپایا
۴۷۹	۳	تقریر	تصویر
۴۷۹	۸	قانل	قاتل
۴۸۰	۱	رُلواتی	رو لواتی
۴۸۰	۱۵	ماہتاب جان	ماہتاب جان

غلطنامہ دیوان اول تمام ہو چکا
آٹھوین صفحہ کے دونون کالم
مین غلطنامۂ دیوان دوم لکھا
گیا ہے ناظرین اون دونون
کالم کو غلطنامۂ دیوان دوم
تصور فرمائین
فقط

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۳	۲۱	رکھا	رہا
۳۲۷	۱۴	سوا	ہوا
۳۲۷	۱۵	مین	سے
۳۲۸	۱۳	تھے وہین	بیٹھے وہین
۳۳۲	۲۵	کا ہے حوصلہ	ہی کا حوصلہ
۳۳۸	۴	صاحت	صباحت
۳۳۹	۲۶	جہپا ہی	چھپا ہی
۳۴۰	۲	قند و رہر	قند و زہر
۳۴۰	۲۰	اوت	ثروت
۳۴۱	۱۷	سہی لنا	بھی لینا
۳۴۳	۱۹	اپا	اپنا
۳۴۵	۱۴	ہے ہے جڑپایا	ہے ہے چڑپایا
۳۴۵	۱۵	ڈاڑہین مارکے	داڑہین مارکے
۳۵۰	۹	سی جب	مسیحا جب
۳۵۱	۲	جبیا	جیا
۳۵۱	۲۰	تن برے	تن پرسے
۳۵۱	۲۳	دلیر کے	دلیر کی
۳۵۶	۱۶	خورسیدنے	خورشید نے
۳۵۷	۱۱	ہین	نہین
۳۶۰	۱۱	مین	ہین
۳۶۰	۲۸	جہنال	چھنال
۳۶۳	۲	مجر	مری
۳۶۳	۱۳	پڑتی	بڑہتی

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۵	۸	اکش	آتش
۳۶۵	۱۹	ہوگئی جاتی	بڑھتی جاتی
۳۶۶	۱۸	محشرما	حشر کی
۳۶۷	۱	پیتے ہین	پیتے ہو
۳۶۷	۲۷	آفت پہ آفت	آفت پر آفت
۳۶۹	۶	کی...	کی
۳۶۹	۱۱	مون	ہون
۳۶۹	۱۸	کر	گر
۳۶۹	۲۱	لو پڑ ر	تو بھر
۳۷۰	۲۳	اوسکی	اوسکے
۳۷۳	ترک	للبتے ہین	لکھتے ہین
۳۷۵	۲۴	گرہ گیر نہ ترا	گرہ گیر تری
۳۷۶	۸	ہی	ہے
۳۷۶	۱۰	سفر	صفر
۳۷۶	۲۰	پہہ	یہہ
۳۸۵	۱	حری	تری
۳۸۷	۲۱	موشس	ہوشس
۳۸۷	۲۸	گھرکاوسکو	گھراوسکو
۳۹۶	۱۹	پنکیان	بنکیان
۳۹۶	۲۷	چای...	جای
۴۰۲	۱۰	منتظر	منتظر
۴۰۴	۲۶	گلگون	عاشقون
۴۰۵	۱۸	ڈاڑہین	داڑہین
۴۰۵	۱۹	صحن	صحن

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۶	۱۵	کی پیچ	کے پیچ
۴۰۸	۲۴	ای غنچہ دہن	ای غنچہ دہن عاشق
۴۴۱	۸	دی ہی اپنی جان	دی اپنی اپنی جان
۴۴۱	۲۶	عشاق	عاشق
۴۴۳	۱۲	اے	آئے
۴۴۳	۳۶	بگلگر	گل کر
۴۴۴	۱۵	وہ حاند	وہ چاند
۴۴۶	۲۱	سنم	ستم
۴۴۷	۷	دی	دو
۴۴۹	۱	زبانی شہزادہ کی	زبانی شہزادے کی
۴۴۹	۳۵	دکہلانے	دکہلانے
۴۵۲	۲۱	ارشاد راجہ کا	ارشاد راجہ کا
۴۵۳	۱۲	ابتک	ابتگ
۴۵۳	۱۴	ابتک	ابتگ
۴۵۳	۲۸	بنکر	بنسکر
۴۶۶	۲۳	صورت باغ جسے خوف خزان سے کیا ہو	
۴۶۶	۲۴	لب خندان نہین برین دل مسرور نہین	
۴۷۶	۲۰	مانع وصحبت	مانع صحبت
۴۷۷	۲۶	تری	ترے
۴۷۹	۴	ببھی	بہی
۴۸۲	۱۰	سیا	سا
۴۸۳	۲۰	آج تو لڑکی آج	ہی تو لڑکی آج
۴۸۴	ترک	"	ہلوسلامت
۴۸۶	۱۶	ائین	آئین

ن حضرت پرتو	کچھ عجب ہی چمک دمک سے چھپا	کہاں ای نور طبع روشن نے	پرتو شمع فکر - سال اوسکا

منشی میر عبد القادر صاحب تخلص مجبور کلرک کالج آف انجنیرنگ مدراس ولد میر غلام حسین صاحب تاجر

پرتو دو دیوان کرد چو	قدردان اہل علم اہل کمال	بندۂ مجبور این رنگین نوا	واہ باغ روح افزا گفت سال ۱۸ ۱۳

ضمیمۂ غلطنامۂ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامۂ دیوان اول جو متن مین ہے

سطر	غلط	صحیح
۱۰	زانوی حسینا پہ بار کرتا ہے	بزم زانوئے حسینون پہ بار کرتا ہے
۱۵	نرا	نِنیا
۷	کہتے ہین گر سینو لیا ہے اوسکی لٹین	سینو لیا ہی کہتے ہین اوسکی لٹین
۱۲	اوسکے	اوسکی
۱۰	ہون دور مین جو	مین دور رہون جو
۱۵	ہراک	ہر ایک

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۴	۱۱	بہم بلا والم	بہم و بلا والم
۲۶۶	۲۵	رنگ	بر رنگ
۲۸۳	۵	جائینگے	جاؤ گے
۳۰۸	۵	کی	کے
۳۴۰	۷	زنجیر کی صدا ہمدم ہوں آہ کا بھی	زنجیر کی صدا بھی ہوں آہ کا بھی
۳۶۷	۱۵	ہے	ہین
۳۷۳	۲۱	پان کہانے مسی لگانے	پان کہانے سے مسی لگانے سے
۳۷۸	۱۱	چشم	آنکھ
۳۹۶	۱۹	بتکیان	بنکیان
۴۱۱	۱۸	گاش	فاش
۴۲۱	۲۱	جوری	چوری
۴۲۴	۲۹	جلوہ	جلوا
۴۴۰	۱۵	صاحب	صاحب
۴۴۳	۸	اغوش	آغوش

موسوم بہ کلیات پرتو جسمین دیوان اول متن مین اور دیوان دوم حاشیہ پر ہے
ہجری مقدسہ مطابق ستائیسوین نومبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی منگل کے روز بعلم کمترین عباد اللہ
محمد جمال الدین اعجاز مہتمم کے چھپکر ہدیہ ناظرین ہوا

تمت بالخیر